بصناعی حکیم مکان وفضل خلاق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۲۷ء

بعہد صاحب تمکین مکان فضل خلائق زمین و زمان

دیوان امیر

معروف بہ اسم تاریخی

مرآۃ الغیب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بتزئین طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
۱۹۲۴ء

التماس۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی فہرست ہر شائق کو چھاپہ خانے سے مِل سکتی ہے جسکے معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کتب کلیات و دواوین اُردو کتب کلیات و دواوین فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین اُردو		مرزا رفیع السودا	۲عہ/
کلیات انشاء اللہ خان۔ بہ نتیجہ طبع		کلیات انوری کامل فارسی	۶/
شاعر نامی میر انشاء اللہ خان	سہ/	کلیات تراب۔ مجموعہ جس مین چند	۹/
انتخاب کلیات ظفر۔	۸/	کتاب مین ۱۔ دیوان ۲۔ مثنوی عاشق صنم	
کلیات نعتیہ مجید۔	ھہ/	۳۔ ثمریان ۴۔ شجرۂ قادریہ	۵/
کلیات غلام امام شہید	عہ/	کلیات ناسخ۔ طبعزاد مشہور نامی	
دیوان وقار۔	۱۰/	شیخ امام بخش ناسخ معاصر آتش لکھنوی	عہ/
کلیات صفدر۔	عہ/	کلیات تسلیم جس کا نام تاریخی نظم ارجمند	
بہارستان اشعار	سہ/	ہے نتیجہ خوش فکری زبان دریائے خیال	
دیوان میر حسن	۸/	منشی امیر اللہ تسلیم شاگرد نسیم دہلوی	عہ/
گلدستہ حفیظ اللہ خان	عہ/	کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت کا	عہ/
کلیات صنعت۔	۱۲/	کلیات ظفر۔ کلام الملک ملک الکلام	
کلیات سودا قصائد و مثنویات و		چار جلد مین ۱۔ جلد اوّل و دوم یکجائی	
دواوین و رباعیات از کلام تاج الشعرا		جلد سوم و چہارم یکجائی۔	۴/

روبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلائق کے برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دو دانش ودہم
بحث اِک بات کی دونون مین پڑی ہے ایسی
حکم عالی یہ ہوا جلد کرو حاضرِ بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ازل تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک حاکم ہے فلک جاہ خردمند ذکی
نام ہے کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر اُسے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہو ناممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہان مین نامی
سارے عالم مین ہے سحبان کی فصاحت مشہور
کس کو معلوم فلاطون کی نہین ہے حکمت
چارسو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہے کہ ان سب سے ہے بڑھ کر کوئی
یہ کہتا ہون مین دعوی مین ہین اپنے صادق

حکمت الدولہ جو تھا منشی یاقوت رقم
لب ہوے لعل فشان کھل گئے ابواب حکم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش امم
درِ دولت پہ ہے ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خج و دونون مین ہم ہونگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہے آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانانِ زمانہ رؤسائے عالم
صاحبِ علم و ہنر معدنِ اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہے وہ یکتائے زمانہ سرِ اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہے ستم
بلکہ مار ارہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہے خدا کا نہین خالی عالم
خواجگانِ عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہے علم
حکم نادر ہے عیان جلوہ نما عشرتِ جم
ششجہت پر ہے عیان سب سے جری تھا رستم
زعم باطل ہے فقط مانتے ہین کب اے ہم
ہین دلائل جو ہون گوشِ شنوا گوشِ صمم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب محمد کلب علیخان بہادر دام ملکہم و اقبالہم مشتمل بر مناظرۂ دانش و وہم

تخت کاغذ پہ ہوا صدر نشین شاہ قلم
دائرے طبل کی صورت ہین الف شکل علم

ہین جو یہ عرصۂ کاغذ یہ حروف و حرکات
یہی لشکر ہی یہی فوج یہی خیل و خدم

ہو فصاحت جو مصاحب تو بلاغت ہی ندیم
وزرا مرتبۂ و دبدبۂ و جاہ و حشم

منتخب ہین جو مضامین تو معانی ہین لطیف
ہین وہی گنج و خزائن وہی دینار و درم

اہل دفتر نے ہوئی کھول کے بستونکو نشست
گردن منشی گردون ہوئی تسلیم کو خم

کبھی منصب کبھی تقسیم مین دین جاگیرین
شقے لکھے گئے ہونے لگے فرمان رقم

وقت دربار ہوا جمع ہوئے مجرائی
عقل و فہم و خرد و ہوش و تدابیر و حکم

سامنے آنے لگے خیر طلب بہر سلام
مرد ہا تھا جو ادب کا وہ پکارا پیہم

روبرو خسرو جمجاہ فلک فر کے نگاہ
تا ابد سلطنت پشت و پناہ عالم

ہوئی مجرے سے بخوبی جو فراغت حاصل
مسند حکم ہوئی مطلع انوار قدم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان
یہ پڑجائے صفِ فوجِ عدو مین بھاگڑ
اسمین بھی بند ہوا وہم تو لی اور ہی راہ
یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد
جامِ جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت
سُن کے دانش نے کہا خوب کہان تجھکو تمیز
فرض کردم کہ مہیا ہون سب اسباب نشاط
یہ ہی مین جو نہوا اسکو مہو حاصل کیا خاک
اگلے لوگونمین کہان تھی یہ تراش اور خراش
پیرہن رشکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ
خوبصورت و حسین ماہ جبین بیش نظر
کبک و طاؤس کی رفتار تو ہے چیتے کی کمر
قصد وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤسِ فلک
جام جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان
طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجادون مین
م کی اسمین بھی تو بولا مجبور
نادر کا فلاطون کی ہی حکمت باقی
کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین
وجہ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہے
آنکھین کس کی نہین نادر نے نکالین بیجرم
کس کی گردن یہ نہ نادر کی چلی تیغ جفا

نہ یہ توپین نہ یہ گھوڑے تھے نہ یہ سیل نہ بم
سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ شیرِ اجم
رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم
کسنے آراستہ کی بزم طرب صورتِ جم
جس سے تھا پیش نظر آئینہ حالِ عالم
مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ ناز و نعم
مطرب و ساقی و نقل و می و اصوات نغم
لذتِ سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم
یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شمیم
زیورون مین وہ چمک نور کا جن مین عالم
خم بخم زلف رسا آئے تا زانو و شکم
آنکھین وہ شوخ کہ آہوئے غزالان حرم
کان ایسے بھی اکڑے وہ مزامیر نغم
رازِ کونین سے آگاہ یہان دل ہردم
متاخر ہین سراسر قدما سے اقدم
خیر قائل ہون پر اے فارقِ انوار و ظلم
فرق انکا بھی سنون کون سوا کون ہی کم
لائق مدح ہے ممدوح وہ ہین قابل ذم
وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم
سرمۂ روشنئ چشم ہے یان خاکِ قدم
گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہین خم

کچھ یہ سنتا نہین انکار پہ باندھے ہے کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہے کلام
فی البدیہہ اُسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسولؐ
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
ہنس کے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ ہی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش ازین نیست کہ دعوت مین کیا کرتا تھا وہ
میرے ممدوح کی کشور نہ خزائن کی ہے حد
تینے سائل تھے قبیلے مین بنی طی کے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
پھرتے ہین صاحب زر ہو کے غنی زر بخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
بس جوان مرد نے مانا نہین لو ہاں اُس کا
سن کے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین کیا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ گمنام سایل
میرے ممدوح کی جرأت تھی بھلا اسمین کہان

گفتگو سے طرفین آپ سنین ہو کے حکم
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نعم
نام کسریٰ کا ہی انصاف و عدالت مین علم
یاوہ بے آب بھی پاتا ہے کہین رتبۂ یم
عدل کسریٰ ہی مین ضلالت کے طریقے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہے یم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اسمین جتنے ہون میسر اُسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہے خلائق کا نہ ہے جود و کرم
جمع اُسکے درِ دولت پہ ہے سارا عالم
ہر تہیدست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا لاکھ حاتم
نطق ہو بند تو منھ کھول سکے کیا ابکم
… کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرأت رستم ہے عرب تا بہ عجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

مرکز کاف کی شمشیر سے کٹتا سر سیم — درمیان مین جو نہو تا قدم اے کرم

(ق) وہ مسیحا ہو تو پھر خلق کا مرنا کیسا — کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہ عدم

صور سے کہدے تو وہ بھول بھلیان بنجائے — کہ بھٹکتا ہی پھرے اُسمین سرافیل کا دم

فیض سے اُسکے وہ کرتے ہین دوشلے تقسیم — کملیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موے غنم

قہر رب کہتے ہین جسکو وہ عتاب اُسکا ہے — آنکھ دکھلائے جسے اُسکا ہو دم عین عدم

صرصر قہر چلے اُس کی تو ہستی کیسی — چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت خیم

(ق) سود خورہ ہے عدو کیون نہ زمین پر لوٹے — عدم ہضم غذا ہے سبب درد شکم

عہد مین اُسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا — کہ ستم ہے حق معشوق مین عاشق پہ ستم

اثر اُلٹا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون — پڑھکے لیلی جو کرے سورۂ جن قیس پہ دم

بُت پرستی کا مٹا عہد مین اُسکے یہ رواج — قابل حد ہوئے اطفال بھی کھیلے جو صنم

بسکہ پابند شریعت ہی وہ مقبول خدا — اسمین قدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم

کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا — سر حد شرع سے باہر نہین پڑتا ہی قدم

آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو — غافلو راہ عبادت مین نہو سست قدم

تم سے ہوتی ہیں شب و روز نمازین جو قضا — دیکھو ماتم مین اُنھین کے ہی سیہ پوش حرم

(ق) اُٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین — بند دروازۂ بتخانہ ہے وا باب حرم

ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے — سجدہ گاہین وہ بناتے جو گھڑتے بھی صنم

تن پہ کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ — خود ہے مشعلۂ طور زرہ رخت حرم

ہے سپر پشت مبارک پہ کہ حمزہؓ کی سپر — ذوالفقار اسداللہ کہ شمشیر دودم

حملہ در فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ — باندھ کر چست کمر کھینچ کے شمشیر دودم

کھیت کشتون کا نہ طیار بھی ہونے پائے — ہو چکیے تیغ و قضا مین برضا بیع سلم

تھا سیہ رو جو عدو اُسکو کیا خون مین تر — کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

اور حکمت مین فلاطون کا ہے کیا ذکر کہ وہ
بیٹھکر خم مین ہوا راہی اقلیم عدم

یہ وہ دریا کہ خم چرخ جہان ایک حباب
پھیل کر قطرہ نہ دریا سے کبھی ہو اعظم

طرفہ حکمت کہ نبی کا بھی وہ قائل نہوا
دل صفا سے ہو یہان مطلع انوار قدم

کفر و ایمان مین بڑا فرق ہو لازم ہے تمیز
وہ اگر ہمیشہ دو رخ تو یہ ہے سرو ارم

جب سُنے ایسے براہین یہ ہوا وہم کا حال
خم کیا سر کو لیے دوڑ کے دانش کے قدم

چشم الطاف سے دانش نے بھی کی اُسپہ نظر
پھر تفہیم کہا سُن کہ تو ہے نیک شیم

یہ تو تھے تیرے سوالات کے اے وہم جواب
وصف ممدوح جو ہین اور وہ اب کہتے ہین ہم

علم مین حلم مین اوصاف مین دانائی مین
ایک ہی فرد ہے یکتا ہے وہ فخر عالم

ہر سحر مشغلہ فریادرسی دادرسی
میہمان سیکڑون ہر شام سر خوان کرم

جتنے جس شہر سے آتے ہین مسافر مہمان
کیمیا کرتی ہے اُنکو نظر فیض شیم

اس جگہ چاہیئے موزون ہون کئی مطلع صاف
گھر مین بیتون کے لگین آئنے قد آدم

مطلع

وقت رفتار ہے زر ریز عجب فیض قدم
نقش پا راہ مین بنجاتے ہین دینار و درم

درِ دولت کی وہ عظمت ہے کہ جبسے ہر دم
لو لگائے ہوئے ہے لام ہو یا واو قسم

تنگدل وہ ہے عدو نام جو اُسکا ہو رقم
ساحت لوح سمٹے کہ ہو میدان قلم

چشمہ فیض سے اُسکے جو شجر ہون سیراب
عوض برگ ہر اک شاخ سے پیدا ہون درم

دل مین وہ سخت دلونکے بھی جگہ کرتا ہے
سنگ پر جیسے پیمبر کے پڑے نقش قدم

ہے تواضع کا نتیجہ کہ ہے سب پر غالب
کسر نفس اُسکو نہ کس طرح کرے فتح سے ضم

عفو ایسا کہ خطاکار سے بھی ہے اغماض
صاف پی جائے جو کھائے کوئی جھوٹی بھی قسم

زائر در جو رہ شوق مین ہوتے ہین رواں
حسرت آنکھون کو یہ ہوتی ہے ہوئے ہم نہ قدم

بینی دولت والا نے یہ پامال کیا
کہین ڈھونڈے سے نہین ملتا ہے نشان سر کم

آخر آخر یہ ہوئی نظم کی قوت پیدا — کرلیا تازہ مضامین کا علاقہ کورٹ
لو سنو گوش توجہ سے ذرا نظم فصیح — وہ سمے صاف نہین نام کو جسمین ٹھیٹ

مطلع

شب دو شنبہ جو لی خواب مین مین نے کروٹ — آئی اک حور لقا پاس الٹ کر گھونگھٹ
کچھ عجب فتنہ کہ اسکی جو نظر جائے پلٹ — ساتھ ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ
شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت — شوخ عیار غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ
رحم دکھلائے جو منھ دور سے پھر جائے نگاہ — شرم آجائے تو آنکھین کہین چل دور ہو ہٹ
گر پڑے جان پہ زیور کی چمک سے بجلی — کھینچ لے دل کو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ
وہ نگاہین غضب آلودہ وہ مژگان کی صفین — لشکر صبر جنھین دیکھ کے کھائے
لے کے انجم کا جو لشکر اتر آئے مریخ — کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ
پختہ کار اسکو جو دیکھین ملمع خام کرین — ثمر بیش رس حسن مین وہ گدراہٹ
طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت — دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ
آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے — توسن ناز کو پوئی سے وہ پھینکے سرپٹ
مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ — بے چھوے گاہ لجالو کی طرح جائے سمٹ
پتلیان آنکھونکی دربردہ اشارون سے کہین — ناچنے ہی کو جو نکلے تو کہان کا گھونگھٹ
مانگ سے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل — باندھے گاہ گلا کھول کے وہ زلف کی لٹ
رخ و گیسو یہ مرے اتنے مسلمان ہندو — مقبرے ہوگئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ
فتنہ حشر کو دیکھے تو کہے زلف سے آنکھ — چھپئے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ
طاق کاکل وہ پھنکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ — ڈک لے مڑکے تو وہ جھک کے لگائے بانٹ
ہاتھ چھو جائے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ — جسطرح کاٹکے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ
دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان — پہلوان دو ہین کہ کشتی مین ہوئے ہین غٹ پٹ

نثر مین نظم مین سب طرح کی رنگینی ہی
...ین گلزار تو طاؤس قلم

کیون نہ عالی سخن اُس کا ہو کہ ہی استعداد
بیت محکم ہے وہی جس کی بنا ہے محکم

یہ حکومت یہ ریاست یہ ایالت یہ شکوہ
واہ کیا نظم ہے جسکا ہی ثنا خوان عالم

تاج کہتا ہی کہ ہے تاجِ سکندر کیا مال
تخت کہتا ہے نہین تختِ سلیمان بھی مین کم

تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ ہی دعوی چتر
سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہے قول علم

اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھُو لون
فیل کا عزم سپر چرخ پہ کھدون مین قدم

تیغ کہتی ہے کہ مجھ سے دل مریخ ہی آب
نیزہ کہتا ہے کہ مجھ سے سر بہرام ہے خم

[illegible] ر اسیر
آتشین ہے یہ رہ سخت تو چوبین ہے قلم

روک لے روک لے رہوار طبیعت کی عنان
گرد عاجز سے کہ لے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اُس کی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدائے دژم

ایضًا قصیدۂ مدحیہ

تا کجا کوتہی ہمت ہوس کر جھوٹ
پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے اُلٹ

جیتنا ہو جو سوارانِ سخن سے میدان
پھینکنا چاہیئے رہوار قلم کو سرپٹ

یہی گو ہے یہی میدان یہی معنی یہی لفظ
اپنی اپنی ہی دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ

پی چکے گو کہ مۓ صافِ سخن کو مۓ نوش
رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ

[illegible]
کھول منھ بھر کے صراحی کو پے بیجا غٹ غٹ

دو قصیدے جو سُنے مصحفی و انشا کے
واقعی سکۂ رائج ہین و لیکن رسلیٹ

سخت بحر سے جو تھے قافیۂ نامانوس
کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اُن کی اُچٹ

ذائقہ ہے تو فقط گرمی و بیباکی کا
پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دور ہو ہٹ

ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب
وئی گھبراہٹ

ہند سے روم تلک جتنے کہ ہین شہزادے
پانون کتنون کے گھسے مثل سبو سر پھوڑے
ناطقہ خانۂ دولت ہے مرا نام صفت
ملہم غیب نے بھیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اُسی کی ہون صفت
رائے انور سے اُسی کے مری آنکھون مین ہے نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پُر نور کی شکل
اُس کی جو راستی طبع وہی قدسیہ
مصحف رُخ کو جو دیکھو تو نمایان ہی شان
کون وہ **کلب علیخان** بہادر جمجاہ
حاکم خلق نے تحصیل کی خوشبو کی لپٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حُسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سُنا کرتا
طرفہ محفل کہ پئے رقص یہان آتا
واہ کیا قصر حکومت ہے رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے تو نگر فقرا ہوتے ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزرو مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اُسے درکار ہین ڈھیرون موتی
کس قدر نام ہے شیرین جو زبان پر آجائے

صبح تا شام ہے اُنکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین مکین ہون تو مکان جائے زر و سیم سے پٹ
ہو گران تجھکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اُلٹ
خُلق اُنکا مرے گیسو مین ہے خوشبو کی لپٹ
عزم اُسکا مری شاہین نگہ کی ہے جھپٹ
دامن فیض کا لٹکاؤ مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اُسی کی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رٹ

مطلع
کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کورٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اُنھین لوگون کا رہا کرتا ہے اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تروٹ
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنھیا کا مکٹ
جسکے دروازے پہ ہین جرأت و ہمت دو بیٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہے اُسکی چوکھٹ
بڑھ کے کوثر چہ زمزم ہو اگر جائے سمٹ
کھو نیسان سے کہ بحرین کا لکھے پرمٹ
منھ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

جلوہ گر مردمِ چشم وصفِ مژگان سے یہ صاف — گو بیٹھی ہے درِ خلد یہ کھولے ہوئے پٹ
پھیر کر آنکھ کہے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی — دہن تنگ ندے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ
چوری چوری جو چمن رُخ مین جو آ جانے لگا — زلفِ مشکین کی رسن باندھ لے مشکین جھٹ پٹ
وصف لکھے لبِ شیرین کا جو کوئی کاتب — صفحہ سے صفحہ عذوبت کے سبب جائے چمٹ
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کفِ رنگین نازک — نیچے لین انگلیونکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ
آرزو مہر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح — کہیں جوشن کی طرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان — نرماہٹ
کس طرح ہو نہ گلا کیفِ مئے حسن سے مست — پی ہے نشے میں صراحی کی صراحی غٹ غٹ
سینۂ آئنہ شفاف شکم چشمۂ حسن — موج دریائے لطافت شکمِ صاف کی بٹ
شورِ خلخال سنائے جو روان ہو دو گام — مُردے اٹھ بیٹھین تہِ خاک یہ ہو گھبراہٹ
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان — نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
شوقِ دل نے یہ کہا مست ہے یہ سروِ سہی — عشق پیچے کی طرح جائیے مستی مین لپٹ
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی — سر قدم تک بھی نہ ہو نچا کہ گئی دُور وہ ہٹ
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی — تازیانے سے نہین کم وہ پڑے تیغ جو پٹ
ہنس کے ظاہر مین کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی — آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
چپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد — تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی جھٹ پٹ
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہے کیسا ہے مزاج — خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون نامی — سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
زہرہ بالائے فلک کشتۂ شمشیرِ نگاہ — حلقِ مریخ کو پھانسی ہے مری زلف کی لٹ
مرغِ دل سیکڑون شہبازِ نظر کے ہین شکار — خال وہ داغِ سیہ ہے کہ کلیجے کیے چٹ
ذوقِ وصلت مین ہوئے گور کنارے کتنے — شوقِ دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ الٹ

وسعتِ طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ

عاجزون کو جو ملے عدل سے تیرے قوت
شیر کو دُرّے لگائے شلغم گاؤ کی بٹ

سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
کردیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیٹ

تار ہے اسپہ تری رائے منور کا چراغ
بن کے چوبِ شجر طور سے آئی ڈیوٹ

سب رئیسون سے ریاست ہے تری بالاتر
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ

حسن وہ جائے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
جتنی پریان ہین وہ لین تیری بلائین چٹ پٹ

چین آتا نہین جبتک کہ عروسِ دولت
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اُٹھا کر گھونگھٹ

کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہے حسن شباب
کیا مزہ دیتا ہے میوے مین جو ہو گدراہٹ

تجھکو ساقی سے مے صاف ملی روز ازل
آگئے خسرو جمشید تو پائی تلچھٹ

تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہوا ابھی حصن فلک گر کے زمین پر چوپٹ

ہین پھنکیتی مین چٹیلے یہ ترے ارض وسما
سر کی چوٹ اُنسے نہ رُکتی ہے نہ اُنسے پالٹ

خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
مُشک نافے سے سوا اسمین ہے خوشبو کی لپٹ

علم وہ جسکو دقائق ہین کتب کے آسان
کوئی مُشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ

ہے یہان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
اہلِ منطق سے کہو لائے کہان کا جھنجھٹ

تجھسے ہمسر ترا دشمن ہو خدا کی قدرت
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہما سے کھوسٹ

فیل گردون کرے دونون کو مسلکر پامال
سیار سینگی اُسے دے لا کے جو گیدڑ پاکھٹ

کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
خوف ہنگام سخن ہے کہ کہیں جائے نہ کٹ

آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
جسطرح بیٹھ رہے جام مین مے کے تلچھٹ

پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہے ٹھیک
برج آبی مین ستارون نے کیا ہے جمگھٹ

کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
روحین پیاسونکی ہوئین جمع سمجھکر پنگھٹ

یکدم مین صفِ اعدا کو کیا دو ٹکڑے
سیکڑون بار چلی پر نہ پڑی یہ کبھی پٹ

رزم مین لیتا ہے بندوق کا توتا یہی نام
بزم میں طوطی مینا کو اُسی کی ہے رٹ

اسی سجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اس حرز یمانی سے گئی گھبراہٹ

عدل وہ ہے کہ زمانے مین نہین ہوُے فساد
ہو تہتک جو پھلیتون مین کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہے عجب فیض کی جو پڑ کہ جہان
کبھی پڑتا نہین پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہے یہ دولتِ دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو مین خدا نے طاقت
امتحان چاہے اگر کوئی تو دے کوہ اُلٹ

کمو رستم سے کہ کیا جان کے مُنھ چڑھتا ہے
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہ قہر کرے سنگدلون کو جو رنگ
یہ وہ شمشیر نہین جائے جو پتھر پہ اُچٹ

اب عدو کو ہے چہ بستی قسمت سے نجات
آنکھین دولاب ہین سر اُسکا ہے چکر سے رہٹ

برق جا کر جو جلاتی ہے عدو کے خرمن
ہُولتا ہے وہین اُس تیغ سے رعد آکے رپٹ

زشت کیا دشمن کافر ہے کہ ہے اُسکی جگہہ
زیست میں خانۂ زندان بس مُردن مرگھٹ

اس جگہہ سے مین کرون ہوکے مخاطب تعریف
چاہیئے شاہد معنی کی بدل دون کروٹ

نمایانہ ہے اگر نصف خطائی بھی ہو نصف
ایک دروازے کی خاطر ہین مناسب دو پٹ

مطلع

ہین ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
مل گئے یہ چار کڑی ایک بنی ہے جو کھٹ

تب ہی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر
چرخ نے ماہ کو ڈشق کرکے کہا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا وادی ہے تماشے کی جگہہ
پیچ کھاتے ہین بگولے کہ قلا کرتے ہین نٹ

ہر کہاری ہے ہوادار کی صورت مین پری
تخت جم سے کے یہ پریونکا چلا ہے جمگھٹ

زیر فرمان رہے ہر دم جو کہے تو وہ کہے
زال دُنیا کو مناسب نہین اب تریاہٹ

حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا
مال جو غیر کے قبضے مین ہے وہ ہے تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اُس نے خزانہ پایا
خط لکھا جسکو اُسی شخص کی ہنڈی گئی پٹ

حکم تنگی دہن تنگ سے جائے جو نکل
سارا آفاق ہو ذرہ یہ زمین جائے سمٹ

قصیدہ دیگر

فصلِ گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان
بڑھ کے رضوان سے ہوا ان روزون دماغِ باغبان

ہر طرف گلہاے رنگارنگ گلشن مین کھلے
جیسے صبحِ عید یکجا ہون حسینانِ جہان

خم نہین شاخین درختونکی ہوا سے خاک پر
کر رہے ہین سجدۂ شکرِ خداے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار
جی اُٹھے جو ہو گئے تھے مُردہ دل وقتِ خزان

جھُوم کر آیا ہے ابرِ کوہساری باغ مین
رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان

لالہ کہتا ہے کہان موسیٰ ہین آکر دیکھ لین
صاف جلوہ ہی چراغِ طُور کا مجھ سے عیان

جھُومنا مستونکی صورت ہے درختون کا بجا
نکہتِ گل مین بھی ہی کیفِ شرابِ ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست
نرگسِ شہلا نے رکھی مے فروشی کی دُکان

داربستِ تاک مین خوشے نظر آنے لگے
جس طرح جھُرمٹ ستارون کا فرازِ آسمان

سیر غنچہ کیون نہ بیحد ہو زرِ گلُ بیشمار
رکھتی ہے اکسیر کی بوٹی بہارِ بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرّمی
جسطرف دیکھو کھُلی ہے سبز مخمل کی دُکان

فیضِ شبنم نے دیئے اشجار کو آبی لباس
بر مین ہے مردم گیا کے جامۂ آبِ روان

نوعروسانِ چمن کو ہے جواہر کا جو شوق
بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہالِ سایہ دار
ہو خرامان جسطرح کوئی حسین دامن کشان

ہے مبارک فال کوئی ہونے والی ہی خوشی
ہر چراغِ لالہ جوشِ رنگ سے ہے گلفشان

جان کچھ یونہین پڑی زندہ ہوئی خاکِ چمن
ہے دمِ جان بخشِ عیسیٰ یا نسیمِ بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیورِ باغِ خلدُ
سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبیٰ باغِ جنان

صحنِ گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ
مُرغِ بُو کا آشیان ہی شاخِ گلبُن پر کہان

ہی بلندی مین درازی اسقدر ہر شاخ مین
ہے محیطِ مشرق و مغرب برنگِ کہکشان

حسن تن کے بینے ہی چال قیامت اسکی
پاٹ کر لاشون سے میدان کو لیتی ہے جو دم
جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑے اُسکی
وصف رہوارِ سبکرو کا کرے کیا کوئی
شبِ مہتاب سے کم منھ پہ نہین اندھیاری
دامنِ شاہدِ کنعاں ہی ہر اک دامن زین
شرق سے غرب میں پھر غرب سے آئے سوئے شرق
وقتِ رفتار کبھی رہروِ خفتہ کی طرح
ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
ایک ہی ٹاپ میں ہو جائیں دو عالم برہم
فیل خرطوم میں لیکر جو زمین کو پھینکے
دمِ رفتار اُسے خضر بھی دیکھین تو کہین
زور سا زور ہے کچھ پاؤن میں اُسکے جو پڑے
کمرِ کوہ سے کیونکر ہو تحمّل اس کا
ہے کشادہ دہن اس کا کہ درِ باغ ارم
س جسامت یہ کہ ہے صورتِ اندیشہ جسیم
لیلۃ القدر رکھا آپ نام قصیدے کا امیر
ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان

ایک ٹھوکر مین ہے یہ قلعۂ نُہ در چوپٹ
ملک الموت سے کہتی ہے کہ بول آکے رپٹ
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کہے دُور ہو ہٹ
چال دُلدُل کی تو ہے رخش کی صورت چوٹ
بلکہ زیبا ہے اگر کہیئے دولھن کا گھونگھٹ
سر پہ کلغی کہ کنھیّا کا ہے یہ مور مکٹ
دم میں سو بار جو راکب اسے پھینکے سرپٹ
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ
گشت کے وقت کرے یہ جو اُلٹ اور پلٹ
ملکے جو وہ طبق ارض و سما ہون غٹ پٹ
آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد مین اَٹ
دست صرصر سے گیا پردۂ ظلمات سمٹ
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ
پاؤن رکھدے یہ اگر گاو زمیں لے کروٹ
دونون دندان ہین کہ موتی کے ہین گویا دو پٹ
چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ
کہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ
سجدہ گہ سارے زمانے کی رہے یہ چوکھٹ
درِ دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفسِ چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
نہین قدمون کے تلے جائین پڑے لطف سے کٹ

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتاے جہان — گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان
حبذا وہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب — حبذا وہ سر جو ہو صرف سجود آستان
ہی خوشا وہ سر زمین جائین جد ہر اُسکے قدم — اے خوشا کشور بھرے جسکی طرف اُسکی عنان
مرحبا اُسکو جو صبح و شام ہے اُسکا مطیع — آفرین اُسکو جو روز و شب ہی اُسکا مدح خوان
ہے وہی دل جسمین ہی اُسکی محبت کا مقام — ہی وہی سینہ ہی جسمین اُسکی اُلفت کا مکان
رستمی مین رشک رستم زور مین افراسیاب — عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان
طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان کے درس علم — روبرو اُسکے فلاطون عامی کج مج زبان
شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو — شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر سے کہان
فی الحقیقۃ ختم ہے اُس پر رعایا پروری — اقعی ایسا شیر نفون کا کہان ہے قدردان
دستگیری کی ضعیفون کی تو ہی بازو ہوئے — حق یہ ہے محنت نہین جاتی کسی کی رائگان
شہرہ بخشش سے خلقت ہے در دولت پہ جمع — جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان
آکے اُسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر — ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان
قلب روشن ہے وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس — صاف آتے ہین نظر اشکال اسرار نہان
شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ — سب ہین خالی در پہ اُسکے جمع ہو سارا جہان
دامن لطف و کرم جبتک نہ تھا اُسکا دراز — تھا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان
خاک کو اُسکی نگاہ مہر کر دیتی ہے زر — جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استوان
عہد نصفت مہد مین سرکش نظر آتے نہین — خوف کھاے ہی آتش سنگ و آہن مین نہان
جسطرف چاہے اُسے پھیرے اُسے ہی اختیار — ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان
زور بازو سے توانا سے کبادہ ہو گئی — پہلوانون سے نہ کھنچ سکتی تھی جو مطلق کمان
ہمت عالی سے ہین جو لہاے عالم مطمئن — ہے عصاے پیر حرز طفل شمشیر جوان

پائے گر سورج مکھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ — بھول جائے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہے — جا درِ مہتاب ہی فرش فضائے بوستان

سیر کو جو آئے اُسکا ناف آہو ہو مشام — گیسوئے مشکین سنبل لبکہ ہے عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے — خواب مین کرتا ہے سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار — نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چھوتے ہین سنان

جسطرف دیکھو زرِ گل باغ مین انبار ہی — شکل فوارہ اُگلتی ہی زمین گنجِ نہان

غنچۂ و سوسن سے کیا ہو شکر احسانِ بہار — وہ زبانِ بیدہن ہے یہ دہانِ بیزبان

اسقدر جوشِ طراوت ہی عجب کیا ہے اگر — یاسمین پیدا کرین گر وکر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کے عوض نکلین گل و یاقوت لعل — نشترِ فصاد اگر کھولے رگِ سنگِ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے — تر ہے چوبِ خشک ناوک بارور شاخ کمان

مصر کا بازار کہئے باغ کے بازار کو — گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

ق

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین — عمر کرتے ہین عبث دیر و حرم مین رائگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب — اُن مکانون مین ہی پوشیدہ یہان ہر سو عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ — جلوہ گر ہے ہر طرف رنگِ بہارِ بیخزان

گرچہ صحن باغ میں ہر سال آتی ہے بہار — اور آتا ہے نظر رنگِ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین — سروِ گلزار ریاست صاحبِ بخت و جوان

منبع جود و سخاوت معدنِ لطف و کرم — ماہ اوجِ چرخ قدرت مہر اوجِ کن فکان

نتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب — روح جسمِ انس و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہو سب کے نگین دل پہ نقش — نامور کلبِ علیخان بہادر نوجوان

سُن کے وصفِ پاک کا دل نے ارادہ جب کیا
بے تکلف آگیا مطلع یہ بالائے زبان

ابرو و مژگان سے آگے سرکشی کس کی چلے
جھک گئی ہے تیغ پر خم تیر ہے شکل کمان

دونون آنکھین دیکھ لین جسنے سعادت کی حصول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہے غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب بھول جاتی ہے زبان

کیا قد و رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریزان مثلِ بو ہے سرو ہے سرو روان

ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہے قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہے جہان

حسن مین تجھسے سوا وہ ماہِ کنعان کو کہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اسکا ہے خجلت کے سبب مہر دہان

کیا ہوا گر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
وہ سبک پلہ ہے تیری حسن صورت کا گران

کسقدر دریا تری دریا دلی کا ہے وسیع
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان

کون عالم مین جمال پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقدِ جان

حکم محکم وہ کہ جس سے ملک ہے رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان

رزق تو نے اسقدر سب اہلِ عالم کو دیا
اٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہرِ نان

تھی جو بہرِ رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کارِ فسان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان کا دھوان

کوئی عالی منزلت تجھ سا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہے پاسبان

ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جانفزا
صبح اٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہے اذان

خلق پر وہ مہربان ہے خلق تیری خیرخواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہے درمیان

ق

جو ترا دشمن کہ کرتا ہے عداوت بیمزد
مثل شیطان ہے وہ مردودِ خدائے انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ دانے کی طرح
پیس ڈالیگی اسے خود آسیائے آسمان

شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
تیرہ بختی اسکی ہے اس کو جہنم کا دھوان

ذکر خط کیا خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواد
بہر کحل چشم لیجائین جو خاک آستان

کیا ہے شمع رائے روشن کی تجلی پر
جب زبانہ بھی شمع طور کا ہو ہمزبان

بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین
ڈھونڈے گر عاشق تو یان شوق کا پائے دہان

ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اس بزم مین
نکہت گل بن کے نکلے شمع عقل کا دھوان

حکم ہے عالی دماغی کا شبستان مین یہی
پوست کھینچا جائے می کھینچے اگر پیر مغان

ہے رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین
تب بجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان

دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہین
جسجگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان

بتکدے تھے جس جگہ اسجا بنی ہین مسجدین
خار ہین جزو تن ماہی بجائے استخوان

قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اٹھ گئی
پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران

—ف گر اسکے تصدق مین ہو ہنگام صبح
ہے بہار اسکی عنایت قہر ہے اسکا خزان

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہے یقین کیسا گمان

اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان
تابع حکم معلی ہین زمین و آسمان

آستان تیرا ہے اے عالی مکان وہ آستان
بہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہے فرق فرقدان

کاتب قدرت نے جب تیرا خط ہستی لکھا
دے لیے انجم کے نقطے جب برائے امتحان

کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ
گو کہ تصویرین ہزارون ہین مگر تنع ہے جہان

آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن
یہ وہ گلشن ہے کہ خود جسکا خدا ہے باغبان

دیدۂ حق بین سے ہین تجکو گوش حق شنو
دل ہے دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان

وصف رخ روشن بیانونسے بھی ہو سکتا نہین
شمع کی صورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان

دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت
ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان

اسقدر مست مئے حُسن کہ سر سے سر دوش
آئینہ آتا ہی حضور

شانہ و آئینہ ہین بسکہ مصاحب دونون
آئینہ شانہ سے کہتا ہے کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجھکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہے مرا تجھکو وہ حاصل ہی کہاں
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
ممنون ہے اہل جہان کو مرا نظارۂ رُخ
صافی قلب سے پایا ہے یہ رتبہ مین نے
آب و نان مجھکو نہین ہی کسی مہمان سے عزیز
نہین کھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مجھسے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہے
بزم عالم مین فقط وجہ سے میری یا تیک
مجلس خاص نبیؐ مین بھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہی کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسید م چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھو نہین بھی ہی قدر مری
بولتا ہے مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہے کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

رہا ڈھلکے دوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
بنتے ہین گیسو و رُخ کرتے ہین جو بن پہ نظر
ایک سا ایک نے باندھی ہی رقابت پیکر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرت حسن سے مُنھ سے کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہے مجھ مین جوہر
خانہ بر دوش ہون پر دلمین امیرونکے ہے
روبرو صاحب انصاف کے جھوٹا ہو گھر آ
دیکھتے ہیں مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہے مجھے اللہ نے گا
دشمن و دوست کے منھ پر ہے کشادہ مرا در
صاف کہدیتا ہون آتا ہے جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام نہ ملنے کی خبر
نام روشن ہے چراغ لحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحابؓ تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی سُرخاب کا پر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
رمل آسا ترے طالع کا سیہ ہے اختر

کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ
مرحِ رستم مانگتی ہی آجتک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم
ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان

دشمنون کے سر گراتی ہے تری شمشیر یون
نخل سے جھڑتے ہین پتّے جیسے ہنگام خزان

رعشہ ہے مریخ کے تن مین رخ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ ترک آسمان

حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر ملاے ہان مین ہان

کس طرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکٹ نجائے
جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان

تیر جھٹو ہاشست سے جب موت کا آیا پیام
ہے در ملک عدم گویا کہ کھنچنے مین کمان

جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
ہے دم ہیجا زبان اژدر آتش فشان

تیزی اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین
تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرف قدم
تازیانے سے نہین کم اس کو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر
دو کرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان

تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
کس سے ہو سکتا ہے اوصاف معلّیٰ کا بیان

جب تلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے روے زمین و آسمان

جب تلک ہو سنگ سے پیدائش یاقوت و لعل
جب تلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روے دشمن زرد یا رب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ اے اہل تماشا کہ ہے ہنگام نظر
بزم عشرت مین ہوے جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان
بدلے جاتے ہین لباس اور مرصّع زیور

بدھیان پھولون کی ہین زیب غزلے ہر دوش
دست و پا مین ہے حنا سرمہ ہی منظور نظر

کرتیان ہین شکم صاف پہ اونچی اونچی
بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

صاحبِ ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
آئینہ بھی غلط ہو شانے کا نہ ہے عزّ و شرف
تو نہ مانے تو نہ مانے مجھے کیا پروا ہے
سوچ تو دل مین ترا عیب ہین تجھمین کتنے
سوجھتا خاک نہین کور دلی سے تجھکو
رو برو اور ترا حال ہو غیبت مین کچھ اور
چشمۂ آب تو ظاہر مین ہے باطن مین سراب
خود نمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
صاف بین ہو مین لا مس کہ شب کور ہو تو
نہ جمے پر نہ جمے شکل جو ہو ذہن نشین
قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
آئینے کا تو رُخِ صاف طرفدار ہوا
لشکرِ روز تو زیرِ علمِ خسروِ رُخ
اِک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتوِ مہر

پیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
بیچ مین پڑ کے کہا خوب نہین ہے یہ فساد
حق مین دونونکے یہ اولیٰ ہے کہ پاس اُسکے چلو
کون وہ **کلب علیخان** بہادر نامی
نقش پا تاجِ شرفِ مہر سرِ چرخ بلند
فکر کی اسپ معنی مین جو میرے دل نے

ہو نہ حاصل شرفِ پیروی پیغمبر
جل شانہ ہو جو توصیف خدائے اکبر
عیب مین جو ہے اُسے کب نظر آتا ہے ہنر
سادہ خود خریدہ دہن و بدگو ہے
سخت جان تیرہ درون اصل ہی تیری پتھر
صاف عالم کی دو رنگی کا ہے تجھ مین بھی اثر
دعوے کے پیالونکو دیا کرتا ہے تو شام و سحر
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر
شبِ تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہے نظر
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر
تھے جوان دونون کے حامی اُنھین پہنچی یہ خبر
باندھی زُلف نے شانے کی حمایت پہ کمر
فوج شب بادشہ گیسوے پُرچین کی سپہ
اک طرف شام ہوئی ایک طرف نورِ سحر
لشکرِ لالہ و گل جانبِ روے انور
اب کوئی آن مین ہوتا ہے جہان زیر و زبر
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہے بہتر
صاحبِ حکم جو ہے مہرِ عدالت گستر
منبع جود و سخا زیبِ دہِ علم و ہنر
خاک پا سرمۂ بینائی چشمِ اختر
تازی کبھی زبان کے اوپر

یادہ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر

بن لیا ہو سیسون کا تو توڑین
دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر

قاعدہ بزم ادب کا ہے
پیش چلے نہ تری ایک کرین زیر و زبر

نیچہ شانہ سے نکلتا نہین ہرگز
خشک ہو شاخ تو اس سے نہین امید ثمر

بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کے رہجاتا ہے
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر

کرکری تیزی دندان سے ہوئی اور تری
جسمین دندانے پڑین تیغ ہے وہ بے جوہر

کشمکش نے تری کانٹون مین گھسیٹا ہے تجھے
پہلوؤن مین ہین ترے خار ادھر اودھر

سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہو
گنگ کی طرح سے خاموش ہو تو آٹھ پہر

اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو
کہ چڑھے لالہ رخان سمن اندام کے سر

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر

صاف صاف آئینے نے بڑھ کے کیا جب یہ کلام
غیر کے عیب سب اظہار کیے اپنے ہنر

گھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہو کر
موئے تن راست ہوئے تیر کی صورت یکسر

ہمہ تن ہو کے زبان کہنے لگا یون سر دست
منھ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر

رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سُن مجھ سے
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر

ہے حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے
کوچۂ زلف مین میری ہے جگہ آٹھ پہر

رات دن خندۂ شادی سے عیان ہین مرے دانت
اپنی تقدیر کو روتا ہے تری آنکھ ہے تر

میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
پنجہ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر

کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
اسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر

ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل
اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہے اثر

کی ہے تشدید نے پیدا جو شباہت میری
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر

شانۂ علاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

گوش گل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہو جیسے اُس رخ روشن کی ہو دید
بھول کر دے جو کوئی اُس دُرِ دندان سے مثال
سایۂ قدمین ہو آرام سے سب خلق جدا
اُسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسیرن شکار
اُسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدائش خلق
ملک دانش مین ہو کیا جہل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایما سے ہوا بند ہر ایک تیغ کا دم
ہو شتر مور د آفت جو جلائے پنبہ
حال احرام یہ ہے رائے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برق اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اونچی تو کرے شیر فلک کو چورنگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہے یہ تیغ
دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورت خورشید ہو توسن کہ جسے
دامن زین نہین اڑتے ہین ہوا سے دم سیر
تیز تر ماہی دریا سے میان دریا
آب نرمی مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگس شہلا کو ہو یارائے نظر
وہی حافظ ہے جسے مصحف رب ہو از بر
لعل آسا رخ گوہر ہو خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابش برق کی جا ابر سے ہو بارش زر
سر مریخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہیں رنگ عرض بے جوہر
قوت عقل سے کھینچی ہے سد اسکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذرات زمین عاشق مہر انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفار کا جسمین ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشت پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاو زمین دو پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوئے ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھوئے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

مطلع

حکم اسکا جو رسے بیش حفاظت کی سپر　　عود آتش مین سلامت ہے پانی مین شکر

جس چمن مین نہ ہوا اُسکی حفاظت کی بچہ　　بس شاخ آرہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پرتو مہر سے اُسکے ہو زمین چشمۂ مہر　　شعلۂ قہر سے اُسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی در دولت کی زمین　　عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ　　قہر سے کوہ پہ کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت نے یہ تقسیم کیا مال جہان　　لعل کہسار مین باقی ہین نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست　　سرو قد روز وغا ہو علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھ موڑے　　دل جو سہراب کا رکھتا ہے تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین　　سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلّی مصدر

وہ کرے مہر جو فرمان قضا ہو جاری　　دستخط اُسکے ہین طغرائے منشور ظفر

ذرّہ صحرائے عنایت کا ہے ربع مسکون　　قطرہ دریائے لطافت کا ہی چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہے جدائی اُس سے　　مثل طاؤس جدا سر سے ہے اُسکے افسر

ی کرنے لگین دیندار پرستش اُسکی　　بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہو دریا دریا　　ہمت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جس نے جو مانگا پایا　　گل دیے اُسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے　　ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

رائے روشن نے جہان سایۂ عالی ڈالا　　جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہے مہر کے پہلو مین ہلال　　تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت مرے ممدوح کے ہین دو چشمے　　سکو کہتے ہین جو تسنیم تو اُسکو کوثر

واہ جان بخش ہے کیا مجلس عالی کی ہوا　　رف صحن گلستان ہو اگر اُسکا گذر

عجب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ — ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہائے نور کا جوش
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین — ملک خصال فرشتہ جمال و خرقہ پوش
خدا شناس خدا رس ادھر ادھر کچھ لوگ — زبان پہ ذکر خدا دل مین معرفت کا جوش
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم — وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا مین رعب سے زرد — کہ سمجھے سب کوئی وارد ہی زعفرانی پوش
سلام کرکے ہوا مین شریک صف لیکن — ہوئے حواس سراسیمہ صورت مدہوش
کمال مجھکو پریشان و مضطرب پا کر — کہا یہ مجھ سے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم — زمین ہی تاج سر آسمان تہ پاپوش
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا — تمام اہل معارف ہین جسکے حلقہ بگوش
یہ اس چپ جو ہین بیٹھے ہوئے ملک صورت — مرید خاص ہین اسکے شراب عرفان نوش
یہ روبرو جو ہی صف انہین سب ہین اہل کمال — بغور دیکھ ذرا ان مین کھول دیدۂ ہوش
یہ ہین ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی — یہ ہین نظامی و جامی جو بیٹھے ہین مدہوش
یہ شیخ سعدی رح ہے جسنے کہ چشم روشن کو — کیا ہی نظم گلستان کی بیت مین خس پوش
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت — غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
طلب ہوئے ہین جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے — زر سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص الخاص — وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مہینہ تاجور شہر مصطفےٰ آباد — مطیع شرع نبیؐ متقی عبادت کوش
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ — جو آنکھ اسکی ہی حق بین تو گوش عذر نیوش
سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھ تو کیا — جو کوس فوج ظفر موج ہی در رعد خروش
صدائے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے — الگ رہے ہون کان ہزبر ونکے صورت خرگوش
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ مین — طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

گردش دیدۂ راکب اُسے چلنے مین عنان — تازیانہ دمِ رفتار اُسے تارِ نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنانِ خامہ — عذرِ تقصیر ہے لازم دمِ اظہارِ ہنر

پانون اس راہ مین قاصر ہین سرِ عجز نگون — مدح ممدوح حقیقت مین نہین حدِ بشر

ہاتھ اُٹھا پھر دُعا جلد کہ ہے وقتِ دعا — وا فرشتون نے کیے دیر سے ابوابِ اثر

جب تلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہار — جب تلک چرخ پہ ہے جلوۂ خورشید و قمر

نخلِ امید مین یارب گلِ مقصد پھولین
مہرِ اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریر بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہدِ ماہ آسمان پہ جلوہ فروش — عزیز ہالہ پھر اگرد کھول کر آغوش

سوادِ شب مین نظر آئے اس طرح انجم — اٹے ہون گرد مین جسطرح طفلِ بازی گوش

وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا مواج — بسانِ رعشۂ اندام رند ساغر نوش

نہ شورِ مردمِ بازار تھا نہ بانگِ درا — کہین کہین جو رہا بھی تو پاسبان کا خروش

جوان و پیر و [illegible] رہبر — برنگِ صورتِ دیبا پڑے ہوئے خاموش

گلوے ناطقہ مین رسلہ سکوت کا طوق — عذارِ سامعہ پنہان بزیرِ پردۂ گوش

نماز پڑھکے عشا کی جو مین نے خواب کیا — تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثلِ سروش

جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھ سے یہ بات — شتاب اُٹھ کے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش

ہوئی ہے آج مرتّب وہ بزمِ اہلِ کمال — کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثّار و عالم و فاضل — صفین درست ہین بیٹھے ہوئے ہین دوش بدوش

طلب سے تیری بھی جلدی ہو دیکھ سُن چلکر — نہ ہے رسائیِ تقدیر چشم و طالع و گوش

یہ مژدہ سُن کے مین خوش خوش اُٹھا روانہ ہوا — قبا عمامہ عبا کر کے زینتِ سر و دوش

ہوا جو داخلِ محفل عجیب سمان دیکھا — درِ مکان تھا کہ کھولے ہوئے تھی حور آغوش

جو شر کا ہے مصنف اُسے کرے تفویض — کہ دولتِ ابدی پائے وہ نیاز فروش
اُٹھا جو نامہ رسان بزم ہو گئی برخاست — یہ واقعہ ہے امیر اپنے شوق کا سرجوش
خدائے پاک رسولِ کریم کا صدقہ — صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اُسکی ذات سے روشن — چراغ دولتِ علیا کبھی نہو خاموش

رہون رکاب سعادت میں مین بھی فارغ بال
مُدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل بہ مضامین تعزیت

سپاہِ اشک کی آنکھون نے کی ہی تیاری — کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم کا ہوا نیند ہو گئی پامال — وہ آئی آنکھون مین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہی یون صورتِ جہان سیاہ — کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے — کہ جانتا ہے سبب فخر کا دل آزاری
پڑین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے — کہے کہ نہر روان ہے جو اشک ہون جاری
عدم کو جلتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا — یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری
ہر اِک سوار ہے پا در رکاب عالم مین — سمند عمر مین کتنی ہے تیز رفتاری
جو دن کو مرتے ہین ہر شام اُنکے ماتم مین — پہن کے آتی ہے شب جامۂ عزاداری
اجل سے روح رہے تن مین کسطرح محفوظ — نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری
بجا ہے گرم کہری جو ایسی موت کی ہے — کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری
اُمید زال جہان سے عبث ہی اُلفت کی — یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری
اُٹھا ہے آبِ دمِ تیغ مرگ کا طوفان — جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہی باری
اِدھر تو تیر اُدھر تن پہ تیغ پڑتی ہے — امان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
اِدھر مکان بنا اُس طرف مزار کھدا — اِدھر لباس اُدھر ہے کفن کی تیاری

چمن مین ہر گلِ تر اُسکے فیض سے خندان — فلک پہ ماہ ہی ہالے سے اُس کے حلقہ بگوش
وہ نثر خدمتِ مُرشد مین اُسنے بھیجی ہے — کہ نیش اہلِ حسد کو ہے منصفون کو ہے نوش
نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین — بنین گے کان جواہر درِ سماعت گوش
سُنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین — لگا کے تکیۂ دیوار مطمئن خاموش
جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا — لیے ہوئے کئی اجزا ورق ورق گلپوش
مِلا جو اذن تو کھولی زبانِ سحر بیان — پڑھی وہ نثر مقفٰے کہ سب کے اُڑ گئے ہوش
نکل کے طفلِ مضامین زبانِ قاری سے — درآئے دیدۂ حساد مین مع پاپوش
زبان کا قصد کہ جائے فلک پہ شورِ ثنا — پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش
کہا کسی نے خوشی مین کسی سے لانا ہاتھ — جو سر سے سر تو لڑے جھومنے مین دوش سے دوش
اُچھالے دستِ زبان نے سر اُسکے وصف مین پھول — زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گلپوش
اُچھل پڑے گلِ مضمون تو یہ فردوسی — اُٹھا یہ لُطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش
کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر — بیان کے لوٹنے کی شمعِ انوری خاموش
بھرے ہوئے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے — یہ رشک سے ہوئے لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش
وہ فربہی نہ رہی سُن کے وہ سخن سر سبز — دوا اور م کی ہے جیسے گیاہِ مرزنجوش
خطا پسند ظہوری خطا مقر طغرا — وحیدِ فرطِ غلط شوکت انکسار فروش
کہان جلال جلالا و شان بر خوردار — زبان گنگ تھی جو یاے گوش عذر نیوش
قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغِ زبان — کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایک دست فروش
جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین — ثنا و مدح مین گویا کیے لبِ خاموش
ہوا خوشی مین جو دریاے مرحمت مواج — منگائی کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش
جو بار چے کوئی پوچھے تو ایک سو اڑتیس — کہیں قبول کے اعداد جنکو صاحبِ ہوش
زیادہ اسپہ کیا تحفۂ دعا سرِ دست — دیا وہ حاملِ خط کو کہ جاے مثلِ سروش

مٹا ہے نام یہ علت کا دور مین تیرے   نزلے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوتِ دل   نہو سکے کبھی لیلےٰ کی ناز برداری

رواجِ صدق کو مدت گذر گئی اتنی   کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہائے عیاری

اُٹھایا یہ دفع شرر کو کہ تا بکوچۂ زخم   نہ ہو سکا گذرِ بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو   چھپی ہے دیدۂ نرگس مین جا کے بیماری

وہ رُعب ہی جو یہ چھایا رہے قیامت تک   دہانِ صور سے نکلے صدائے دشواری

وہ عدل ہی کہ کھنچے دار موے مژگان پر   کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدون مین بھی یہ اثر آب ہی حسن نیکی کا   بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دُنیا مین مفت کھوئی جان   مگس کو شہد ہوا باعثِ گرفتاری

جو وقتِ نزع بھی پانی ترا عدو مانگے   زبان پہ اُسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

پہونچ کے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہی   ق   یہان ہے مجھکو سزاوار مردم آزاری

خوشی یہ اُسکو ہے ہولی کے کھیلنے مین فقط   لہو ہے رنگ تو ناسور چشم پچکاری

جو سرکشونکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہے   کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہے سر تابی   پڑے ہین زخم تری تیغ قہر کے کاری

رہی شدید یونہین مجرمون پہ گر تہدید   یقین ہے چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سدِّ رہ جو حکم ترا   جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

دہن ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو   سخن جو رنگ کو بگڑے سمجھ کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے   خضر جو اُسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغِ دہر مین تیری مردگی ہوئی پامال   خزان بہار تلک آئی تو بنکے زنہاری

بجا ہے مدح جو عارض کی ہو نئی ہر بار   کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین   تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

سحر ہوئی ہی کھُلا ہے سرا کا دروازہ ۔ مسافرون سے کہو کوچ کی ہے تیاری
وہ خوشخرام ہوئے خاک جنکے ماتم مین ۔ زمین یہ سر کو پٹکتے ہین کبکِ کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم ۔ کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابرِ آزاری
لحد میں اُنپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا ۔ کسی کی جن سے نہ ہوتی تھی ناز برداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا ۔ لحد نہین یہ ہے زنبیل بہرِ عیاری
کہان وہ تاج فریدون کی تھی جو آرایش ۔ کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہیِ مصر ۔ کہان وہ حضرتِ یوسُف کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل ۔ کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخِ زنگاری
یہی حقیقتِ دُنیا ہے تو ہے کیا دُنیا ۔ کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقتِ زمین و زمان ۔ وہی جہان سے گئے پیشِ حضرتِ باری
مسافر اسمین روانہ ہین آنکھ بند کیئے ۔ عدم کی راہ مین دیکھو ہے کتنی ہمواری
رجب پڑے تھے ہین دنیا مین حادثے دو رات ۔ نشستِ گور ہے آخر اُٹھا کے بیماری
گر ہوا سے خزان آجکل ہے ایسی گرم ۔ کہ صحن باغ ہوا جامۂ عزاداری
فسردہ ہو گئے دونون گُلِ ریاضِ جہان ۔ بہارِ عمر کی ایکدم مین مٹ گئی ساری
یہ اک سال میں دو حادثے پڑے ایسا ۔ کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ یہ ماتم ۔ ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغِ غم کاری
جگر یہ حضرتِ آقاے نامدار کا تھا ۔ کہا یہ داغ اُٹھا کر جو مرضئ باری
جناب **کلب علیخان** بہادر ذیجاہ ۔ کہ جس سے امن مین ہے خلقتِ خدا ساری
لکھوا ۔ سُنے جو اُسکو تو نیسان کرے گہُر باری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سنگساری ۔ یہ بُت سے کر نہین سکتا ہے شیخ دل بھاری

واہ رے نشوِ گل و لالہ اگر عکس پڑے
خون لعل آئے رگِ کوہِ بدخشان سے نکل

سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کس سے مثال
کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل

دستِ مژگان سے سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین
پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل

لالہ آتا تھا نظر یون پسِ دیوارِ چمن
جسطرح شیش محل مین کوئی روشن مشعل

خطِ گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر
نقشِ ثانی ہی یہ فردوس ہے نقشِ اوّل

طوبیٰ و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم
عرش تک فرش سے ہی بادِ بہاری کا عمل

ہی یہ تاثیرِ نمو ہاتھ جو مجرم کے کٹین
صورتِ دستِ حنا آئین نئے سر سے نکل

قوّتِ نامیہ کا تھا یہ تعلّی سے کلام
طارمِ پست ہو اس باغ مین چرخِ اوّل

سبزہ کا ہلستان غنچہ پر دین کیسا
خوشۂ تاک رگِ تاک سے آیا ہے نکل

اور شاخون کا تو کیا ذکر یہ ہے فیضِ نمو
نکلے گر پات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل

خواب مین دیکھے اگر ترکِ فلک یانکی بہار
شب ہی مین گلشنِ انجم کو کرے مستاصل

کچھ بھی دکھلائے اگر بادِ بہاری نیرنگ
گل ہون گلدان مین انگارے درونِ منقل

ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہندوے سوسن کے لیے
بھر کے آیا تھا وہان چھاگلون مین گنگا جل

نوجوانانِ چمن دھوپ سے کیا کھلاتے
چتر کھولے ہوئے پھرتے تھے ہوا پر بادل

ہر روش سبزے پہ وان عکسِ گل و لالہ نہ تھا
سیج تھی پھولون کی بالائے بساطِ مخمل

مور تھے رقص مین مصروف بزنگِ بطِ
جھومتے پھرتے تھے مستونکی طرح سے بادل

سینے تانے ہوئے پھرتے تھے چمن مین طاؤس
اس تنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل

لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم
غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل

چمن دل مین جو عارف کے چلی وانکی نسیم
گل صدبرگ بنے غنچۂ اسرارِ ازل

سوئے بتخانہ جو بہہ نکلی تھی ہوائے جان بخش
کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزّ و جل

کیا عجب دانۂ اسپند ہو جلکر پھر سبز
کہ دھوان اٹھتے ہی بنتا ہی ہوا پر بادل

ہوائے فیض سے تیرے ہو گلستان رِ گلخن
بنے وہ کرمکِ شب تاب اُڑے جو چنگاری

علوِ مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہتِ خوش جس سے عاریت لیکر
صبا نے باغ مین رکھی دُکانِ عطاری

لباسِ خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعامِ خاص ہے خلقِ خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شانِ عیب پوشی کا
دکھائے جوہرِ آئینہ شانِ ستاری

گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دستِ کرم
برس رہا ہے عجب ابرِ رحمتِ باری

جو دامِ عشق مین تیرے ہین ہونگے دولتمند
یہ قید حضرتِ یوسفؑ کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازمِ سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفۂ گل
نکل نکل کے ہوئے ہین یہ جمع درباری

امیرؔ مدحتِ ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کہ آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

گلہ عبث ہے دعا کر کہ ہے یہ وقتِ دعا
اُٹھا کے ہاتھ بدرگاہِ حضرتِ باری

رہے یہ دولتِ و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین پیمبرؐ کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا بلکہ جن مسخّر ہون
مطیعِ حکم شعلے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیۂ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالمِ خواب مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجرِ طور کو جس باغ کی کہیئے کو پل

خواب مین سبزۂ خوابیدہ جو وانکا دیکھے
خواب ہو طالعِ خوابیدہ کا خوابِ مخمل

سامنے اُسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشنِ خلد بھی مجھکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اُسی باغ کا باغِ عشرت
ایک غنچہ اُسی گلزار کا گلزارِ امل

ساغرِ عشرتِ کونین وہین کے دو پھول
میوۂ مقصدِ دارین وہین کے دو پھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی پہونچی جو قریب — کھل گیا دیکھتے ہی اُسکو مرے دل کا کنول
دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا — کچھ حسین گرد ہین آگے ہے فروزان مشعل
گل کھلا فیضِ طراوت سے ہوا کے تازہ — پھول سوسن کا بنا اُٹھتے ہی دو د مشعل
حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے حور — مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل
فرق سے تا بقدم پیکرِ انداز و ادا — غمزہ و ناز سے ڈالے دلِ عاشق کو مسل
گرمیِ حُسن سے رُخسار بھبھوکا ایسا — شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل
چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان — چرخ پر مثلِ زمین جس سے پڑے اک ہلچل
ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام — ہے یقین جائے زمین پانوٗنکے نیچے سے نکل
چھا گلون کے یہی دو حکم تھے وقتِ رفتار — زندہ مر جائین پڑین مُردۂ صد سالہ اُچھل
چوکڑی آہوئے مشکین کو ختن مین بھولے — بال کھولے جو حلب مین وہ دکھائے چھل بل
قطرے گنتے تھے پسینے کے رُخِ گلگون پر — جوش کھا کر نہ حُسن آئی ہو چہرے پہ اُبل
ب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مسّی — اور آنکھونمین لگایا تھا غضب کا کاجل
ہاے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر — کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل
پتلیون کا جو اُن آنکھون کی تماشا دیکھا — دلِ نادان مرے پہلو مین گیا اور مچل
تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہین جو لڑین — نیمجان پانوٗن پہ اُسکے مین گرا سر کے بل
اور کی عرض کہ اے عشوہ گر و غمزہ فروش — رحم کر رحم بس آ گئے دلِ مضطر کو نہ چھل
رُخِ روشن کی طرح آئنہ تو مجھکو کیا — اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدونکو بھی حل
کونسا باغ ہے یہ کون ہے تو مین ہون کہان — تجھسے وحشت نہین یہ اور ہے حیرت کا محل
متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز — پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل
سر اُٹھا پانوٗن سے یہ بے ادبی خوب نہین — اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل
ہوش مین آ نہین یہ قسم نباتات سے باغ — ہو سراپا چمنِ صنعتِ خلّاق ازل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
نخل مومی کو بھی لے آتے تو لے آتا پھل

قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل

تخم تخم اُس کا شجر بنکے نیا پھل دیتا
ٹوٹ جاتا جو کہین گر کے زمین پر کوئی پل

پانی دیتا صفت دامن تر وقت فشار
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا کمبل

گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل

نقش پا تھا صفت جام لبالب مے سے
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا اُبل

گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید
جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل

غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل ہے کھلتا
عقدۂ گیسوے خوبان جو وہان ہوتا حل

ایکدم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ اُبل

دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائے گل نے
زنگ آئینے کا جسطرح مٹا دے صیقل

آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل

آبدار ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
مین چشمۂ خورشید کے آجائے خلل

نکہت گل سے ہر اک موج جواب رگ گل
پرتو گل سے حباب لب جو رنگ محل

شہد کی نہر روان مثل جنان ہوتی تھی
پھول پر بیٹھ کے اُڑتی تھی جو زنبور عسل

ہو گیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
پانون کسطرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل

لے اُڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ
آگیا غ [illegible] ٹم گرا سر کے بھل

متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
غنچہ ہے تنگ دہن کس سے معمّا ہو یہ حل

لوش گل مین ہے ہولے طرب انگیز بھری
کون سنتا ہے جو پوچھون مین کہ کیا ہے یہ محل

قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتا
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل

تھا اسی فکر سے دریاے تحیر مین غرق
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل

ناگہان مجھکو چمن مین نظر آیا اک نور
آنکھ نے دل سے کہا دیکھ کے اُسکو کہ سنبھل

تازہ تر ہونے کا باعث ہی یہ اِس گلشن کے
شجرِ عیش کی پھوٹی ہو نئی اِک کونپل

خلعتِ خاص پنہانے کو تِرے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہیں گورنر جنرل

ہوئی افزایشِ ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہے غافل نہین حیرت کا محل

سر اُٹھا خوابِ تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لا ینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قِصّہ فیصل

پڑھ کے دربار گہربار مین اشعارِ مدیح
صِلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوئے جمع حواسِ مختل

مستعد ہو کے لکھا مطلعِ روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آ جائے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہے عمل
بچۂ آہو کا ہے اور شیرِ نیستان کی بغل

ناخنِ کبک نبنے سیخ کبابِ دلِ باز
صیدگہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہے فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شبِ تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہے سامنے روشن مشعل

چارسُو امن رعایا ہے تری شکرگزار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مِل گئے زخم کے مانند شگافِ درِ کوہ
نرہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

پھنک اُٹھے دشت مین ہر جادہ فتیلے کیطرح
پرتو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخشِ گردون کی طرح گاوِ زمین چل نکلے
منھ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجائے کہ چل

موجبِ حلم کا پائے تری ایما گر سیل
اُلٹے پانون سوے کہسار پھرے سر کے بھل

یہ ہے منھ سے نکلنے کی نہین تو سرِ قاف
گرد سے شہپرِ عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلہ نشین جا کے کمان کے گھر مین
دمِ پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

شکلِ منقار ہون دونون لبِ سوفار بہم
حرفِ لا منھ سے ترے جائے جو دو بار نکل

انس کچھ آج نیا تجھکو نہین ہی مجھ سے
کھا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روزِ ازل

نہ پری ہون مین انسان نہ غلمان ہون نہ حور
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اُنسے افضل

باغ نقشہ ہے صفاتِ حسنہ کا اُسکی
حسن فطرت مین جو یوسف سے کہین ہی اکمل

ہاتھ پھیلائے ہین نرگس نے جو کاسہ لیکر
اور کاسہ ہے کہ سونا ہے کیا اس مین حل

ہے یہ نکتہ کہ فقیرانِ جہان کی صورت
سائل اُسکے درِ دولت پہ ہین اربابِ دول

ہاتھ پھیلائے جو شاخین زرِ گل دیتی ہین
ہے یہ مطلب کہ وہ بخشش مین ہی وہ بےمثل و بدل

ثمرنی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضربِ مثل

ثمر یہ ہے کہ پھلے پھولے ہین نخلِ اُمید
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل

قطعہ

نظر آتی ہی جھکتی ہوئی طوطی جو تجھے
ذوق مستی مین عنادل سے جو سُنتا ہی غزل

یہ اشارہ ہے کہ ہر عضوِ بدن حضرت کا
اے نواسنجِ سپاسِ کرمِ عزّ و جل

بارور آتے ہین تجھکو جو نظر یہ اشجار
ہو گئے ہین اپنی مُرادون کو یہ سب نخل اُمل

جوشِ رحمت کا ہی اُس بحرِ کرم کے شمہ
اِس گلستان مین جو برساتا ہی پانی بادل

دیکھتا ہے جو روان نہر مین پانی شفّاف
چشمۂ فیض یہ اُسکا ہے نہین گنگا جل

پوچھتا ہے جو حقیقت کو مری ای نادان
طبعِ نازک ترے آقا کی ہون ای عبدِ اقل

مین زلیخا ہون وہ ہی یوسفِ کنعانِ کمال
یم ہے آٹھ پہر شاہدِ مضمون سے بغل

نازنین ہین جو مرے گرد ادھر اور اُدھر
یہ قصیدہ وہ مخمس یہ قطعہ اور وہ غزل

جسکو سب کہتے ہین واسوخت شرارت ہی مری
مثنوی سمجھے ہین جسکو ہی مری اک چھل بل

شجرِ سیب و انار و چمنِ خلدِ برین
ہین مری لذّتِ گفتار کے آگے حنظل

اک ادا مین دلِ عالم کو مین چھل جاتا ہون
آ ہوئے چین و ختن مین یہ کہان ہی چھل بل

تربیت تیری ہے در پردہ مجھے مدِ نظر
رو برو سُنتا ہی مرے فیض سے تو تازہ غزل

ہو عالمِ برزخ کی مبارک تجھکو
ہوئی تقدیر رسا دن گئے کلفت کے نکل

دور ہے عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا یہان مین خلل

سبقت اندیش ہے ہر عضو سے عضو آخر
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

قطعہ

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
کرکے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اُڑ جائین
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

قطعہ

آئینہ نعل کا اُسکے ہو جو بن کر تیار
ور آنکھ اُس سے مقابل ہو تو دیکھے جھل بل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
ورنہ ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جسنے اوصاف ہیں گھوڑے کے وہ اُن سب مین ہی فرد
[illegible] نرم دُم آگندہ سرین پہن کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہتھنی مگر اُن سب مین جو سب سے ہی بلند
اُسکی تعریف کرون نام ہے اُسکا چنچل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جائے دہل
دانت پائے کی جگہ اُسکے ہین خرطوم زحل

اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل

پابزنجیر ہر چند مگر ہے آزاد
نالے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہے نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اُسکی بیان
متشکل ہوئی ہے قدرت خلّاق ازل

ہی در قلعۂ گردون کی کلید اُسکی کجک
فیلبان اُسپہ کہ سیمرغ ہے بالائے جبل

اُسکی طرفہ ہے رفتار مین با اینہمہ شان
غیر ممکن کہ سر مور کہین جائے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فطرت
ہمنے مانا کہ نہین پانون قلم کا ترے شل

پر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
گر زبان بند نہین ہو یہ تعلّی کا محل

شکر شکر کہ مدّاح ہوا تو اُس کا
خُلق ذاتی سے چھپادیگا خطایا و زلل

قدردان سخن و اہل سخن ہے ممدوح
ہاتھ اُٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز خلوص و زاری
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

زلفِ لیلیٰ سے بہے قیس کا دلِ خون ہو کر
شحنۂ نہی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل

اگر ترے مرکبِ اقبال و سعادت کا ہو قصد
کہ شاد بجے کواکب سے نحوست کا خلل

جسطرح لالے کی آنکھوں میں چمن ہے مشہد
یوں ہی مریخ کی آنکھوں میں فلک ہو مقتل

جسطرح داغ ہی آغوش میں لالے کے یوہیں
ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل

تیغ سے شق ہو سرِ خامۂ فولاد کی طرح
سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل

ہے یقیں شاخ سرِ گاوِ زمیں پہ پھرے
کہیں دھوکے میں پڑے میاں سے تیرے جو اگل

جانِ غمگین ترے دشمن کی بدن سے نکلے
نالہ جیسے دلِ پُر درد سے آتا ہے نکل

پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی پھلا کے درخت
اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل

جیسے گر جاتی ہے دستارِ سرِ سرکش سے
کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل

پشت دل میں جو مخالف کی ترے جا نکلے
جوہرِ تیغ ملے مور کو دانے کے بدل

نگ اُڑ کر رخِ دشمن سے پڑا ناوک ہو
گر اشارہ ہو ترا ناوک بنے پر کو کہ جل

چشمِ بد دور سرِ مردمکِ دیدۂ فتح
چشمِ دشمن میں جسے دیکھ کے آجائے سبل

کیا عجب دائرے گرد جو مرکز ہو محیط
وسعتِ خلق کا یہ دور میں تیرے ہے عمل

پانوں میں خار کرے ناخنِ تدبیر کا کام
چاہیے لطف ترا پھر تو ہیں سب عقدے حل

ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماکِ رامح
تجکو پائے جو طرفدار سماکِ اعزل

گر تری عزم کی توصیف میں شاعر لکھے
پر نکالے صفتِ مور رہ اک حرفِ ازل

گرد اڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہی
زہرہ آنکھوں میں لگاتی ہی سمجھکر کاجل

زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت
ہے اک آزاد غلامِ حبشی تیرا زحل

فیض سے تیرے مہندس صفتِ مہرِ فلک
ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیرِ محل

رگِ گل بنتا ہی لب تک ترے آتا ہو جو شعر
بوئے گل بنکے معانی دہیں آتے ہیں نکل

برق صرصر سے جو توسن کو ترے دوں تمثیل
جتنے عاقل ہیں کہیں ہوش ہیں اسکے مختل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
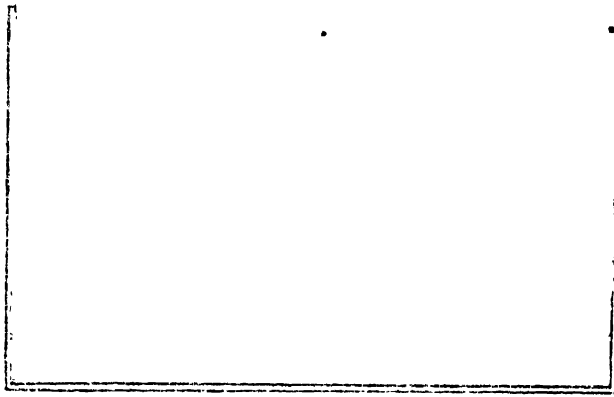
کچھ غم نہیں جو پیش ہے دفتر قصور کا
عنوانِ نامہ نام ہے ربِّ غفور کا

کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا
دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا

ہمت ہے شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی
پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہِ دور کا

محروم اسکے خوانِ تجلی سے کون ہے
حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا

کہتے ہی یا کریم ادھر سے ادھر گئے
لطف و غضب میں فاصلہ تھا کتنی دور کا

میں خاک بھی ہوا تو ہوا اسکی خاکِ در
چھوٹا نہ دستِ عجز سے دامن غرور کا

وہ صاف دل ہوں مردمکِ چشم کیطرح
میرے سیاہ خانے میں عالم ہے نور کا

مے اعتقاد صاف کی اس میں رہے مدام
مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا

زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغِ زہد
جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا

دیکھیں کہ کیا دکھائے قیامت میں شوقِ دید
درپیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

اسی بحر و رنگ سے
روسیہ داغ نحوست سے ہی جبتک کہ زحل

حسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز
ہے معشوق کا جبتک دلِ عاشق مین عمل

جب تلک مہر سے پرُنور ہے سارا عالم
جب تلک ماہ کی روشن ہی فلک پر مشعل

پرتوِ مہ سے کتان کا ہے جگر جبتک چاک
گرمیِ مہر سے تا موم کا دل جلائے پگھل

جب تلک شہد کے حصّے مین رہے شیرینی
تلخکامی رہے جبتک کہ نصیبِ حنظل

نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار
لے مزہ بیٹھ کے ہر پھول پہ زنبورِ عسل

وکے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو
گل کے آگے بڑھے تا بلبلِ شوریدہ غزل

ست جبتک ہین فدا ساقی دریادل پر
شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل

جتنی اُمیدین ہین برآئین مرے آقا کی
خلد کیطرح سے شاداب رہے باغِ امل

ملک و اقبال کو یا رب ہو ترقی گھڑیون
یہ کٹھن تو ہے کیا ہند میں ہو جلائے عمل

راستہ تھا اوّل منزل جو ناہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہوگیا

قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغ جنت کا قبالہ داغِ محنت ہوگیا

تشنگی میں کوثر و تسنیم کے چشموں پہ ہم
اسطرح پہونچے کہ رضوان غرق حیرت ہوگیا

صبح محشر جلد جھٹکارا ملا ہم کو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہوگیا

نہیں سچ دافقط یوسف کو اُسکے دورِ دامان کا
گدا در پیس بھی ہو کوچہ چاکِ گریبان کا

مزہ عاشق کے دل سے پوچھ حسن شعلہ رویان کا
تماشا دیکھ پروانوں کی آنکھوں سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے ایذا کا ہرنا کا شہرا مکان کا
کہ چھاپا ہے قضا کے ہاتھ پر خون شہیدان کا

دلِ پُر داغ میں یہ حسرتوں کا خون ہوتا ہے
لہو بنکر ٹپک جاتا ہے رنگ اپنے گلستان کا

زبانِ حال سے کہتا ہے خنجر میان سے نکل
کہ گھر بیٹھے بیٹھتا ہو کوئی بھی مردِ میدان کا

مرے ہی سامنے دامن اُٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلا ظالم سے چاکِ گریبان کا

تکلف حسن کا ہر موے خطِ یار میں پایا
نظر آیا مجھے ہر مور میں جلوہ سلیمان کا

بہارِ تازہ دل دیکھ اگر شوق تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہے اس گلستان کا

نہوگا بند جبتک نقد جان باقی ہے قالب میں
تجھی سے گھر کا دروازہ ہی چاک اپنے گریبان کا

بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھوں
نہیں کچھ بھی نہ بوٹا خوشنما ہے اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے
محسن جو مرے دیوان میں ہی پنجہ ہے مرجان کا

نہ گھبرا اے دلِ وحشی ہوا دشتِ شام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی سایہ ہے اُسی زلف پریشان کا

خیالِ عیش کر لیتے گے فلک نے گو بیٹھایا ہے
تصور قید ہو سکتا نہیں ہے اہلِ زندان کا

ہمارا بھی قفس سے ساتھ جاتا ہے چمن کو
اکیلا سیر کرنا ٹھیک کیا دیکھا گلستان کا

معاف اے شیخ دھوکے میں لگی چھیان میں سے
کرے سے خرقے پہ شک تجکو ہوا اپنے گریبان کا

اُچھلتا ہے کلیجہ ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر سیر ناہے بھینا شبہا سے ہجران کا

حاضر مرے جنازے پہ ہوں سب ملائکہ — سایہ ہو سر پہ مثلِ سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصرِ عفو مقام بلند ہے — زینہ لگا کے پہونچونگا عذرِ قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو — ارشاد ہو علاج دلِ ناصبور کا

عاشق کیا ہو شوق نے تیرے حبیب پر — یارب امیدوار ہوں عفو قصور کا

دیکھا نہیں ہے تجھکو مگر شوقِ دید ہے — مشتاق غائبانہ ہوں تیرے حضور کا

ق

مر کر ملے نجات لحد کے فشار سے — صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پاؤں چین سے سوؤں زمین میں — تکیہ نصیب سر کو ہو زانوئے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہیں مجھے — گلگشت ہے مزار میں غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقیِ کوثر کا واسطہ — اک جام تشنگی میں شرابِ طہور کا

عریاں اٹھوں تو دامنِ رحمت میں دے جگہ — ڈھکجائے اے خدا بہشتے بدن تیرے نور کا

الفت امیر آلِ محمد کی فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نامِ عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہوگیا — خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہوگیا

مرغِ عصیاں اڑ کے صیدِ بازِ رحمت ہوگیا — دانۂ شاہین ترازوے عدالت ہوگیا

زرد رو تھا وقتِ پرسش نامۂ سربستہ میں — پرسش سے تھی مجھے دہشت قیامت ہوگیا

گرمیِ خورشیدِ محشر سے ہوئی حاصل نجات — شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہوگیا

آلِ احمد کی محبت کا چبھا تھا دل میں خار — بڑھ کے محشر میں کلیدِ بابِ جنت ہوگیا

جم گیا تھا دل پہ جو زنگِ معاصی سے غبار — سرمہ بہرِ دیدۂ عینِ عنایت ہوگیا

واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں بالا سے صراط — دستگیری اس کے کی خوفِ رخصت ہوگیا

جس علم کے نیچے پائی فیضِ احمد سے جگہ — ید انگشتِ شہادت ہوگیا

دفعتاً صورت بدل کر بن گئی امید یاس — خارزارِ رنج و غم خوابِ راحت ہوگیا

وہ دیوانے ہین آنکھون کے ذرا ایما اگر کر دین
نکالے شیر پر آنکھین غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتابِ حشر کہتا ہے
وہ اک اُترا ہوا پھاہا ہے اپنے داغِ ہجران کا

نئی تقریب پریون کے بلانے کی ہے دیوانو
یہی صحرا مین عرس اک دن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھین لوٹ اُسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اُس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
یہان زخم سے ہم چوم لیتے منھ نمکدان کا

نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اُس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہی مجھکو اک پردہ نشین کے دورِ دامان کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاکِ گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین تنگ کیا کیا حسنِ خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہے عیب عریانی سے رختِ جسمِ انسان کا
مرا داغِ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبطِ فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لبِ خاموش سے پیدا ہے صدمہ دردِ پنہان کا

صدائے قلقلِ مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ بختِ سبز اک طوطی ہے مستونکے گلستان کا

مگر اُڑتی ہوئی پریان پھنسانے کا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہے کیون زلفِ پریشان کا

جنون کے گل کھلاتی یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہو گلِ صد برگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہارِ دردِ دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ دردِ ہجران کا

خیالِ طرّہ بندھ جائے نہ کیونکر حور کی صورت
طلایہ پھر رہا ہے آنکھ مین خوابِ پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہانِ یار دروازہ ہے کیا شہرِ خموشان کا

تمھارا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جما یا رنگ اُترا دل سے اپنے پنجۂ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دستِ وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جہان کی بیوفائی نے
کتابہ خطِ کوفی مین لکھو گورِ غریبان کا

تعجب کیا کمالِ شوق مین لپٹا جو مین اُس سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسمِ عریان کا

مجھے کیا طول محشر ہم سے غمناکون کی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا

ہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہے
نہین ہی کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپ کر دم نکلجائے مگر کھلنا نہین ممکن
تری دل کی گرہ ٹانکا ہی سیرنے زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا اے ناوک قاتل
کہ دو پیاسون مین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

امیر این کے کیا لیا مع روراتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہو گا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین تمھین تکمہ گریبان کا
لگا دو لعل آمین قطرۂ خون شہیدان کا

سیر عشق ہو کر زمزمہ سن طائر جان کا
چمکتا ہے قفس مین جاکے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرے ہاتھ آیا ہے ہمکو کتاب ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ کھلا شہر خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اسمین نکلتی ہے
کھنچے تو دوڑ کر منھ چوم لُن شمشیر بُرّان کا

دھوان اٹھتا ہے داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہے بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط مین ہر گل جانکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رنگ گلگشت
اٹھائی اس نے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق دکھاتا ہی نگہ بینا
شبیہ طوق قمری ہی دھوان سرو چراغان کا

یقین ہی ہنستے ہنستے ہو لیا لب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنا ئین کاسہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے ا
درخت بے ثمر ہی یہ اسی اجڑے گلستان کا

دل گشتہ سیر دیکھ کر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہے کو ہے کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر مین نے گریبان کا

قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھ گیا دل رم میدان کا

گرم رہتا اس پری سے دی جو دسترس اپنے دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تعلق رکھتی ہی سر گشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے ہوتا ہی مقام اونچا گریبان کا

گھٹائیں غم کی چھا جاتی ہیں دلبر تیرہ بختوں کے
بلا ہے رخنہ کھلنا آپ کی زلفِ پریشان کا

ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے اُس گل کے ہاتھ اپنا
یہ باعث ہی کہ شل ہو کے نہ آیا پنجہ مرجان کا

اُترتا ہی نہیں غصّہ کسی دم چشم و ابرو سے
پریرویون پہ کیا غصا ہی سرکارِ سلیمان کا

خیالِ زلف و رُخ ہی رات دن آنکھوں میں پھرتا ہے
اُجالا صبحِ وصلت کا اندھیرا شامِ ہجران کا

مرے غم میں رواں آنسو ہیں آنکھوں سے حسینوں کی
کہ ماتم ہو رہا ہے گھر میں پریوں کے سلیمان کا

انا الحق بولتی ہیں قمریاں حق شرہ کیسا
جسے کہتے ہیں دار اک سرو ہی اپنے گلستان کا

کتابِ لوحِ محفوظ اے امیر اک ہے دیباچہ
سوادِ خامۂ کُن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا
ہونا جو تھا وہ اے بتِ عیار ہو چکا

ترغیب دی شراب کے پینے کی کیوں اُسے
حق تو یہ ہے میں [illegible] رہو چکا

اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ
فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا

بالین پہ میری کس لیے آیا ہے اے طبیب
تجھ سے علاجِ دردِ دلِ زار ہو چکا

آیا نہ ایک بار عیادت کو وہ مسیح
سو بار میں فریب [illegible] بیمار ہو چکا

زنجیرِ پا ہے ضعف سے ہر موجِ بوریا
شاہون کا مجھ فقیر سے دربار ہو چکا

افسوس آنکھ خوابِ تغافل سے تب کھلی
جب آفتابِ حشر نمودار ہو چکا

اب عفو وہ کریں نہ کریں اختیار ہے
امیدِ عفو میں میں گنہگار ہو چکا

جب آستانِ یار پہ حاضر ہوئے ہیں ہم
درباں سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا

باقی ہزار شوق خطِ شوق نا تمام
قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا

کافی ہے زلف جال بچھاتا ہے کس لیے
صیاد سے کہو میں گرفتار ہو چکا

دنیا میں کون غم ہے نہیں جس کے بعد عیش
آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا

دل راہ چلتے چھین لیا مجھ سے یار نے
یوسف کا فیصلہ سرِ بازار ہو چکا

خلوت مین کے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور وکفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دلکو نہ ای درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اڑا دیا
کافور ہو کے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کر کے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اتو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

تہ نظر رہی ہین ایسی رضائے دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوش چشمونکی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھ کے بزم سے کیا اٹھ گیا اسیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین ہے حشر کے دن کس سے دید کا
حصہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین غازہ ہے روے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہونچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لگئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاش اپنی بعد مرگ ہے توشہ فرید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے جسے جسے ہو ارادہ خرید کا

میرا سوال سن کے جو خاموش ہو رہے
مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا

اب لب پہ لائین کیا ارنی صورت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہے کس کو حوصلہ اخفائے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظ حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا فتنہ نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون جیتے تو روتے
سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا

می پیو شوق سے خالق ہے رحیم اور کریم
میکشو فکر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کبھی دوست سے شکوا کیسا

جائے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
ہے جنون گھر مین یہ سامان ہو تو صحرا کیسا

کبھی دیوانہ الفت نہ تمھارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا

شک نہین اسمین لیے ہو مصرع موزون قد یار
پر کمر بیچ سے غائب ہے یہ سکتا کیسا

جو ترے شوخ ہے وحشت مین اڑا یا کہ جہان
اٹھ گئے قیس نہین ناقہ لیلیٰ کیسا

کہتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین اس فن مین ہے تم کو ید طولا کیسا

تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس
رہ گیا کھول کے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالہ بھی امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

ٹھہرین کبھی کہون مین نہ دم بھر بھی راستو
یا کمان مین تیر تو سن سے نکل گیا

عکسی شبیہ مین کھینچی رُخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جائے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھ سے حال
نشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کس دن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجھکو محب سمجھ کے حسینؑ شہید کا
کرتا ہے تنگ قافیہ تاک بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جائے شہاب خون ٹپکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اتراتے ہین جو لوگ پہن کر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

بُت بن کے وقت نزع نہ بالین پہ میری بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہے مرید کا

گردن تو کیا نہیں مرے اعضا کو خوف تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولین گے لات مار کے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہے دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ڈر ہے مجھکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغان نے مجھکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن مین غم ہے عشرت دنیا ہے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہے عید کا

مہندی کی ٹٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہے قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحب غیرت نہ رخ کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

ہان لے کلید دارِ قضا کھول قفل بخت
الجھا اس مین گھس نہ جائے گا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ کے کہتی ہے تیغ یار
جامہ بھی یہ قطع ہے قطع و بُرید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مُرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیبِ سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاکِ یزید کا

کیا جانے ہر دو نکا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اے ترک تیرے رُعب نے ایسا دبا دیا
اُچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائین گے جس دم بت پرست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اُس کے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون
آیا ہے لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھنچون نہ مین طرفِ قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلّی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور لطف ہے اب اُسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دودِ شبِ فراق کا نقاش مجھ سے ہے

مسجد سے سوئے میکدہ اے شیخ یون نہ دیکھ
بالاے طاق ہو نہ عقیدہ مُرید کا

ایسی ہنر اکہ رُعب سے قاتل کے رو برو شہ
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دونون ہین رہن مے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبّہ مُرید کا

حیرت نے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اُٹھ ذرا نہ ذا گفت و شنید کا

وہ یادِ ابن ساقی کوثر مین مے پیون
شامی کباب بھُن کے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجرِ قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

کرتی ہین دل کو خون اُن آنکھون کی پتلیان
اِن معجنون کو ذوق ہے مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھُلے گا دہان یار
[illegible] م یہ نشان کلید کا

تخفیف درد دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلے گا آبلہ جگر مین ہل من مزید کا

ہوا اُس سے بوسہ لب شیرین کی کیا اُمید
شربت یہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجئے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سُنین تو یہ منھ پھیر کر کہا
تار اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا کو کشتۂ اُلفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسے عارض محبوب کے وہ زُلف
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اُن سے زیادہ دون اُسے انعام عید کا

کُندن سا رنگ یار دکھلائے جو رُخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیئے زر کی کشید کا

کتنا سخت قلب رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ بچہ یزید کا

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلو سے بریدہ شہید کا

خط عارض نے دل اہل رقم توڑ دیا
بیت ابرو نے ہلالی کا قلم توڑ دیا

اس کڑی کا متحمل تھا کہان شیشۂ دل
وہ کہی بات کہ دل تو نے صنم توڑ دیا

اہل محشر پہ ہے احسان ترے دیوانے کا
سر کو ٹکرا کے در باغ ارم توڑ دیا

باندھتے غیر کو جو ترا ہم دیکھ سکین
[illegible] نعت کا ترے [illegible] توڑ دیا

دل نے اک آہ مین نابود کیا انجم کو
ب جتھا کھینچ کے شمشیر دو دم توڑ دیا

حکم ہے یہ کہ نہ آئے کوئی در وانے پر
سرا تو نے غریبون کا صنم توڑ دیا

صفحۂ دہر پہ صورت گر قدرت نے امیر
اُسکی تصویر وہ کھینچی کہ قلم توڑ دیا

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھنے سے ہوے کشتہ ہم آمیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقاتِ عید کا

ہے دل کو شوق اُس بُتِ قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چا
محتاج قفل میکدہ تھا اِس کلید کا

یارب ہے وہ چاہِ ذقن خط سے حفظ مین
گھیرے نہ اِس فرات کو لشکر یزید کا

چاہے جس حسین کا وہ ہے ہم سے جنس دل
سرمایۂ کریم ہے توشہ فرید کا

دُنیا پرست کیا وہ عقبیٰ کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مُرید کا

وہ مست ہوں کہ مین نے شبِ قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہیں دن آئے عید کا

لس گلبدن نے ہاتھ سرِ رہ لگا دیا
پھولوں کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پائے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جائے عید کا

اپنی کہین کہ اُسکی سُنین وقتِ نزع ہم
دا کہ وقت تنگ ہے گفت و شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

باب بک کے روز کھاتے ہین واعظ مرادِ ماغ
سمجھے ہین شاید اِسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹے گی لذتِ لبِ شیرین مری زبان
قفلِ دہن پر اُسکے ہے دانت اِس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جُدا
اُلٹی ہے بات پیر ہے پیرو مُرید کا

ضائع نہ جائے دل پہ جو کھایا ہے داغِ غم
یارب چراغ ہو کسی قبرِ شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ آمیر
یان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

للہ رے مکر صاحبِ بخلِ شدید کا
گلدستے تو زر مزار بنائے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
دورا جو بازو کا ہے وہ حبل الورید کا

اُس کوچے کے گدا ہے تہیدست ہین وہ ہم
رضوان سے ہے ارادہ جنان کی خرید کا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود / اورون سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوئے عشق / تصویر مین بھی رنگ ہے رُخ سے اُڑا ہوا

ہے دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال / جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن / کیا کیا ورق کتاب سے اپنے جُدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ / کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دلِ عشاق کھنچ گئے / گیسو کا حلقہ بھی دہنِ اژدہا ہوا

یہ ضعف سے سبک ہون کہ نقشِ قدم مرا / پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اُسکو کسنے دکھایا غضب کیا / جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ بُت / قُدرت خُدا کی تمکو بھی یہ حوصلا ہوا

خالی قدح دکھائے مجھے کیون نہ دور سے / ساقی کا دل ہے میری طرف سے بھرا ہوا

شاید خطا اُس ہتھیلی کے حلقے تھے جال کے / آتے ہی قید طائرِ رنگِ حنا ہوا

ڈھونڈھا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج / ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہِ ذقن کو چاہِ مہِ مصر کیا کہون / مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے / آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتۂ اُلفت کا توڑنا / یون قتل کر کہ کچھ رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہے اے ترک کچھ خبر / آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آٹھون پہر ہے جلوۂ معشوق سامنے / ہے مدتون سے بیچ کا پردہ اُٹھا ہوا

انسان کی مرگ و زیست نہین ہے کسی کے ہاتھ / آئے تو کیا جو آپ نہ آئے تو کیا ہوا

نامہ دیا تو اُس گلِ گلزارِ حُسن تک / دم مین ہوا پہنچ گیا مرا قاصد ہوا ہوا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لی / سودا سا ہے امیر کو کیا جانے کیا ہوا

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف مدِ مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن مین گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اُسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کی طرف
دیر تک گوش پر آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جبیں طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اِس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اے جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جبتک تھے تڑپتا تھا مین کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرائشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آلگا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو لے صاحبِ محمل ٹھہرا

دم جو بیتاب تھا مُدت سے مرے سینے مین
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہم بڑی دور سے آئے ہین تمھارا ہے یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

اب تک آتی ہے صدا تربتِ لیلےٰ سے امیرؔ
ساربان اب تو خدا کے لیے محمل ٹھہرا

بیگانہ ہو کے سارے جہان سے جدا ہوا
اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا

مجھکو کفن نصیب جو بعدِ فنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمین خلعت عطا ہوا

دریاے معرفت سے جو دل آشنا ہوا
ترکِ خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا

بختِ سیہ نہ ضعف مین ہم سے جدا ہوا
قدِ خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا

مین ہٹ گیا تو وہ بھی مرے ساتھ مٹ گیا
سایے سے خوب حقِ رفاقت ادا ہوا

پچھتا رہے ہین خون مرا کرکے کیون حضور
بس اِسپہ خاک ڈالیے جو کچھ ہوا ہوا

مین اک پردہ نشین صاحبِ عصمت کا زخمی ہون
مرے زخمون مین لازم صوف ہی یوسف کے دامن کا

دھڑی مسّی کی ہونٹون پر جمی ہی خیر ہو یارب
اگر نکلے سیر گلشن رنگ اُڑے گا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجھکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جاکر شکستِ کفر کی خاطر
بتون کو توڑنا ہی بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہی یارو نکو کہان گاڑین کہان تو بین
جہان وہ پانون رکھدین ہی ٹھکانا میرے مدفن کا

نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
تمھین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جان بخش پر مسّی نہین اُسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اُسکی تجلی ہی
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اُس شوخ پُرفن کا
وہ رہرو ہون کہ آگا باندھتا ہون جا کے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اُس صراحی دار گردن کا
پڑا پھندا گلے مین گرگئی مُو ڈھل گیا مینکا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجھکو
سمٹ کر گنبدِ مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یاان چھونا کر رکھتی ہی بجلی بھی جو آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اُٹھاؤن سختیان لاکھون کڑی بات اُٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہاے تیغ بُران نقد جانِ اہل جرأت ہے
بہت ہی تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کمی جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھ کے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رویون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہی یا کمرہ ہی کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب سے کی ہی کلی جس جگہ اُسنے
قیامت تک اُگے گا اُس زمین سے پھول سوسن کا

وہ محو دردِ الفت ہون کہ مجھکو سیر گلشن مین
چٹکنے مین ہی غنچونکے مزہ بلبل کے شیون کا

کرم فرما جو ہو ابر کرم میری زراعت پر
بنے برقِ تجلی دانہ دانہ میرے خرمن کا

یہ کس گریبان کا ساقی میکدے مین دور آخر ہے
کہ غل ہے میکشون مین خاتمہ ہی آج ساون کا

فراقِ یار نے بیچین مجھکو را
ادھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
ہل وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیرِ قدم رکھا اُسے پیشِ نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشکِ خونین نے
عجب یہ طفلِ ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مرکر اُسے چھاتی پہ دھر رکھا

جنان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاؤنگا ناصح کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل
ن نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب سے وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہے میرے سر پہ اُسکی لغزشِ پا کا
اُسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین دانۂ گندم صدف مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو ور رکھا

ترے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ کر بیٹھے
جہان تونے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگونِ مے کیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابرِ رحمت جلے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کرجاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پر گمان ہے مجھکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بو لنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رُک جائے
یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہے میری گردن کا

نہ پوچھو دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
یا نرگس کی آنکھون سے تماشا سارے گلشن کا

بہار آئی ہے اے دستِ جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

کبھی خورشید تاکے گا کبھی مہتاب جھانکے گا
رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا

بصیرت ہو تو انسان نہ سمجھے چشم و مژگان کی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

الٰہی کبھو کبھی بتخانے مین دیکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پہ شیخ و برہمن کا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو
کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا

تمھاری آنکھ کے ڈورے نے دل مرا کھینچا
نہال تاک کا ریشہ لسے کمند ہوا

جھٹک کے آئے وہ زلفِ سیاہ پرافشان
شب وصال ستارہ مرا بلند ہوا

نہ پوچھ اُلفتِ خالِ سیاہ کا باعث
پسند اپنی ہے مجھکو یہی پسند ہوا

کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشقِ زار
جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا

مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھاکر
ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا

برنگِ شمع جلایا یہ سوزِ اُلفت نے
کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا

کھُلا جو یار کا جوڑا تو دل کھنچا میرا
بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا

لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشمِ حیران کا
ہزار بند لفافہ کیا نہ بر

امیر پا-
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالینگے یہ شمشیر بُران حوصلہ دِل کا
ہان زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا

تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا
مگر کھایا ہے جِرکا برق نے بھی تیغ قاتل کا

عجب کیا ہی اگر دون تہید ستون سے کھینچتا ہی
محلہ چھوڑدے ممسک جو ہمسایہ ہو سائل کا

سفر مین یاد اُسکے مُصحفِ عارض کی ایسی ہے
کہ ہر منزل پہ دُھوکا ہی مجھے قرآن کی منزل کا

بھر آکشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون
نہین نکلا ابھی تک آستین سے ہاتھ قاتل کا

یقین ہی دیکھتا عالم یہین سے شکل حورونکی
درِ جنت مین آئینہ اگر ہوتا مرے دل کا

کیا تو آب و دانہ ترک راہِ عشق مین لیکن
بہت دشوار روزہ رکھہ کے طی کرنا ہی منزل کا

فساد اُس ترک کو عشاق مین مدِ نظر ٹھہرا
نئی سوجھی گلا بسمل سے کٹوا تا ہے بسمل کا

بھلا کر مانگ کی اُلفت کیا برباد آنکھون نے
ٹھگون نے مجھکو مارا راستہ بھٹکا کے منزل کا

نہو جبتک کہ حکم اُسکا کرے وہ قتل کیا ممکن
کہ عزرائیل اک جلاد ہے سرکار قاتل کا

پھلے پھولے چمن میں دفن کرنا چاہیے مجکو
کہ ہوں مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودھویں کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہے نقشہ اُس کے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسیٰ کرتا
جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا

آبرو گردِ یتیمی میں جو پیدا کرتا
گوہر اشک کو میں آنکھ کا تارا کرتا

ہاتھ رکھے میں اُٹھا زخم گلو پر دم حشر
مجھ سے ہوتا کہ میں جلاد کو رسوا کرتا

تو وہ بُت ہے تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ
کبھی فرعون خدائی کا نہ دعویٰ کرتا

جب تلک گنبدِ دوّار کا ہوتا اک
گردشیں لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا

نور آنکھوں میں نہیں نام کو نرگس کی طرح
خاک اس گلشنِ ہستی کا تماشا کرتا

خط پُشتِ لب جاں بخش نہیں جائے عجب
خضر سے کیوں نہ ملاقات مسیحا کرتا

اے اجل دن ترے آنے کا جو ہوتا معلوم
کچھ میں سامان تری دعوت کا مہیا کرتا

غم اُٹھانے کو بہت تھے ترے بندے یارب
اک مجھکو

دہ جو امید برآری پہ امیر آ جاتے
پہلے میں ترکِ تمنا کی تمنا کرتا

غبار اُس کے لبِ بام تک بلند ہوا
سمند کا جھونکا مجھے کمند ہوا

جہاں کسی کا دُکھا دل میں دردمند ہوا
جلا میں آگ پہ نالاں اگر سپند ہوا

کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل
درِ کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا

برنگِ اشکِ ندامت گرا جو آنکھ سے میں
خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا

گلا وہ ہے جو تری تیغ کو ہوا مقبول
جگر وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا

کیا وفورِ معاصی نے حوصلے کو پست
کبھی نہ شرم سے دستِ دعا بلند ہوا

دل مرا ہے کہ جبیں خیالِ یار ہے نقش
کبھی سُنا ہے کہ عکس آئینے میں بت

تی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہے زوال آخر
سوا ہے ایک شب سے کب زمانہ ماہ کامل کا

وہ ہو خونریز عالم تو جو رکھدے ناز سے انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

لڑی اتنی نگر رسوا کریگی کیا قیامت مین
کہین ای سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہو نہ قاتل کا

الٰہی اشک بھرتے تھے انکی سرد آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا انسے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہو غبار گور مجنون نے
بگولہ جو اٹھا قبہ بنا لیلے کے محمل کا

آمیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرخروئی تھی جو منظور تو مانند حنا
دل کو اس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہو گیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی طرح اس کو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل
نقش پا بن کے سر راہ پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدہ آہو نہ ملا
اے حیا تجکو نہین آنکھون مین کیا رہنا تھا

پھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پر
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانے سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہم کو پڑا رہنا تھا

مل کے عالم سے ہوا اور رہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچہ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اسکی جو ہے مجسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھ سے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنہ محشر کو دو بالا ہونا
قامت یار کے سائے مین پڑا رہنا تھا

سینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہوا ب خیمۂ لیلی پہ محمل کا

اثر ہی ناتوانی کا یہانتک بعد مرنیکے
کہ رستم بنتے بنتے زال بنجائے مری گِل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدد ای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانؤن قاتل کا

رہِ اُلفت مین بے آبی ذقن کی لکو آفت ہی
ضاہر جاہ اگر ہو خشک منزل

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
ہے اُس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہائے بسمل کا
نگاہِ یاس بس کر دل بھر آتا ہے قاتل کا

نشان اعمال نامہ پر کیا پوچھتا ہے قصر قاتل کا
لگا ہے آئنہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتون پر عیان ہی سحر اُس زہرہ شمائل کا
خط جاہ ذقن ہے یا دھوان ہی جاہِ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے ہی برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اُڑایا ڈھنگ چاکِ آستین نے دستِ قاتل کا

نکیرین اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بٹھلا و بلا یا ہی جو غیرونکو
جدا دفتر سے رہنا چاہیئے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اُس تیغ ابرو کا جو ہے ہردم
صدا میری کہ نالہ ہے گلوے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت
کہ چلنا دو قدم کرتا ہے طی دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہے بے آب خود دلبر زبانی سے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مری گِل کا

راز غفلت سفر
مسافر رات سے کرتا ہے سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین تیر جب تو وہ بنائین وہ مری گِل کا

آکسی نقطۂ رخ بے نقطہ کب عالم مین دا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تو اُٹھا لطف یارونکو
رنگ محفل کا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل میں تیرے تیر کا
ہوگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد چھپا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہیں تیرے تیر کا
ام ہے نقش قدم بھاگے ہوئے نخچیر کا

مجھ سے وحشی کا کھنچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہیں جمتا مری تصویر کا

ہوں وہ مجنوں جھاڑتا ہوں اٹھکے میں ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردوں مرے دل نے اٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہوں وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

رات دن پہلو میں ہے کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت میں چبھے ہیں خار ایسے ہر قدم
پاؤں شانہ بنگیا ہے گیسوئے زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈھے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے پریشان خاک دامنگیر کا

اہل دولت نے سوا ہے صاحب جرأت کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے نرخ آہن و شمشیر کا

حشر میں پائیگا خوش چشموں کی ایذا سے سزا
پوست کھنچوا جائے گا صیاد آہوگیر کا

پھونکتی ہے مجکو اس گیسو کی افشاں کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہ ہے ناوک فگن تیرا ہدف جا لے جو ہاتھ
آپ اڑکر تھام لے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو میں پائی نقد دل دیکر جگہ
دیدیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اسکو ہے امیر
سلسلہ پہونچا کہاں جاکر مری زنجیر کا

ظالموں کو بھی ہوا ماتم ترے نخچیر کا
روتی ہے منھ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تاباں ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچاں دھواں ہے خانۂ زنجیر کا

آئنہ سکتے میں آجاتا ہے مجھکو دیکھ کر
منھ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ ہے دل ہے ابرو سے دو نیم
وار مجھ پر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

محتسب شہر کے یاں ساقی مین صراحی کا گلا رہنا تھا

ساز تھا مجھ سے جو آہِ دلِ سوزان کو اثیر
بر غم بنکے مری گور پہ چھا رہنا تھا

کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا — دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر
شکار راز حسن کبریا کیونکر ہوا — ہ کے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا
ے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے ناامید — تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا
چہ حیرت اہل دنیا مین ہے اپنا حال دل — ایسے بیدردون مین یہ درد آشنا کیونکر ہ
ہوش مین آ بد حواس اتنا نہو رو تا ہی کیون — قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہ
بنا بندہ بھی بھے کہتا ہے پھر محتاج بھی — تجھ سے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر
از اٹھائے مین نے پالا مین نے حضرت کون ہین — دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا
پوچھے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت — کشتے کس منہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا
جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر — مرگئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا کہ دی اغیار نے ترغیب قتل — دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہ
خط لکھا تھا مین نے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم — نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہ
لوٹنا دیکھا نہین جاتا بنے ہو نرم دل — ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہو
دل اگر ہو صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار — دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا
مین نہ مانونگا یہ آئینے کا ہے سارا قصور — خود بخود وہ خود پسند و خود نما کیونکر ہو
اُسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا — خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیون
جانتی ہے کون زبان تیغ قاتل بار بار — بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر
داور محشر کو بھائی میری اُسکی یہ چھاڑ — چھیڑ کر پوچھا مکرر کیا ہوا کیونکر ہوا
وبلا تھی مر گیا پھنس کر ا — بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلہ کیونکر ہوا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا — بات کہنا بھی تمھارا ہے معمّا کہنا

روکے اُس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا — ہنس پڑے اسپہ تو پھر حرف تمنّا کہنا

شل مکتوب نہ کہنے مین ہے کیا کیا کہنا — نہ مری طرزِ خموشی نہ کسی کا کہنا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑھادے یارب — صبح نزدیک ہمین اُنسے ہے کیا کیا کہنا

بچھاڑ کھاتا ہے جو غیر دنکو جھپٹ کر سگ یار — مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا

ہر بُن مُوئے مژہ مین ہین بیان سو طوفان — عین غفلت ہے مری آنکھ کو دریا کہنا

وصف رُخ مین جو سُنے شعر وہ ہنسکر بولے — شعر ہین نور کے ہے نور کا تیرا کہنا

لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب — ارنی منھ سے نہ لے حضرتِ موسیٰ کہنا

لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منھ سے — اب اگ

خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو — سچے موتی تو مٹا سب ہین جو

یسے نادان ہین جو اچھے کو بُرا کہتے ہین — ہو بُرا بھی تو اُسے چاہیے اچھا کہنا

بتو یادِ خدا کرنے دو — زندگی بھر تو کیا مین نے تمھارا کہنا

پڑھتے ہین دیکھکے اُس بت کو فرشتے بھی درود — مرحبا صلّ علیٰ صلّ علیٰ کیا کہنا

ی بتو تم جو ادا آکے کرو مسجد مین — لب محراب سے کہیے نام خدا کیا کہنا

ان حسینونکی جو تعریف کرو چڑھتے ہین — سچ تو یہ ہے کہ بُرا ہے انھین اچھا کہنا

شوق کعبے لیے ؟ — میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا

ساری محفل کو اشارو نمین لٹادو ایجان — لطیفا کہنا

گھٹتے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا — جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا

مین تو آنکھون سے بجالاتا ہون ارشاد حضو — آپ سنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چستی طبع سے استاد کا ہے قول اسیم
ہے زمین سست مگر چاہیے اچھا

طوق مجنون کی گرانی کیا اُٹھا ہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہو مری اُتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعتِ دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دمِ آخر نہ اُٹھا سخت جانی کا مزہ
پاس مجھکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیون ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئیگا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوشِ وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہاے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اُچھل پڑنا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اُلٹا ہو گیا قط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار تجلی تیری باتون سے ہوا
لو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقدیر کا

مر گیا دیوانہ کا کل تو حسرت نے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسی کی ابروے خمدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اٹکا آکے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی طرح تیغ سے بسمل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو مین زندان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اُس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جا کے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچو نکی شکل ہو گئے فصلِ خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پاؤن سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلی تو محمل دل مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروانے ننگ و عار نگر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سر محفل لپٹ گیا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ کو دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوئے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی بجھی جو ہوس
شرار شستہ سے روشن چ[illegible] نہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہر تن آسمان میں پھیل گیا
جو اپنی کشت میں سرسبز کوئی دانہ ہوا

چنے مہینوں ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف میں چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اس کے میرے کب سے ہیں
یہ حسن و عشق تو اب ہوا سے زمانہ ہوا

اٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس ترنگ سے دھیان آیا اس رخ پر نور کا
آگئے آگے سیکڑوں اک تماشا تھا طور کا

مل گیا بوسہ جو اس کے عارض پر نور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ داغوں میں مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو ضرور
پھلوں شربت بنا کر نذر کو انگور کا

آدمی کیا فردوس کو رضوان نہیں نازک طبع ہوں
ملزم ٹھیں گے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادئ وحشت میں کہتا ہے دل
المدد لائے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق میں
کچھ نہ سکے شیرین بڑھائے دل تو اہرمن دور کا

ہے حسین کیا منھ ہے یہ پہونچا جو تیرے منہ چڑھیں
دیکھ کر جسکو اُتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہ حق سے طاعت کی ملتی ہے جزا
ہے بڑی سرکار حق رہتا نہیں مزدور کا

قدم قاصدِ جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگِ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خدائے غفور کی رحمت
بہے جو نزع مین آنسو اُسے بہانہ ہوا

ریاضِ دہر مین پوچھو نہ میری بربادی
برنگِ بُو اِدھر آیا اُدھر روانہ ہوا

کمانِ حسن نہ تھی آشنائے تیر ادا
کہ ناوکِ غمِ اُلفت کا مین نشانہ ہوا

خدا کی راہ مین دیتا ہے گھر کا بھر لینا
اِدھر دیا کہ اُدھر داخلِ خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پسِ فنا صد شکر
غبار اُڑ کے سرِ قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دردِ شانہ ہوا

نشانِ غیر کہان صید گاہِ وحدت مین
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کا جوش گھٹا تھا کہ بوئے گل آئی
سمندِ ہوش رُکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہین
مزاجِ یار بھی حق مین مرے زمانہ ہوا

ہجومِ رنج ہے دینارِ داغ ملتے ہین
جگر کا چاک نہ ٹھہرا درِ خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوقِ جبہہ سائی نے
کہ سنگِ راہ بھی مجھے سنگِ آستانہ ہوا

زمین اُٹھائی یہ نالون نے سرِ وقتِ سجود
بلند بام سے وہ سنگِ آستانہ ہوا

پتہ امیر کا منزل مین گور کے بھی نہین
یہان سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لاکھ اِدھر سے اُدھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا مین بے وفا نہ ہوا

سرِ نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجکو غمِ زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر مین چراغِ خانہ ہوا

اُمید جا کے نہین اُس گلی سے آنے کی
برنگِ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق و سیل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

جلوۂ حسن الٰہی اور پتھر اے کلیم
آپ کی گرمی نے چمکایا ستارہ طور کا

گور بھی ہے گورکن
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منھ ہے جو دعوی خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایے مین اس مغفور کا

تو نہ لوے یار تو جنت جہنم ہے مجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منھ حور کا

غیرت اہل دول منظور ہے مجھکو
بھیک بھی مانگون تو کاسہ لون نہ فغفور کا

جب سے باندھا ہے تصور اس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا

بخت واژون سے جلے کیون دل نہ مجھ مہجور کا
مرہم کافور سے منھ آگیا ناسور کا

اسقدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مین نے تو سنگ طور کا

تجھکو لائے گھر مین جنت کو جلایا رشک نے
ہم بغل تجھ سے ہوئے پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر میری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین اتنا ہے فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہے وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسی کا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپایا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

زلف در رخسار سے نیرنگ قدرت ہے عیان
مہر کے نیچے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنجاتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والونکو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سے وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اٹھا دور کا

عجز کرتے ہین عوض جان سے بھی خاصان حق
جھک گیا سر آگے پائے دار پر منصور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دُنیا جسکے سر پر ہے اُسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوائین اُس کو آہِ سرد کی
جوشِ خونِ گرم سے آیا ہے منھ ناسور کا

کب کی آ چکتی قیامت یہ مرا احسان ہی
بند ہو دم میرے نالون کی بدولت صور کا

وادیِ ایمن مین تھی برقِ تجلی بے حجاب
حیرتِ موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہِ طور کا

روزِ خلقت سے وہین ہی باہر آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیرِ جاری کا جو ہی ای حضرتِ واعظ خیال
وقف کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانہ کا بنواتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شبِ دیجور کا

کیا تڑپ رکھتا ہی شعلہ عارضِ پُر نور کا
نا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا

غ سینہ جل اُٹھے منھ پھک گیا ناسور کا
ھیان بھی آیا جو دل مین مرہم کافور کا

وہ بُت ہو جو صحبت دو گھڑی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون وصف لکھنے اُسکے حسنِ صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روز حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سُن کے نالہ صور کا

ن پہلے مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مرد بے مقدور کا

ی پئین گے آج ہم ساقی تکلف ہو ضرور
جام ہیرے کا ہو خُم ترشا ہوا بلور کا

عمر گندی ہو کہ بھر کو کہین جاتی نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شب دیجور کا

عاشقِ مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش
لُطف اُٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے حُسن کے واقف نہین کچھ زاہدو
نام ہی سنتے ہو تُم دیکھا ہے کس دن حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین میکے پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

ای خضر رندو نکو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آبِ حیوان گر نہین شیرہ تو ہے انگور کا

ہمارا امن ہے ہم سے سیاہ کارون کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوے معنبر کا

عیان ہی رجعتِ خورشید اور شقِ قمر
بشر ہے علیؑ کا تو وہ پیمبر کا

جو صاف دل ہین اُنھین جور چرخ سے ہو امان
پسا نہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا

صفاے دل کا رہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگِ مرمر کا

ہوا یہ کس قدِ موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرعِ صنوبر کا

عبث ہی ناز تموّل پر ان امیرون کو
اُٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا

شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا

زبان پہ نالہ ہی جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانؤن لشکر کا

جو کام آئے پس مرگ بھی کسی کا ہنر
چراغِ آئنہ ہو مرقدِ سکندر کا

حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہے کیمیاگر کا

بدل کے شکل ڈراتا ہے کیا مجھے دشمن
مقامِ خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا

جمال جنکے سراپا تھے نور کی صو
نہ پانؤن کی خبر اُنکو نہ ہوش ہی سر کا

عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجھکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا

کہان یہ سختیِ عالم کہان دلِ نازک
غضب ہی شیشہ اُٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

یہ رفتہ رفتہ ضعف سے احوالِ تن ہوا
سائے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا

جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہم نے رنگ جمایا چمن ہوا

اخگر کی طرح نیست بتدریج تن ہوا
تن پیرہن تو پیرہن اپنا کفن ہوا

یہ موشگافیون سے ہوا شاعرون کی تنگ
علمِ خدا مین جاکے نہان وہ دہن ہوا

آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین تھمنے کی
تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا

موت کیا آئی کہ تپ فرقت سے صحت ہو گئی
م نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

ہو ذیون کو حادثوں سے دہر کے کیا خوف ہے
بارش بالان سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہردم لہو روتی نہین
منجون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین میخانۂ عالم سے ہم سوے عدم
کہدو از خود رفتگی سے ہی ارادہ دور کا

کی نظر جسپر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہی شمع طور کا

مرکے یاران عدم کے پاس پہونچوگا اکسیر
یہ چلتے چلتے جان جاں ہے سفر ہے

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور سن کے کہا دل نے قبر مین
کس کی برات آئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارۂ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زرداروں سے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہی خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

مجھکو نہین جو انس محبت کہان مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنی گر پڑے
ہمراہ تعزیہ کے بھی باجا اگر بجا

ہوا یہ جوش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھوں مین حال جو اپنے خط مقدر کا
ورق سیاہ کرون آفتاب محشر کا

یہ کسکی یاد مین رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریان ہی حوض کوثر کا

اب سیر باغ وصل کہاں اور ہم کہاں
گولر کا پھول یار کا سیبِ ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسشِ روزِ حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہو پھاڑ پھاڑ کے اُسمین شرابِ ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

عاشق کو تیرے جلوے نے مطلوب کر دیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

ِ نگاہ و تار نفس م
تب چار گز کسی کو میسّر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دلکی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیالِ وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصلِ خزان تلک
لو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

ہل عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہدِ معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

ساسے مین مست بہارِ چمن ہوا
جو گل بنا تو جامِ شرابِ کہن ہوا

باہم جو ذکرِ زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ انجمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوقِ چمن ہوا
برگِ شگوفہ پنبۂ داغِ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

کیا دون جوابِ شکوۂ دل کا تمھین کہو
تم سے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہے کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت ہوئی فراق مین ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب وار کھل گئین آنکھین مزار مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
مُنھ وقتِ واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

ر سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغِ دل
بیدرد جلتے ہین شگفتہ چمن ہوا

دُنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا
جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا

احوال گور و حشر وہین مجھ پہ کھل گیا
خلوت سے جب روان طرف انجمن ہوا

دکھلادے ای بُت آج تو بہر خدا وہ شان
شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا

رخصت کے وقت روے یہ اُس مُنھ پہ رکھ کے مُنھ
دریا چھلک چھلک کے وہ چاہِ ذقن ہوا

غیرونکو ساتھ لیکے جو آئے وہ گور پر
اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا

صد شکر قوّت اتنی تو مجھکو فلک نے دی
ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا

خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکلِ آئنہ
مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا

کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب
پھر دیکھنا نصیب نہ مجکو وطن ہوا

پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا
ای ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا

صیاد ہم کہان وہ تماشاے گل کہان
روئی لہو نگاہ جو ذکرِ چمن ہوا

افشاے راز تا نہ ہو زہّاد پر کہین
رندون مین دختِ رز کا لقب جانمن ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا
جب رہن مے فروش کے گھر پیرہن ہوا

چھیڑا جو مین نے یار کو گرمِ سخن ہوا
پیدا مرے زبان سے اُسکا دہن ہوا

کافر بدل کے بھیس سوا راہزن ہوا
پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

شکل وطن نہ صورتِ اہل وطن ہے یاد
مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا

مجھ مست کی ہی ہاتھ ترے یارب آبرو
تجھکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا

لالچ تھا واسطے ہی سے ذوقِ سخن ملے
اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئنے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مستی نے جام مین سے اُڑائے جہانکے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد
عشقِ عارض کر رہا ہے حسنِ عارض کو تباہ

پیاس ... چاہیے
آنسوؤں کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا
گو ہر مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر

سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا
لوٹتا ہے لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا
بات وہ کہیئے بھلا ہو جسمین خلق اللہ کا
حیف ہے پیاسا جو رہجائے کبوتر چاہ کا
بن گیا سرو کنار جو الف اللہ کا
تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا جاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ن مژہ ترسے ہو گیا
دکشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا
اب بلبلین چمن مین کہان آگئی خزان
آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم
آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر
بچتا شرارِ آتشِ گل سے نہ ایک خس
پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی
تم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا

تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا
آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا
تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا
اُس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا
سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا
پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا
جاگا تمام شب مین دمِ صبح سو گیا
ابر آکے خاکِ گور پہ ہر سال رو گیا

حوال جسمین تھا دلِ گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

صل کی شب بھی خفا وہ بتِ مغرور رہا
عمر رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال
جمع کس دن نہوئے موسم گل مین میکش

حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا
لیکن اک دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا
روز ہنگامہ تہِ سایۂ انگور رہا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی — حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا
احباب اپنے اپنے گھرونمین ہین محوِ عیش — کس کو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا
صیاد قید مین مجھے کیا خواہشِ چمن — جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا
لیلیٰ کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز — سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا
الکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے — لب پر ڑکا جُدا جو زبان سے سخن ہوا
مِسّی ملی جو اُس نے ہوا بدگمان مین — بوسے لیے یہ کس نے کہ نیلا بدن ہوا

راتون کو کی اسیرؔ یہ ذکرِ خفی کی مشق
دل ہمکلام زبانِ تو سینہ دہن ہوا

مر کر علو قدر سے عریان بدن ہوا — جو رون مین قدسیونمین تبرک کفن ہوا
دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا — مانند داغِ درد یہی جزوِ بدن ہوا
کس کا رُخِ صبیح یہ پرتو فگن ہوا — آئینہ وار مالکِ نہرِ لبن ہوا
دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا — جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا
چارہ غمِ فراق کا کیا ہے سوائے صبر — ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا
ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر — ہر داغ تازہ مرہمِ داغِ کہن ہوا
اللہ ری صفائے طبیعت کہ بعد مرگ — گردِ نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا
آخر کیا یہ عشق دہان و کمر نے گم — پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا
یا تجلّیِ رُخِ روشن جو دل مین تھی — فانوسِ شمعِ طور ہمارا کفن ہوا
ایسا ہوا ہے اب تو زمانیکا خون سفید — آیا جو لعل ہاتھ مین دُرِّ عدن ہوا
افشائے راز وجہ جنون ہی برنگِ گل — پوچھوٹنے سے چاک مرا پیرہن ہوا
پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس — میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا
نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگِ نے — منھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا

ہو رہی ہے تری رفتار سے پامال جو خلق
تو نے سیکھا چلن اے کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بُن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر
پھر ہے خرملے لب و سیب زنخدان کسکا

اِس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہے اُٹھاے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہم کو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمیہ یہ حال
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صُلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دے سزا مجھ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہی سارا زمانا تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دستِ نازک سے اُٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جھوٹے گا اُتر جاے گا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حُسن جوانی تھا زمانا تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

سخت سی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہے وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دلِ عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا بجئے نالے کب تک
مشکل اے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہی روان تو قاصد
جان سے دم بھی عدم کو ہے روانا تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
بیٹھ جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھے ہم سے عداوت ہوا ای نفس شقی
ہمنے کہنا کبھی جھوٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
ابتو ہے مُلک معانی مین زمانا تیرا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہو کہان / منزلون وادیٔ غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہے درکار / دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہے چرخ چہارم پہ یہ پنج محلے پر / سچ ہے عیسیٰ سے بھی بالا ترا مزدور رہا

فصل گل آئی گئی صحن چمن مین سو بار / اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلیّ نظر آیا نہ کبھی / مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون ہین جانیسے جوانی کے خراب / مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر / لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر / رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اے تن بیجان کسکا / شہر بیگانہ ہے یان کون ہو پرسان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل / نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر / پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سُنون مین یہ مجھے تاب بھی ہو / ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہو اغیار کا بھی / دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح / چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم انھین فرصت ہی نہین / کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا / عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر / یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کھول کے دل رکھ نہین سکتے ہین قدم / کوے اُلفت مین ہی باندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر تجھے بدنامی کا / سامنا تو نے کیا اے مہ تابان کسکا

منحرف ہین رخ بلقیس سے پریان کیسی / آج منھ دیکھ کے اُٹھا ہے سلیمان کسکا

ہوا وصال تو صدمہ ہوا جُدائی کا
شکستگی نے کیا کام مومیائی کا

کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون
کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا

مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا
کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جُدائی کا

بہار آئی ہے پھر خیر ہو خُداوندا
جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا

نگین آیتِ سجدہ ہوئی ہے پیشانی
اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی کا

لپٹ گیا سگِ جانان ہمارے دامن سے
لحاظ آہی گیا آخر آشنائی کا

وہ آزمایشِ شمشیر ناز کرتے ہین
یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

ہمارے دلمین دہین گُدگُدی ہوئی پیدا
جہان کسی کو سُنا ذوق دلربائی کا

اُٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا
کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جُدائی کا

گہرے کے گرد یتیمی ہے میرے دل کا ملال
غُبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا

حیا تو اُسکو بٹھائے ہزار پردے مین
مگر جو بیٹھنے دے شوق خود نمائی کا

پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا
کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا

یہان ہے ذوق اسیری مین مجھ پہ حالتِ وجد
وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا

کسیطرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے
کہین پہاڑ سے ہے سخت دن جُدائی کا

اُٹھو امیر نہین ملنے کی وحشتِ دل
یہ عذر لنگ تمھاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مین نے کج ادائی کا
مجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا

دکھاؤ جلوہ جو دعویٰ ہے خود نمائی کا
مجھے یقین نہین آتا سُنی سُنائی کا

کمال حُسن نے بے پردہ کر دیا اُنکو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خود نمائی کا

ہماری آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
سلے جو اذن در بت پہ جبہ سائی کا

پکارتا ہے یہ ناز اُس کی کبریائی کا
اُکرے اُڑا ہے مجھے شوق کبریائی کا

قلق ہوا ہے مجھے صیاد کی جدائی کا
یہ پوچھے نہین افسوس ہے رہائی کا

عزیز کیون نہو داغ اُسکی بیوفائی کا
کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا

مین طولِ روزِ قیامت کو سُنکے ڈرتا ہون
کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا

بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا
مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا

ہٹاؤ آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے
کہ خود ہی دیکھوگے حسن اپنی خودنمائی کا

خدا کرے کہین جلد آئے روزِ شادیِ وصل
لباس ماتمی اُترے شبِ جدائی کا

تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتہ نہ لگا
ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا

نہ پوچھ جام مین زاہد کے کیا ہے ای زاہد
بھرا ہے اسمین لہو تیری پارسائی کا

ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑونکا
زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا

ہزار بار قیامت جہان مین آئے گی
چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا

نشاوران محبت تو سیکڑون ہین مگر
جو ڈوب جائے وہ پورا ہے آشنائی کا

جچے ہماری نگاہون مین کیا درازیِ حشر
کہ طول دیکھے ہوے ہین شبِ جدائی کا

برے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالونسے
رہے خیال ہماری بھی نارسائی کا

خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا
بتون نے کاسہ اُسے کر دیا گدائی کا

رقیب طنز سے کہتا ہے آپ جائین وہان
یقین ہے یہ اُسے میری نارسائی کا

کھنچی وہ تیغ تو خوش ہوکے مجھسے دل نے کہا
دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر
چلن دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لانا تھا بیوفائی کا
امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا
کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا

نہین ہے مُہر لفافہ پہ خط کے اے قاصد
یہ داغ ہے مری قسمت کی نارسائی کا

نقاب ڈال کے اے آفتاب حشر نکل
خدا سے ڈر یہ کہین دن ہی خودنمائی کا

نہین قرار گھڑی بھر کسی کے پہلو مین
یہ ذوق ہی ترے ناوک کو دلربائی کا

مری طرف سے کوئی جاکے کوہکن سے کہے
نہین نہین یہ محل زور آزمائی کا

کہا جو مین نے کہ مین خاک راہ ہون تیرا
تو بولے ہے ابھی پندار خودنمائی کا

جنون جو میری طرف ہو وہ جست و خیز کرون
کہ دل ہو لوٹ کے ٹکڑے شکستہ پائی کا

روئیے اپنے نصیب کو ایسا
کہ ہو سپید سیہ ابر نارسائی کا

تنگی دل سے تری فرقت مین ایسا جبر تھا
ہر نفس کو میرے سینے پر گمانِ قبر تھا

کیون ہوا عاشق جفا پر گر نہ تجکو صبر تھا
اے دلِ بیتاب کیا تجھپر کسی کا جبر تھا

نازنین کیونکر نہ جانے میکشی کو باغ مین
ننھی ننھی بوندیان تھین ہلکا ہلکا ابر تھا

تابع بُت تھا ہمین دل نے بڑا دھوکا دیا
ہم مسلمان اسکو سمجھے تھے یہ کافر گبر تھا

گلرخانِ دہر پر سو سو جگہ مر مر گیا
جو کھِلا گُل باغ مین میرا چراغِ قبر تھا

[illegible]ن محبوب سے پالا پڑا
یہ مرے دل کے پھپھولے تھے یہ میرا صبر تھا

بار بار اسکی گلی مین کیون نہ جاتا اے امیر
کیا کرون بے اختیاری تھی کہ دل بے صبر تھا

ظاہر یہ اتحاد سے رنگِ اثر ہوا
اُس گُل نے پی شراب تو مین بیخبر ہوا

سُرمے کیطرح چشم بتا نمین نہ گھر ہوا
مین مثل میل سُرمہ عبث دربدر ہوا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہان
اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہ دراز کوچۂ جلاد قطع کی
قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردش پست و بلند سے
سوے کبھی جو پانوٗن تو دوران سر ہوا

عجب طرح کی در اندازہی خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائے گا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے اُلٹی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہو بے پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اُس کے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہ سائی کا

چلی تو ہی ہمین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پاؤن خود نمائی کا

مین درد دل بھی شب وصل کہہ نہین سکتا
کہ ہاتھ آئے گا پہلو اُسے جدائی کا

کہین سے ہاتھ شراب آئی ہے کہین سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون نہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا
سُراغ پائین نہ چھالے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہی بیخودی یہ ڈرتا ہون
گلہ نہ منھ سے نکل جائے بے وفائی کا

گذر نہین ہی حرم مین تو دیر کو چلیئے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر نبض کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ جوش حسن سے تنگ آئی ہی قبا انکی
کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

وہ بدنصیب ہون یار آئے میرے گھر تو بنے
سمٹ کے وصل کی شب تل رخ جدائی کا

ہزارون کافر و مومن پڑے ہین سجدہ مین
بتون کے گھر مین بھی سامان ہے خدائی کا

تمام ہو گئے ہم پہلے ہی نگاہ مین حیف
نہ رات وصل کی دیکھی نہ دن جدائی کا

اُسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمان تیر مژگان ہوگیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آکے مضمون لفظ کے جامے سے عریان ہوگیا

ہوش میخوارونکا بھی شاید کوئی سیماب تھا
آتش تر سے جوا ے ساقی گریزان ہوگیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی یہان
جسنے کی برباد خاک اپنی سلیمان ہوگیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجھسے حال
جل کے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہوگیا

اے جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہوگیا

قید مین آنے لگے جب بخت دل انکو نکے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہوگیا

تیر لاکھون کھائے میدان محبت مین امیر
دل تو تھا ہی تیر سے سینہ اب نیستان ہوگیا

اوج دولت اُس پری کا سوز ہجران ہوگیا
داغ سر پر خاتم دست سلیمان ہوگیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہوگیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہوگیا

اب کہانتک میرے تڑپانیکو چھیڑے گا نمک
ہر دہان زخم اے قاتل نمکدان ہوگیا

میری چشم تر سے ہمچشمی کا رکھتا تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہوگیا

تم کھلے بالون جو آنکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہوگیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے مانند گل
ٹکڑے دامن ہوگیا پرزے گریبان ہوگیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانیکا جذب شوق قتل
جب گلے سے مل گیا خنجر گریبان ہوگیا

وحشت گیسو مین جا نکلے سوئے صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مار پیچان ہوگیا

تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہوگیا

دزنی پر مجکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخل مغیلان ہوگیا

بنگئی انکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پائنچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہوگیا

نو بر ویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہوگیا جب ماہ پنہان ہوگیا

اللہ ری نزاکت جانان کہ شعر مین
مضمون بندھا کمر کا تو درد کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کی شریک
چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے کر جو ساز تو حاصل ہو سوز عشق
پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اسقدر
مین خاک ہو کے ذرۂ گرد نظر ہوا

چلاّئین بلبلین جو چمن سے چلی بہار
نکلی دلھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

نازک دلون کو ہے سخن نرم بھی بہت
پینے کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے مثل گل ہمین دکھلائی شکل غم
ہنسنا ہمارا باعث زخم جگر ہوا

پیری مین ہے یہ ضعف کہ پلکین بھی جھڑ گئین
مرغ نگاہ طائر بے بال و پر ہوا

مضمون اگر رسا ہے تو آئیگا تا زبان
خود ہی ٹپک پڑے گا جو پختہ ثمر ہوا

ہوتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین
آئی دلھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر
ایسی خبر سنائی کہ مین بے خبر ہوا

لیٹین جب ہمان خیال زلف جانان ہو گیا
آنکھ مین خواب پریشان سنبلستان ہو گیا

اسقدر شرمندہ پیش روے جانان ہو گیا
مہر گھٹ کر دامن شبنم مین پنہان ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ مین لانا ہے دولت کی دلیل
یہ نگینہ جسکو ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا

کیا ہماری گور پر ہے احتیاج روشنی
[illegible] جب چمک نکلے [illegible]

دل نہ بھر و جو نکلے تڑپنے سے قاتل کا بھرا
چٹکیان رہ گئین خالی نمکدان ہو گیا

جا کے تنہا اور بھی صدمے اٹھائے باغ مین
پھول جو بھولا مجھے داغ عزیزان ہو گیا

غیر نے اس گل کے بالو مین کبھی کنگھی جو کی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبط غم سے طرفہ دولت بسر خردی کی ہوئی
خون ہو کر دل مرا لعل بدخشان ہو گیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہو گیا

دیکھکر رنگِ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہالِ خشک مجکو چوبِ دربان ہوگیا

آسیاے چشمِ لیلی نے یہ پیسا دشت مین
تختِ مجنون سُرمۂ چشمِ غزالان ہوگیا

مرگئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم دردِ درمان ہوگیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو اجب وضوے آبِ پیکان ہوگیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شلخِ غزالان ہوگیا

نامۂ اعمال ہے جبتک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہوگیا

بے نشانی کا مین ای چرخ سزاوار نہ تھا
دہنِ یار نہ تھا کچھ کمرِ یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جبتلک دلکو سنبھالا تو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اُس سے شبِ غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اُٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہِ ہوش رُبا ساقی کی
اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار ہو مین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تابِ جلوے کی نہ آئی جو کسی کو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابلِ دیدار نہ تھا

جوشِ وحشت سے کہتے ہین کہ آتے ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر نہین مجھ سے مجھے تمسے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسیٰ کی نہین تو سرِ طور
کچھ تجلّی کے سوا پردۂ رُخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دمِ اعجاز تو قفلِ دہن ای یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوقی کی
ہم سے کھنچنا تجھے ای خنجرِ خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجکو ملا دیکے فلک مجکو شکست
عہدِ ساقی مین نہ تھا توبہ میخوار نہ تھا

خونِ ناحق سے جمایا تھا غضب کا لاکھا
لبِ معشوق سے کچھ کم لبِ سوفار نہ تھا

مجکو کیون بیچ مین لایا دمِ آرایشِ حسن
کچھ تری زلف کا طُرّہ تو مین ای یار نہ تھا

کیا اثر ہے جو بہا یادِ لبِ لعلین مین شُہ
گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہوگیا

کیا تبسّم نے ترے اے رشکِ گل چھڑکا نمک
صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہوگیا

ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اُڑجاتا ہو آتے ہی بہار
دامنِ گُل بھی مگر میرا گریبان ہوگیا

عشقبازونسے پھری رہتی ہو تو اے چشمِ یار
برستہ بجا ہر موے مژگان ہوگیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قدِ پُرخم حلقۂ زنجیرِ زندان ہوگیا

حسرتین خون ہوگئین دلمین تو لایا عشق رنگ
داغِ دل کا لالۂ گنجِ شہیدان ہوگیا

جب نقاب اُلٹی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑگئے پردے وہ رُخ آنکھون سے پنہان ہوگیا

او کماندار اسکو کہتے ہین ہجومِ درد و غم
تنگیِ دل سے سمٹ کر تیر پیکان ہوگیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشیِ نازک مزاج
نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہوگیا

گل ہوا غنچہ تو اُس سے یہ صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہوگیا

گُل نیا ہر ایک نقشِ پاے خندان ہوگیا
یار جس کوچے مین جانکلا گلستان ہوگیا

تشنگانِ عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
واے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہوگیا

بوسۂ گیسو پہ اُس نے ذبح کرڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خونِ مسلمان ہوگیا

اسیرِی بلا سیکے زلفون مین غضب تونے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہوگیا

ہمنے دیوان مین یہ مضمونِ دلِ مردہ لکھے
صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہوگیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغِ قاتل نے بہار
بسملون سے اُسکے ہر کوچہ گلستان ہوگیا

پڑگئی جسکی نظر اُس پر وہ دیوانہ ہوا
حُسن سے انسان بلاے جانِ انسان ہوگیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پری دغرق ہین
آفتابِ حشر وہ رُخسار تابان ہوگیا

نخلہاے دل کی یہ کثرت ہی تیرے دور مین
کوڑیون کے مول ہر لعلِ بدخشان ہوگیا

وحشیونکی پستیِ قسمت نے پھیلائے یہ پانؤن
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہوگیا

کیا رنگ اُسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہی آج کل جو ریاضِ نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھ کے خنجرِ قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آفتون کے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلائے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میری گلیم تھا

دُنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین تمسے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہی جو منزلِ اُلفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہِ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پائے کلیم تھا

لاتی کبھی ہمارے قفس تک بھی بوئے گُل
ٹوٹا ہوا نہ پانْو ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب مر کے ہمین نقد عیش کیا
زیرِ زمین بھی دورِ سپہرِ لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کہ [illegible] سے آسمان
اک تودۂ بلند عظامِ رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہِ گُل امیر
نامِ صبا کہین نہ نشانِ نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیضِ عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اُنکو زیبِ گوش کی حاجت نہ تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین تھین اپنی نورِ تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجودِ کلیم تھا

تیرے مریضِ غم کی نہین آج کچھ خبر
سُنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دُنیا کا حال اہلِ عدم ہے یہ مختصر
اک دو قدم کا کوچۂ امید و بیم تھا

ہم اپنی دُھن مین مست تھے کیا جانین حشر مین
کس سمت کو جنان تھا کدھر کو جحیم تھا

سامانِ عفو کیا مین کہون مختصر یہ ہے
بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو خم مین بیٹھ رہا مثلِ دردِ مے
تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے ہو جو رکھتا ہو کچھ غرض
کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

وقت بد مین نہ ہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جس کو وہ مرا یار تھا

سارے جہان کا رنج ہے دل مین آگیا — کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا
کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا — پر آبِ تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا
کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون — دو پھول بھی نہ وہ سرِ تربت پہ چڑھا گیا
بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم — اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا
سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر — چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا
سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو — صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا
جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کیا — جانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا
اُس بُت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے — نالہ کیا تو عرشِ خدا تھرتھرا گیا
ٹوٹے تڑپ کے زخمئ شمشیر عشق نے — ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا
موسیٰ اسی پہ دعوئ دیدار تھا تمھین — دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا
ہوش و حواس جانے کا اے دل گلہ نکر — تو رہ گیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا
ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا — کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا
گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق — پنکھا نسیم خلد کا جھوکا ہلا گیا

نکلا خیالِ رخ مین نہین دل سے دود آہ
ابرِ سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز یون یہ خدائے کریم تھا — کرتا نہ مین گنہ تو گناہِ عظیم تھا
باتین بھی کین خدا نے دکھایا جمال بھی — اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا
کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل — مین بھی تو اک نیاز گزارِ قدیم تھا
مانگا جو میرے دلکو در گوش یار نے — دیتے ہی بن پڑا کہ سوالِ یتیم تھا

اُس گُل کا وصف چشم سُناتا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوشِ صمیم تھا

ہر جگہ جوشِ محبت کا نیا عالم ہوا — آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دل مین غم ہوا
میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا — یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا
موت آئی دردِ فرقت سے ہمین صحت ہوئی — بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا
آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی — بڑھ گیا اور اضطرابِ دل جو رونا کم ہوا
روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر — خلق کو مژدہ ہمارا نالۂ ماتم ہوا
مین ترا ممنون ہون اے گریۂ بے اختیار — جب پڑی ہی بھیڑ مصیبت تو شریکِ غم ہوا
رازداریِ محبت کا مین کیا دعوی کرون — جسقدر محرم ہوا اُتنا ہی نا محرم ہوا
وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطفِ یار کی — بڑھ گئی شانِ تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا
بستے اپنے حال ابتر کے جو محشر مین کھلے — دفترِ اعمال مردم درہم و برہم ہوا
چارہ گر کو لائے ہین احبابِ درمان کے لیے — لو مرا زخمِ جگر بھی قابلِ مرہم ہوا
کیا دوا کی بیٹھ کر پہلو مین اُسکے تیر نے — دردِ دل کچھ گھٹ گیا دردِ جگر بھی کم ہوا
مار ڈالا روزِ اول کی نگاہِ لطف نے — ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا
شورِ محشر بھی ہوا آکر شریکِ تعزیت — دھوم سے میرے دلِ مرحوم کا ماتم ہوا
رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین — صبح کو پھولون سے رخصت صورتِ شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو نہین وہ غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا — کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا
کس طرح مکنونِ دل اظہار کرتا پیشِ یار — آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا
لذتِ شرمِ گنہ تھی کب فرشتون کو نصیب — یہ مزہ چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

غش مجھکو وصل مین نہین آیا تھا ای پری
سرمست بوے گیسوئے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب اُلٹتے وہ رُخ سے کیا
شرم آتی تھی صبا سے لحاظِ نسیم تھا

رنگِ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے
گل کا زمین پہ پاؤن نہ مثلِ نسیم تھا

اُلفت کے دل جلون کو وہان نیند آگئی
خس خانہ تھا کہ طبقۂ نارِ جحیم تھا

کرتا مین دردمند طبیبون سے کیا رجوع
جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامانِ گل کو خود نہ چھوا ورنہ ای امیر
کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیرِ سایۂ امید و بیم تھا
جسدن جحیم تھا نہ ریاضِ نعیم تھا

سوراخ کیون ہی سینۂ گوہر مین ای فلک
بتلا تو ہمکو کون گناہِ یتیم تھا

اُسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر
سارا ظہور جلوۂ شوقِ کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہوا کی خدا نے خیر
مدت سے در نہ کھولے ہوئے مُنھ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا
شاید مرض سے ساز تجھے ای حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آئی تھی در پہ لاش
ہنگامہ کل جو اُنکی گلی مین عظیم تھا

خود کہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا
اصرار قوم سے جو کلامِ کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین
عنوان نامہ آیۂ ذبحِ عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین کہ اُلٹی ہوئی دوا
سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہی کیا مزہ
شیرین تھا قند تک جو کلامِ کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے
دل کو جو خوف جمع عظامِ رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہے آفتاب سے اعجازِ مصطفےٰ
انگلی اُٹھی کہ ماہِ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثلِ سایہ چھٹے پنجتن کے پاؤن
پانچون سوار دنین مین بزیر گلیم تھا

فلک نے افسر خورشید سر پہ کیون رکھا
سُبوے بادہ نہ تھا ساغر شراب نہ تھا

غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ مین کبھی کیا قابل خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
دہان نہین کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہین رہی ہم مین
یہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہے تو کہین خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہین یہ باتین جب اُٹھ گیا وہ شوخ
حضور یار کے منھ مین ترے جواب نہ تھا

کہا جو مین نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منھ قابل نقاب نہ تھا

شب وصال بھی وہ شوخ بے حجاب نہ تھا
نقاب اُلٹ کے بھی دیکھا تو بے نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منھ مٹا دیا انکا
نہین کا اُنکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے
حلال کرنے کو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اُٹھے سو گئے جو پانون مرے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل مین لیتا ہے کروٹین کیا کیا
فراق یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھین نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعائے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہی ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

مین روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اُنکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

میرے زخمونکی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملائک نے کہا
انتظامِ عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ ای سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو مین آبیٹھا مرا ہمدم ہوا

اونچے اونچون کی مرے گل نے مٹادی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ ایسے وقت مین غصہ تمہارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خرد سال
کیا کہون مقتل مین وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ آکر دعا فرقت مین مانگی موت کی
حسرتین بگڑین مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہے مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون تھے میری جان کے دشمن مگر
جو گیا پہلو سے میرے مجکو اوسکا غم ہوا

رہ گئے وہ دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانون مین پھندا لٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکونکا نہین اچھا امیر
چار دنکے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوے کیا کبھی شباب نہ تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہمسے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

اُسے جو شوق سزا ہے مجھے ضرور ہی جرم
کہ کوئی یہ نہ کہے قابل عذاب نہ تھا

شکایت اُنسے کوئی کاہیکو کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا ہمسے پیری مین
ملی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث تھا کسکو وگرنہ اے ناصح
دہن نہ تھا کہ دہن مین مرے جواب نہ تھا

وہ کہتے ہین شب وعدہ مین کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھدیا تہ شمشیر
مین کیا کرون تری قسمت ہی مین ثواب نہ تھا

اُف نکر اے دل زمانہ پیس ڈالے گا تجھے
کھا کے کوڑا اور ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اُٹھ جاؤ گے بزم عیش ہو گی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھے گا تیغ کا پانی ضرور
تا کمر ہے آج کل تک تا گلو ہو جائیگا

بعد مُردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے اے ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آب وضو ہو جائیگا

چھا رہی ہے دل مین میرے اسقدر اے یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خون آرزو ہو جائیگا

چارسُو ٹکراؤن گا سر دیکھ کر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چارسو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چارسُو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوی ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہو گا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

اے تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مُو ہو جائیگا

ہو نہین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

ہون وہ میکش شیشۂ مے کو کرونگا جب مین یاد
ہچکیان لے لے کے بسمل کا گلو ہو جائیگا

میرے قلب صاف کے مُنھ پر نہ آئینہ چڑھے
آبرو مٹجائیگی بے آبرو ہو جائیگا

یاس و حرمان کے اگر جھونکے ہین فرقت مین بھی
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

جلے عیسیٰ ہجر مین ہو گی ہوس جلاد کی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سُنتا ہے یہان اے بُت مری تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے روبرو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑ اے یاس ہجر یار مین
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول اے بلبل نہ پھولون پر دو روزہ ہے بہار
ایک جھونکے مین ہوا سب رنگ و بو ہو جائیگا

سرو قد سے تھی ہاتھ پاؤن کو جنبش | وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثباتِ بحر جہان مین نہین کسی کو امیر
اِدھر نمود ہوا اور اُدھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوئے بتان سے آیا
مین یہ سمجھا کہ ملک باغِ جنان سے آیا

میرے گھر مین جو کوئی اُسکے مکان سے آیا
چیخ اُٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا

اے جرس تو تو نہین قافلے والون سے جدا
تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہے بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون
برہمن پھر طلبِ کوئے بتان سے آیا

شغل رونے کا ازل مین بھی یہی تھا ورنہ
نوح کے وقت مین طوفان کہان سے آیا

خبرِ مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارون مین ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفتیون سے کہو للہ وہ اب کہتے ہین کیا
غش انھین روزۂ ماہ رمضان سے آیا

۶۰

دیکھکر اُس رُخ و گیسو کو مین حیران ہون امیر
شب تاریک مین خورشید کہان سے آیا

مثلِ موسیٰ سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی مین مقامِ گفتگو ہو جائیگا

عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اُڑ کر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبطِ گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہے خیال
سوکھ کر کانٹا نہالِ آرزو ہو جائیگا

ہے اُبل پڑنے کا ڈر کیا دون ترے قد سے مثال
سرو فوارہ کنارِ آب جو ہو جائیگا

ہے یہی رنگِ ستم اُس خالِ عارض کا اگر
مشک کا دل نافِ آہو مین لہو ہو جائیگا

ہے کمی بیشی جو یہ تاثیرِ حسن و عشق کی
ذرّے ہم ہو جائین گے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف اے آئینہ رو
جو تجھے دیکھے گا وہ تیرا عدو ہو جائیگا

اثر ہی گیسو کا یہ تمھارے کہ حرف آگین ہین حرف سارے
ورق ہی دیوان مین جو ہمارے وہ تختہ ہی عطر کی زمین کا

نہین ہی اب ذکر رسم ماضی گنہ کی تعزیر پر ہون راضی
لگائے دُرّہ جو مجکو قاضی کسی کے گیسوے عنبرین کا

خدا سے جبتک نہو شناسا حریم دل کا ہی شوق بیجا
مکان کا تب پتا ملیگا کہ کچھ پتا یاد ہو مکین کا

کہان ہین ایسے نصیب اپنے کہ پڑھ کے مضمون جواب لکھے
اُڑا ئے نامہ کے اُسنے پرزے کھلا لفافہ خط جبین کا

ملا ہی جنکو دل مُصَفّا بُرے کو بھی دیکھتے ہین اچھا
پڑیگا عکس آئنے مین سیدھا ہزار اُلٹا ہو خط نگین کا

جنون کا ہم پر ہے قطع جامہ قبا کہا نکی لباس کیسا
ہمارے بازو تلک نہ پہونچا کسی طرح ہاتھ آستین کا

کس آستانے پہ جا پڑا ہون کہان الٰہی مین جبہ سا ہون
کہ سر اُٹھے ہزار جا ہون یہ ربط ہی سجدہ و زمین کا

کہانکا کعبہ ہی دیر کیسا بتاؤ کوچے کا اُسکے رستا
مین پوچھتا ہون پتا کہین کا نشان دیتے ہو تم کہین کا

امیر گھڑیون رہی خموشی گلے سے آواز تک نہ نکلی
خیال جس رات خواب مین بھی بندھا کسی چشم سرگین کا

ہوا جو پیوند مین زمین کا تو دل ہوا شاد مجھ حزین کا
بس اب ارادہ نہین کہین کا کہ رہنے والا ہون مین یہین کا

اگرچہ پیری مین ناتوان ہین شباب کے کچھ اثر عیان ہین
نہین ہی بازو مین جھریان ہین نشان ہی چین آستین کا

فقط ہی تیرا خیال باطل کہ راستی مین ہو نام حاصل
درست اُٹھے کبھی نہ اے دل جو نقش اُلٹا ہوا نگین کا

کہین مکرر زبان سے کہتا کوئی مخاطب نہین ہی اصلا
ہمارا اظہار غم ہی گویا سوال درویش رہ نشین کا

کھلے ہین ہم استخوان پیکر کہ پوست ہی پوست ہی سراسر
کلاہ کا شک ہی میرے سر پر گمان ہی بازو پر آستین کا

ہزار سجدے زمین ہین ندے کرور زیر زمین ہین مُردے
کھنچے دورویہ زبسکہ نقشے ہوا ورق پشت روئے زمین کا

جہاں نمین ہین داد رس بہت کم ازل سے پامال ہی یہ عالم
کری فرشتون نے خاک آدم سُنا نہ شور ایک بھی زمین کا

ہوا ہے گو مین ہون ہوا ایسا چمن مین گھر کر جو ابر آیا
سیاہ مستی مین ہین سمجھا جہاز ہے آب آتشین کا

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

جو شعلہ بالاے طور چمکا جھپک گئی جس سے چشم موسیٰ
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رُخسار آتشین کا

کیا ہی اُس مست نے کنارا سرور اب خاک ہو گوارا
لہو پیو میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

بھولی باتوں پر نہ بھول آج اُس گلِ تر کی ولا
یکھنا کل اور رنگ گفتگو ہو جائیگا

ب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصدونکا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہین سمجھتے ہین بجھے تمسے جُدا
قصہ یہ یکسو تمہارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویوں سے آتا ہے ہمارے دلکو ربط
رنگ مین یہ رنگ ہو گا بو مین بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے مین لیکر کہان جاؤن امیر
جانتا ہون گل چراغِ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی مجھ حزین کا پتا کہان کوئے نازنین کا
غبار ایسا نہین کہین کا نہ آسمان کا نہ مین زمین کا

یہ طرز وحشت نے رنگ باندھا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہی چاک آستین کا

ہ جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خطِ جبین کا

ہین ہے بلبُل کے خون کا محضر گواہ ہین برگ و بر سراسر
نہین ہی یہ داغ لالۂ تر یہ نقش ہے مہر کی نگین کا

یہ جتنے پتلے ہین ما و طین کے نہ آسمانکے نہ ہین زمین کے
نشان تک مٹ گئے جبین کے کھلا نہ مطلب خطِ جبین کا

زخم محبت ہی جسکا مطلب کدورت اُس دل کی ہو عیان کب
اگر ہی جبتک ہی خم لبالب پتا کہان دُردِ تہ نشین کا

کیا تھا کیون دعائے باطل ہوا تھا اُس تل سے کیون مقابل
سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

بڑھے سلیمان کے جتنے رتبے تمہاری اُلفت کے تھے کرشمے
یہ نقش جبن دلمین جمکے بیٹھے بلند ہو نام اُس نگین کا

کہا نکالا کہ کمانکا شیوہ ثنائے قاتل ہے وقت مُردن
قلم ہوئی ہی بدن سے گردن زبان پہ نعرہ ہی آفرین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپیگا کشتونکا قتل کیونکر
جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دُنیا کہ جسکا صانع نہین ہویدا
ہزار ہا صورتین ہین پیدا پتا نہین صنعتِ آفرین کا

ہوا نہ دشوار جسکو مرنا اُسے گلی مین تھا اپنی دھرنا
نتھا مناسب عزیز کرنا موے پہ دو چار گز زمین کا

اُٹھا جو صفا ایک گلبدن کا تو رنگ پیدا ہوا چمن کا
جو صفحہ ہی برگ یاسمن کا تو خامہ ہی شاخ یاسمن کا

گمان احباب سے ہی شکوہ کیا نہ عرس ایک دن ہمارا
سر لحد ہی ہجوم ہوتا کبھی حسینانِ مہ جبین کا

کون گُل ہے جو رُخِ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گُل ہی جسپہ ہے سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجائے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو قمری پر فدا ہی گُل پہ قربان عندلیب

ٹُوٹکے گُل خود شوق مین پہونچا ہی دستِ یار تک
کس لیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

تولرے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی ای گُل جُدا
مول لے دیکر زرِ گُل دستگر دان عندلیب

شوق مین لالونکے جائے باغ مین وہ گُل اگر
لال ابھی ہو خون گُل مین ہوکے غلطان عندلیب

قابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ بھی دن آئے کہ اُترے تیرے صدقے مین بھی
ای گُل تر دلمین رکھتی ہی یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکنِ شہرِ خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہی گریۂ عشاقِ مضطر کا جواب
سوچ رکھو پھر سوالِ روزِ محشر کا جواب

ور دیا ہو گا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلو نکو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

مُنھ چڑھاتا ہے بیر کیا آئینے مین دیکھ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے رات دن
ایک رحمت اُسکی ہی اِس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اُسکے گھر
غیر کی قسمت بھی ہی میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہوگے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتادین روزِ محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گر سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر ہی پتھر کا جواب

بیزبان ہی گوش یارونکی کڑی کبتک سُنے
ای زبان تو اُسکے بدلے دے برابر کا جواب

اُسنے خط بھیجا جو تجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہلے ہفتاد و دو ملت مجھسے بحثے عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مین نے بہتّر کا جواب

مُنھ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پر
آئنہ ہون مُنھ پہ دونگا مین برابر کا جواب

کس لیے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پاؤنکی خلخال دیگی شورِ محشر کا جواب

لحد پہ منکر نکیر آئے کہ دو کوئی یہ دزد کفن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجھکو مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

ہوئی ہی تقدیر سے رسائی ضرور ہی قسمت آزمائی
کرینگے اُس در پہ جبہ سائی نشان جبتک ہی جبین کا

جو دشت غربت مین کھینچی ایذا بندھا تصور ہمین وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھایا پھر رنگ شہر چین کا

چمن مین غنچہ نہین کھلا ہی وہ گل یہان رات کو رہا ہی
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہی اُسی کے بازوے نازنین کا

اُسی کا پھیلا ہی نور سارا کہان کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارا لباس سے تار مہ جبین کا

حسین جو میٹھی زبان سے مانگین تو جان شیرین بھی نذر لین
ہنسی خوشی سے جو زہر دین تو مزہ ملے ہمکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤنکی جاری
نگاہ مین پھر گیا ہماری حجاب اُس چشم سرمگین کا

بجا ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
اُلٹ گئی صف جو تو نے قاتل اُلٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اُسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اُترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بائے موحدہ

سیکھ کر مجھ نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن مین ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہون وہ عاشق قد و عارض کا جو گلشن سے چلون
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یون پھول بیدردی سے اے گلچین نہ توڑ
سر پہ نالون سے اُٹھالیگی گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو دو اُڑ جائیگی لیکر قفس
خانۂ صیاد مین دو دن ہو مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزان خندۂ گل باغ مین
چاہیے برسائے اب اشکونکا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رُخ رنگین کو اے رشکِ چمن
گل پہ مرتی کس لیے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول دکھلائین جو پریونکا جمال
کیون نہو پھر دم کشِ مُرغ سلیمان عندلیب

عاشق کامل کو وصلت مین زیادہ ہی ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہی نالان عندلیب

مرہ زرد کے عکس سے | ہوئی ساقیا زعفرانی شراب

ہوئے مست دیکھا جو پھولون کا رنگ | پیالون مین تھی ارغوانی شراب

کہان چشمۂ خضر کیسے خضر | خضر ہے مری زندگانی شراب

خضر ہون اگر مین تو جا کر پیون | سر چشمۂ زندگانی شراب

گلستان ہے پھولون سے کیا لال لال | چلے ساقیا ارغوانی شراب

عجب ساقئ گندمی رنگ ہے | کہ پر تو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل داغدار کب

رو دیا ہمارے حال پر ابر بہار کب

اٹھے گا میری خاک سے یارب غبار کب

بیٹھا

مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی | ضر ہوا ب حضور مین یہ

داغون سے دل چمن ہو کرون ضبط آہ کیا | رکتی ہے رو کنے

ناصح خوشی سے کون اٹھاتا ہے بار عشق

ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے منہ ہے | [illegible]

ہمکو ملے کے خاک مین بھی جب ہوئے نہ صاف | جائے گا پھر حضور کے دل کا غبار کب

کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر | بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب

کیا کیجئے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو | مرنے کا میرے انکو ہوا اعتبار کب

مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گرد باد | گردش مٹے گی اے مرے پروردگار کب

محشر مین ایک سے ہم پوچھتے پھرے | آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند | خوش ہو گا انکو کھا کے سگ کوئے یار کب

پھینک دو خط لکھ کے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اُڑ کے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑون بال آئینے مین پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

ہو گیا خاموش وہ بُت بیدہانی سے امیر
یہ نہ تھا کوئی سوالِ جانِ مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلمِ چرخِ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشتِ غربت مین اُٹھا سمجھا یہ مین
کرتی ہے تعمیر دیوانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلے گی وقتِ ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہین برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہون جو مین ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت
پانؤن اُسکا بڑھ کے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکّے نہ اُلجھین میری موجِ اشک سے
خشک مغزون سے ہے مشکل مصرعِ تر کا جواب

وہ کھنچا تھا مین بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہین اُس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اُسکو سخت
کعبہ و بتخانہ مین پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردون کیسی کیسی صورتین
بُت تراشی مین ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبرِ گدا تکیے مین ہر جا گورِ شاہ
ایک گھر اس شہر مین ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نورِ حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری مین دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنجک کی طرح
اُڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہان بادۂ عیش تقدیر مین
پیون مین تو ہو جائے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب

کہان عقلِ برنا کہان عقلِ پیر
ہے بہتر پرانی شراب

لئے گردون نے بنایا ہے اُسی کو مہ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سمِ توسنِ دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ
کہین آئینے سے بڑھکر ہے صفائے تنِ دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو امیر
شمع روشن سے زیادہ ہے فروغِ تنِ دوست

ایک ہے میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشمِ عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چُراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے مرے پر
گر گئے پھول ہر اک نخل سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دلِ شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزنِ دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہے سنگ پر آہن دمِ ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہے ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہے گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضرِ اجل
جادۂ راہ عدم ہوے کمر کی صورت

پڑگئین کچھ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اُڑ گئے جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر بھی وادیِ غربت مین بنے گی اِکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرعِ تر کی صورت

آفت آغازِ جوانی ہی مین آئی مجھپر
بجھ گیا شام سے دلِ شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہی شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

دہنِ یار کی توصیف کڑی منزل ہے
چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نو بہار چمن غم ہے عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
راتدن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارشِ سنگ حوادث ہو نہ کسطرح امیر
آہ ہی شکلِ شجر اشک ثمر کی صورت

برہم نسیم کوچۂ جانان ہے کس لیے
تعظیم کو اُٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہو ترے جوڑے کی بُو سے مست
سونگھے وہ بوے نافۂ مشکِ تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین اُمید قتل
کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجھکو دلِ بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجھکو جانتے ہین فلک کا شریکِ غم
کرتے ہین شکوۂ ستمِ روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اُن کو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہو برہم زنِ دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہو جو ہو دشمنِ دوست

دیکھکر ربطِ گل و خار یہ اُمید ہوئی
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامنِ دوست

مثلِ یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہوجائین
لا کسی روز صبا نکہتِ پیراہنِ دوست

طرفِ کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہے
غور کر دیکھ کہ ہے خانۂ دل مسکنِ دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہو مگر کون سُنے شیونِ دوست

شاخِ صندل پہ ہوا مارِ سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکلِ پُرپیچ بسِ دُشمنِ دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہو
یا گریبان ہو مرے ہاتھ مین یا دامنِ دوست

ہم تو نظّارے سے محروم خدا کی قدرت
آئنہ اور تماشاے رُخِ روشنِ دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی روز ہوا توسنِ دوست

ہو وصیت کہ کفن مجھکو اُسی کا دینا
ہاتھ آجائے جو اُترا ہوا پیراہنِ دوست

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام مے عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہے یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہے حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اس جا تو فقط رات کی رات

چل کے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہے وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہے کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھ کے کچھ کعبے سے بھی ہی عزو شان کوئے دوست
ہین غزالان حرم صید سگان کوئے دوست

کیا زمین پکڑی ہے ظالم نے میان کوئے دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمان کوئے دوست

دور سے آئے ہین ہم اے ساکنان کوئے دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑی سی میان کوئے دوست

کی شفقت جسنے بہو سجادہ میان کوئے دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنان کوئے دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون اسے ترجیح مین
کون ہی مجھ سے زیادہ در میان کوئے دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
قدسیون سے کم نہین ہین ساکنان کوئے دوست

اے فلک واشل نرگس دیر سے ہی چشم شوق
جلد دکھلا دے بہار بیخزان کوئے دوست

جھک گئی گردن گریبان کی طرف جب وقت فکر
نحن اقرب سے ملا ہمکو نشان کوئے دوست

ہی یقین ہو رجعت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہے صدائے پاسبان کوئے دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہوا ہی رضوان انھین
ہین جو مشتاق بہشت جاودان کوئے دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبان کوئے دوست

اے ہما بیفائدہ تونے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کوئے دوست

دیکھون اے واعظ کسے سنتے ہین دل سے سامعین
وصف تو فردوس کا کر مین بیان کوئے دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون جنات نعیم
مین یہ سمجھا ہی یہ قرآن مین بیان کوئے دوست

میرے اشکو نسے جو دریا موج زن ہی راتدن
مردم آبی بنے ہین رہروان کوئے دوست

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اُڑتے ہی ٹوٹے ہوے پر کی صورت

ہوش اُڑے تھے جو اُڑے تھے خبر وصلت سے
نیند کیون اُڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مرا
پتا پتا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اُٹھانے کے لئے
ابھی کھنچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے جو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آما ترے کوچے مین ہی سب مجھے رسم
راہ دیوار بھی دی تھی مجھے در کی صورت

باندھ رکھ کس کے گرہ مین کہ بہت تھوڑی ہے
آبرو ہے جو خدا داد گہر کی صورت

رات دن کعبہ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شب ہجر کرون
منھ چھپا لیا ہے اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ ہیچ جان سے صدقے قاتل
ہاتھ مین تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

وہ تہیدست ہون مذکور تمع کا ہے کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہے تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہے کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اُڑ کے نامہ مرا پہنچیگا خبر کی صورت

سینچ لے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارونکی گذرتی ہے امیر
پانون پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہی ملاقات کی رات
کیا بری بات ہی رہ جاؤ یہین رات کی رات

ذرّے افشان کے نہین کرمک شب تاب سے کم
ہے وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات

زاہد اس زلف مین پھنس جائیے تو اتنا پوچھون
کہئے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

ردیف جیم

آنے سے تیرے یاس ہوئی مجکو یار آج — کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اُٹھا پھر غبار آج — گذرا ادھر سے کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو — نکھرا ہوا ہے رنگ عروسِ بہار آج

قاتل جو یوہین روز ترقی ہی حُسن کی — کل تک ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ہان سچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہے سزا — کل کا نکالتے ہین وہ مجھ سے غبار آج

کل تک تو میرے سائے سے تم بھاگتے تھے دور — بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت سے بعد مرگ بھی آنکھین کھُلی رہین — سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

نظرِ بتون کو مرا امتحان ہے اب — رہجائے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہے تو زخمی ہی محتسب — شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کونسا — کھُدتا ہے تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز [illegible] ب فرقت تو — شب بھر رہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھ قدم — اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان درِ گلشن پہ زار زار — شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

کانٹون نے بے چلا ہے جنون مجکو کھینچنے — باقی رہے گا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک اُنھین بھی صاف مٹا دیگا آسمان — باقی کہین کہین ہین جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھ روک لیا کیا غضب کیا — مایوس ہو گیا دل امیدوار آج

روروکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر — کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت کر رہا ہے جو وہ گلعذار آج — پھرتی ہے باغ باغ نسیمِ بہار آج

ہو نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جُدا — اور ہی کچھ ہین زمین و آسمان کوے دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا — بارہا ہمنے کیا ہو امتحان کوے دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین — دل مین ہو لب تک نہین آتا نشانِ کوے دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین اے امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستانِ کوے دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہے نالۂ دلِ ناشاد عبث — دادرس [illegible] ہ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ — حوصلہ وار لگانے کا ہے جلاد عبث

ایک رنگ آتا ہے یان ضعف سے اک جاتا ہے — رنگ بھرتا مرے نقشے مین ہے بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان — بند کرتا ہے قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا — تجھ مین جوہر ہین یہ اے خنجر فولاد عبث

وہ گل آیا ہے نہ آئیگا کبھی گلشن مین — سرو قد اُٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

دیکھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہے بیداد — دوڑتی پھرتی ہے ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دل مین مرے کیا رکھا ہے — کرتی ہے خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ یہ تاسف سے نہین کچھ حاصل — وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سُن کے دردِ دلِ عشاق یہ کہتا ہے وہ بُت — بندے اللہ کے ہو مجھسے ہے فریاد عبث

بال بال اُسکا گرفتار بلا ہوتا ہے — بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا — کون کہتا ہے کہ تھی محنتِ فرہاد عبث

انبیا تک رہے پابند شریعت کے امیر
ظاہری قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جائے کہین اُٹھکے مار رہزن موج

یہ خوف ہے تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہو رعشۂ تن موج

عبث ہے تجکو قریو بن سے چشم دادرسی
سُنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت
حباب روتے ہین آنکھونپہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ ترسے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہو گردن موج

ڈبو رہا ہے مجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہی احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہے احتیاج

خط عذار یار رقم بے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات قلم کی ہے احتیاج

دل اُنکے کیف مے مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہے احتیاج

اشکونکے ساتھ عشق مین لازم ہو آہ بھی
جو ہو سیاہ اُسکو علم کی ہے احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہے احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہے احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہے احتیاج

کب بھوک مین ہون طالب نان تجسے اے فلک
ہان ہو اگر تو سنگ شکم کی ہے احتیاج

وعدہ کیا ہے اُسنے تو آئے گا وہ امیر
کچھ اُس سے قول کی نہ قسم کی ہے احتیاج

ردیف حائے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
گردشین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دل مین مرے رکھا ہو کیا اے تخم اشک
رنگ پیدا کر زمین مین ل کے دانے کی طرح

پھوٹے گا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہے اسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاق صبح خود ہے شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسۂ لب جان بخش پر کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پر سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اٹھتا ہے کس کی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہو گا لحد پہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کس کا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہو کسے بار بار آج

مکیش ہین زیر سایۂ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئے گا
بیفائدہ ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی مقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی
نکلا ہے پیش خیمۂ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پہ اسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہی دیکھا ہی دیکھئے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

سب جلے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ شعلہ وہ ہے جو نجلائے برق خرمن موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کس کے آنے کا
سر حباب ہے اونچا بلند گردن موج

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت
یہ ماجراے شام ہے وہ ماجراے صبح

صبح شب وصال یہ روتا ہون مین لہو
مثل شفق ہے سُرخ سراپا رداے صبح

شادی کی رکھ اُمید جو غم کا ہو سامنا
بعد سواد شب ہے ظہور ضیاے صبح

مشکل سے ہوتی ہے شب فرقت اگر تمام
ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگاے صبح

صورت شب وصال کی آتی ہے کب نظر
تاثیر ایک دن نہین کرتی دعاے صبح

ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہروش
کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلاے صبح

میرے جنون کا بنجہ خورشید مین ہے رنگ
کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قباے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجئے آنے نہ پاے صبح

ردیف خاے معجمہ

کیا کیا جلا ہے دیکھ کے رنگ شراب سُرخ
غصّے سے ہو گیا ہے رُخ آفتاب سُرخ

ہمرنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح
گل ہو ہزار سُرخ نہو گا گلاب سُرخ

نشّہ جو تھا مین ایک بت سُرخ پوش کا
ہاتھ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سُرخ

ہم دل جلون کا سینہ ہے میخانے کا جواب
وان ہی شراب سُرخ یہان ہے کباب سُرخ

رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال
ساقی رہے نہ کیون مری چشم پُرآب سُرخ

غازہ جو اُسنے رات کو منھ پر لگا لیا
مانند آفتاب ہوا ماہتاب سُرخ

فرقت مین یاد وہ رُخ گلگون جو آگیا
خون روئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سُرخ

قاصد سمجھ گیا مین یہ ایسا ہی قتل کا
شنجرف سے لکھا مجھے اُسنے جواب سُرخ

چھوٹے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگا
یاقوت کی طرح سے ہو دُرّ خوشاب سُرخ

چھپتا ہے نور عارض گلگون سے اسقدر
ہو جاتی ہے سفید بھی اُسکی نقاب سُرخ

اُبھرا جو اُس نگار کا جوبن شباب مین
دریاے حسن مین نظر آئے حباب سُرخ

صورتِ آئینہ اے دل تا کجا دیدارِ رُخ
خاک چھان اب کوچۂ گیسو میں شانے کی طرح

دردِ دل دل تو وہ عاشق کا سُنتے ہی نہیں
اور جو سُنتے ہیں تو سُنتے ہیں فسانے کی طرح

ناوکِ اندازِ نگہ اچھی نہیں یہ تاک جھانک
اُڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوار و تمکو کیا خورشیدِ محشر کا ہی خوف
چھا رہا ہے ابرِ رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل میں تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہی جگر پر تازیانے کی طرح

چشمِ فتّان اُنسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ دکھلائیں زمانے کی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا مٹے
پھونک دے مجکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بیا
دل میں آتے ہو تو آؤ گھر میں آنے کی طرح

ہے جنون اب وہ ہی کھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہی مجھپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہیں اُٹھتا سر اپنا اس لیے
اسمیں بھی کچھ کچھ ہی تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرحِ آشیاں اے عندلیب
ڈالیوں پر کاٹ دیں دن آشیانے کی طرح

وہ کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہیں نشانے کی طرح

دل کو آجاتا ہے یاد سوزنِ مژگاں سے چین
زخم میں اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہیں امیرؔ
حال بیماروں کا سُنتے ہیں فسانے کی طرح

جس دن وہ رشکِ مہر مجھے مُنھ دکھائے صبح
تا روزِ حشر شام نہ ہو اے خدائے صبح

پیرِ مغان کی بزم میں بختِ سیہ کہاں
جنت میں جیسے شام نہیں ہی سوائے صبح

ہنگامہ میکشی کا مناسب ہے گرم ہو
کیا سرد سرد چلتی ہی ساقی ہوائے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روزِ وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہلِ جہان بخیل ہیں ممسک ہیں نحس ہیں
اللہ رے زشتی نہ اُنکا دکھائے صبح

ایسا شبِ فراق کیا ہم نے انتظا
آنکھیں سفید ہو گئیں اپنی برائے صبح

زینتِ محفل ارباب سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونق بزم شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہو آنکھو نمین اگر آتی ہو نیند
رات بھر مردے ہی مردے مجکو دکھلاتی ہو نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہو تو گھبراتی ہے نیند
مانگ کر پلکون کے پر آنکھونسے اُڑ جاتی ہو نیند

دیکھتا ہون اُنکی پلکون کو جو آجاتی ہو نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہو نیند

ہجر کی شب ایک تو یو ہین نہین آتی ہو نیند
اور بک بک سے تر نے ناصح اُڑ جاتی ہو نیند

درد دل لکھتا ہو نمین جب رات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجئے یہ کہانی اب ہمین آتی ہو نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھونکو بندھتا ہو خیال
کرمک شب تاب بنکر صاف اُڑ جاتی ہو نیند

ایکدم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
اے اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہو نیند

جاگتے مین جو فرشتو نکو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسانکو دکھلاتی ہو نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
ہمنشین چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہے نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاق جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہو نیند

غفلتِ پیری ہو اب بھی نوجوانی تک سے تنگ
رات کے [illegible] و جیسے آجاتی ہو نیند

غافلونکو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کو آتی ہے نیند

ڈرتی ہو میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہو تب آتی ہو نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اخترِ طالع کو میرے روز چمکاتی ہو نیند

چشم وا ہی شام سے ہر چند در وا نے کیطرح
یہ ہجوم رنج ہی آنے نہین پاتی ہے نیند

ہمین غفلت مین ہین خوش کسطرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس پڑتے ہین لڑکونکو جو آجاتی ہو نیند

سخت جان ہون ہجر مین پڑتی ہی گر تیغ اجل
یون اُچٹ جاتی ہو وہ جیسے اُچٹ جاتی ہو نیند

[illegible] کیا محفل مین اُسکی جا کے سو جاتے ہین پانون
نرم بستر پا کے کیسے پانون پھیلاتی ہو نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہو نیند

پرتو سے تیرے شان جمال و جلال کے
ہے روے مہ سفید رُخ آفتاب سُرخ

مخمور آنکھین یہ نہین ساقی کی میکشو
بلّور کی پیالیوں مین ہے شراب سُرخ

خونریزیان ٹپکتی ہین قاتل کی وضع سے
جوڑا گلے مین سُرخ کمر مین ہو ڈاب سُرخ

منھدی لگا کے ہاتھ جو دھوئے وہ گلبدن
پانی ہو کیون نہ طشت مین مثلِ شہاب سُرخ

مطلب نہین امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الٰہی شراب سُرخ

ردیف دال مہملہ

کون اُٹھائے گا تمھاری یہ جفا میرے بعد
یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد

ہون وہ نالان کہ ہلتے لیے مرنیکی خوشی
چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد

جتنا جی چاہے بلاؤن مین پھنسا لو مجھ کو
کوئی پاؤ گے نہ مشتاق بلا میرے بعد

ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدین احباب
کہ کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد

شکر ہے کچھ تو محبت مین ہوا رنگِ اثر
تین دن اُسنے لگائی نہ حنا میرے بعد

کون ماتم مین ہے یون دل کا جلانیوالا
گل ہوئی شمعِ مزارِ شہدا میرے بعد

ضعف مین ہو تن مجنون بھی مہ تو لیکن
ہے وہ عالم مین تو انگشت نما میرے بعد

مر گیا ہون مین صنم تیری فراموشی پر
یاد کرنا نہ مجھے بہرِ خدا میرے بعد

تھا وہ بلبل کہ جگر مین مرے کانٹا کھٹکا
چمنِ حسن مین جو پھول کھلا میرے بعد

خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے
نہ جما پر نہ جما رنگِ حنا میرے بعد

تھی مرے دم سے فقط اُسکے ستم کی تیزی
نہ رہے جوہرِ شمشیر جفا میرے بعد

میرے مرتے ہی ملا خاک مین اوج جنون
دشت مین کوئی بگولا نہ اُٹھا میرے بعد

نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اُس نے
یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد

خوشخطون نے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر
یک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آگئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہے کہ ایک زمانہ ہی دس کے گرد

سودائے زلف مین مین عزیز جہان ہوا
کیا مزہ ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہی دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھونکی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کوے بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند کے ٹکڑے کو لکھا مین نے خط شوق
لیجا مرے نامے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین اُس چاہ زنخدان کی ہی تعریف
ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہے بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اُس نے لکھا سچ ہے یہ کہنا تو قسم کو
چل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہے کمر کس کے ذرا باندھ دو پارہ
گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا جو اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اُسکو تو اُس بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

خنجر قاتل نکر اتنا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہی اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہی امیر / خفتگان خاک کی صورت سُلا جاتی ہی نیند

چشم موسیٰ کو رہے برق سر طور پسند / ہمکو اُس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اُن سب مین / تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہی تری زلف سیہ سے کچھ کچھ / کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام / اپنے کانونکو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک / میرے زخمونکو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق / ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین کیون سارے جہان مین اندھیر / شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہی مجھے شعر سے رغبت ایسی / جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی / خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی / آئنے کو نہ کرے وہ بت مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف / یہ طریقہ نہین مجکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر / کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہی یون جہان مین اہل ہوس کے گرد / ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولونکا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش / رہتا ہے پھول والونکا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین درد و غم دل نالان کو عشق مین / یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی وہ بادہ خوار ملامت پسند ہون / ساغر بکف پھرا ہون مین برسون عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو ایذا کشان عشق / مظلومونکا ہجوم ہے فریادرس کے گرد

زوارِ سرزمینِ اُلفتِ لب کا یہ حکم ہے / بیمار بن کے پھریے مسیحا نفس کے گرد

دونون نے نہ درد دل مٹایا — گنڈے کا ہے رشتہ دار تعویذ

کیا نادِ علیؑ مین بھی اثر ہے — چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل — ہے مہر وہ زرنگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ امید تسکین — کھوئے جو تپ خمار تعویذ

پتّان کو جڑ ہماری پہونچی — گاڑا تہ پاے یار تعویذ

حاجت نہین اُنکو نورتن کی — بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے کفا تجھے کو — دیکھا جو سرِ مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کر کسے آپ — ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک ٹلین بلائین سر سے — اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈر ہے تمھین کنکنون سے لازم — لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اسکو سمجھون — کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع ہے امیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے یار تعویذ — لا میرے ہی سر سے مار تعویذ

یان حب کے تو پانچ چار تعویذ — وان بغض کے ہین ہزار تعویذ

ہے مارِ سیاہ اُسکی چوٹی — سن سانپ کا زنگار تعویذ

گھر اُن کے گئے تو ہمنے گاڑے — چارون کونون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو عامل — دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ ہمار — ناحق ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی پرزہ — سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اُسکی جب دیا حکم — سونے مین منڈھے سُنار تعویذ

ہو اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ　　بسملون کو بھی ہی اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

بار اٹھانیکا ہی اُسکے حوصلہ ای جان زار　　اب تلک تجکو ہی زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہے صدا شام و سحر　　اور کرے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھ او نادان کہ پیری کا زمانہ ہی قریب　　کیا لڑکپن ہے کہ کرتا ہی جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سُن کے چپکی لگ گئی　　تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل سے اعمال کب ہین ای کریم　　تیری رحمت پر ہی تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہی تری خاموش ہو　　دل جلونکے سامنے آتش بیانی پر گھمنڈ

طبع شاعر کے زورون پر کرے کیونکر نہ ناز　　سب کو ہوتا ہے جوانی مین جوانی پر گھمنڈ

چار موجون مین ہماری چشم تر کے رہگیا　　ابر نیسان کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والونکی آنکھین آپنے دیکھین نہین　　حق بجانب ہی اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنے اپنے عالم مین ہین مست　　وان نزاکت پر تو یان ہی ناتوانی پر گھمنڈ

تو بھی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون ای صنم　　زاہدونکو ہے بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رخ پر اُسکے ہو نمود　　خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہی عبرت قیصر و فغفور سے　　کیون نہین کرتے ہو اب صاحبقرانی پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آب خنجر جلاد مین　　چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہے قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف دال مہملہ

کیا اروے قضا کے وار تعویذ　　قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

ہو گئی مین ہے مشکبار تعویذ　　یافتۂ روزگار تعویذ

خبر تجکو نہین ہی ای سگِ جانان تعجب ہے   سگِ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر
پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ میری سخت جانی سے   تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

آمیر انجام کا کب دھیان رہتا ہے محبت مین
مسلمان ہوکے ہم عاشق ہوے اک طفل ہندو پر

فقط کہتا نہین مین شعر اُس پر   رباعی اک نئی ہوتی ہی موزون چار ابرو پر

نہین خالِ سیہ جو ہی نمایان اُسکے ابرو پر   نشیمن زاغ نے آکر بنایا شاخ آہو پر
وہ شاہِ حسن تِل بیٹھے تو یہ اوجِ شرف بخشے   کہ صدقے ہو ہما پھر پھر کے شاہین ترازو پر
مرض مین اُسکے گھر جاکر عیادت کا مزہ اُٹھا   دعا ہمنے پڑھی جب ہاتھ رکھکر اُسکے بازو پر
معطر مغزِ جان تک ہو جو میرے داغ دل سونگھے   چمن مین مست ہین کیا بلبلین پھولونکی خوشبو پر
سلام اُس ترک کا لینا ہے ایما قتل کا شاید   کہ رکھتا ہی وہ پیشانی کے بدلے ہاتھ ابرو پر
ہوا مین سینہ زن فرقت مین سینہ کرکے یاد اُسکا   خیال آیا جو زانو کا تو مارا ہاتھ زانو پر
وحشت ہی مجکو وحشیونسے اُنس ہے ایسا   کہ آنکھین دشت مین ملتا ہون نقش پاے آہو پر
خیال ناوک مژگان نے یہ سوراخ ڈالے ہین   کہ تودے کا گمان ہوتا ہے مجکو اپنے پہلو پر
گرے ہیں نہر گلشن مین کبھی دو اشک گرم اپنے   حباب انکو نہ سمجھو ہین یہ تبخالے لبِ جو پر
نہایت تنگ ہی قاتل ہماری سخت جانی سے   کہ تن پر خط نہین پڑتا کوئی اس دست و بازو پر
کیا دلکو جلاکر خاک اپنی ہی وسمہ   بڑی مشکل سے پایا قبضہ اُسکی تیغ ابرو پر
ملے بازو اگر اُس ترک نے دستِ حنائی سے   جمایا طائرِ رنگِ حنا نے رنگ بازو پر
بہت کرتا تھا دم جب سامنے آیا وہ صید افگن   نہ سوجھا کچھ پڑے حیرت کے پردے چشم آہو پر
صدف کی کیا حقیقت ہی اگر ہمین نہ ہو گوہر   نہ کیونکر آبرو ہو آنکھ کی موقوف آنسو پر
بس مُردن یہ بخشی ہمکو رفعت بیقراری نے   چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر
بڑھا جاتا ہے تجھے دیکھ کر سون ناقہ لیلی   سوارا ہی قیس تو بھی کیون نہین ہوتا ہی آہو پر

ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہے
ڈورے کا امید وار تعویذ

کیون رشک سے دل جلے نہ میرا
ہو اُس سے جو ہمکنار تعویذ

چوٹی نے ترے جو سر چڑھایا
ہے صاحب افتخار تعویذ

بازو ے صنم کہان کہان تو
اللہ رے تراوقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت
جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رائے مہملہ

دلِ پرداغ کا مسکن نہین ہی اُسکے گیسو پر
اُگا ہے پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اُسکے قد دلجو پر
گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا
عوض تعویذ کے باندھا ہی اُسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اُس چشم کا مضمون
یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہمنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سر دفور ناتوانی سے
اگر تکیے سے اُٹھتا ہی تو آرہتا ہے زانو پر

اُمید قتل ترکِ چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہے
بڑھا کر دست مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوقِ قتل تھا ہمکو کہ مقتل مین گلا رگڑا
کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بت پندار کی انکو ہو کب فرصت
مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین ڈبایا ایک عالم کو
بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی درد دل زیادہ پھر ساقی مین
اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت نہی ہی مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ
کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھون مین بازو پر

درِ جانان پہ مطلب تھا یہ میرا لغزش پا سے
کہ اس حیلے سے رکھدون ہاتھ دربان کے بازو پر

ابھی سوز دل ہے تو محشر مین جل کر — جہنم اُگل دیگا مجھکو نگل کر

پڑی مجھ پہ ادبھی وہ تلوار چل کر — گئی کس طرف موت کمبخت ٹل کر

نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب — نہ گھٹ کر ہون قطرہ نہ دریا اُبل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک افگن — گڑی میرے دل مین زبان سے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے — قضا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر

جہان مین نہ کی قدر غم جب کسی نے — پشیمان ہوا میرے دل سے نکل کر

رخ اُس بت کا شاید نکلتا ہے پتھر — کہ قدمون پہ گرتی ہین نظرین پھسل کر

جلا تھا مرا دل جو پروانہ آسا — کہا مین نے بھی شمعرو اُن کو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ پہ ہے ہان — مگر تو ہی لے داغ پہلے پہل کر

جو کھینچیگا بھی تیر سینے سے ظالم — تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اُنھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین — گئین آنکھین اُن سے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پاؤن محفل مین کیسے — ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقد جان کیون ہو اے دل — خدا دے جو ہمت تو نذرا چل کر

بشر کیون نہو بیوطن ہو کے مضطر — تڑپتی ہے دریا سے مچھلی نکل کر

وہ بسمل ہون جب ہاتھ قاتل نے کھینچا — گلے پر مرے گر پڑی تیغ اُگل کر

مرا دل بھی آئینہ انجمن سا — دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا — صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوی
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چل کر — دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اُسنے پوچھون مین چل کر — یہ خط تینے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

سہی قد یاد آتے ہیں جو گلشن میں خراماں بھی
بھر آتی ہیں امیر آنکھیں مری قمری کی کوکو پر

کیا قصد جب کچھ کہوں اُن کو جل کر
دبی بات ہونٹھوں میں منھ سے نکل کر

گرا میں ضعیف اُنکے کوچے کو چل کر
زمیں رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر

نئی سیر دیکھو سوے قاف چل کر
سرِ راہ بیٹھی ہیں پریاں نکل کر

اِدھر کی نہ ہو جائے دُنیا اُدھر کو
زمانے کو پیدا نہ آنکھیں بدل کر

وہ کرتے ہیں باتیں عجب چکنی چکنی
یہ مطلب کہ چوپٹ ہو کوئی پھسل کر

وہ مضطر ہوں میں کیا مرے ساتھ گھٹوں [؟]
تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر

یہ کہتی ہے وہ زلف عمرِ خضر سے
کہ مجھ سے کہاں جائیگی تو نکل کر

گلستاں نہیں ہے یہ بزمِ سخن ہے
کہو شاعروں سے کہ پھولیں نہ پھل کر

غضب اوج پر ہے مری بیقراری
زمیں آسماں بن گئی ہے اُچھل کر

پڑا تیر دل پر جو منھ تو نے پھیرا
نشانہ اُڑا دیا ہے کیا رُخ بدل کر

نہ آئیں گے وہ آج کی شب بھی شاید
کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر

چلو وحشیو بزمِ گلزار سے مہکے [؟]
گل آئے ہیں پوشاک میں عطر مل کر

چھپا کب بہت خاک ظالم نے ڈالی
شفق بنگیا خون میرا اُچھل کر

کمر بال میں ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے
جوانی پہ اے ترک اتنا نہ بل کر

حضور اُنکے باتیں جو کیں ڈرتے ڈرتے
کھڑا ہو رہا دور مطلب نکل کر

چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے
ہوئی پردہ ہر بات میں تہ نکل کر

وہ ہوں ژالہ ساں سوختہ بخت میکش
کہ مے ہو گئی داغ ساغر میں جل کر

کہے شعر امیر اُس کمر کے ہزاروں
مگر وہ گئے کتنے پہلو نکل کر

شبِ تار ہو جائے گا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف جوان بھیڑیون مین ہو پل کر

ضعیفونکو ہے باعثِ زیست بستر
کہ تمتا ہے عکس آئنے سے نکل کر

ذرا گرم نظرون سے دیکھے جو ساقی
ابھی مے سے پتلا ہو شیشہ پگھل کر

لگا رہنے دو در سے بیتاب دل کو
کہان جائے بازو سے مچھلی نکل کر

گرین گرم آنسو جو دریا مین میرے
صدف مین گہر پھر ہو قطرہ پگھل کر

عجب خاک تیرہ بھی ناگن ہے موذی
کرے غم ہے بچون کو اپنے نگل کر

مے گرم نے کر دیا گرم ساقی
صراحی بلا کوئی شورے سے جھل کر

یقین ہے کہ پھر جان ہی لین یہ موذی
جو بیٹھین کبھی مثلِ چیچک نکل کر

جو وہ اُٹھ چلے اہلِ محفل تو کیسے
پکڑے سپند اُسکا دامن اُچھل کر

رقیبون سے کیا راہ ہے ڈاکیون کو
کہ دیتے ہین مجکو خط اُس کا بدل کر

وہ مجنون ہون جسکو جو صحرا مین بھٹکون
چراغِ سرِ راہ ہو گھانس جل کر

ابھی جان دیدون جو دے مجکو مٹی
غبار اُس ستمگر کے دل سے نکل کر

اُٹھا اے دل آنکھون سے اتنا نہ طوفان
کنوئین بیٹھ جاتے ہین اکثر اُبل کر

نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے
جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر

چھنکائی لحد گل گرخون کو فلک نے
پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر

مرے آنسوؤن نے مجھے بخشوایا
بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر

کہو میرا مرنا نہ اُس گلبدن سے
مٹا ہے نہ رنگِ حنا ہاتھ مل کر

وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا
گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

جو برسات مین تا در یار پہونچے — بہا نہ کیا خود گرے ہم پھسل کر
توقع ہے دھوکے مین آکر وہ پڑھ لین — کہ لکھا ہے نامہ انھین خط بدل کر
کہین محتسب چونک اُٹھے نہ غش سے — نہ جا بوے مے میکدے سے نکل کر
یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو — دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر
زمین پر نہین پاؤن رکھتا ہی قاتل — کہو خون دامن پکڑ لے اُچھل کر
وہ نیرنگ پرواز ہے عمر انسان — دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر
نکالا جو پیر مغان نے تو غم کیا — بلالے گی پھر دختر رز مچل کر
کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب — جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر
دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا — کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر
پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان — ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر
نفس وار کی ایک جا آمد و شد — کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر
حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین — کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر
وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل — جوان دوڑ کر گھٹنیون طفل چل کر
نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی — جگر دب رہے روک لے دل اُچھل کر
یہ خواہان ہے مثل نگین بے نشانی — نہ جائے کہین نام ہم سے نکل کر
مرے قتل سے وہ مکر کب ہے منکر — خطر کیا ہے بیٹھی ہے کیون ناف ٹل کر
یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت — کسی روز بہ جائے گا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک سائے سے جل کر

نہ جاتا تھا اُس تک کبوتر دہل کر — روانہ کیا روغن قاز مل کر
تھکے مدتون راہ مین جھک کے چل کر — وہ در تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

ہی خوشی مجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
ننگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

تری باتون سے پریرو نہین نالان مین فقط
کھینچتی ہے مرے پانونکی دہائی زنجیر

دخلنے کی طرح وادیٔ وحشت مین ع قبلے
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یادِ گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اُتر آئی زنجیر

ا پری کے گُلِ عارض کا مین دیوانہ تھا
پانون مین پھولی نہ سمائی زنجیر

د خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
موجِ گل آئی تو سمجھا مین کہ آئی زنجیر

اے پری دستِ حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیئے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانون پر انکے گری ہو کے پریشان کاکل
نے پری کو بھی پنہائی زنجیر

پنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجکو
یار نے توڑ کر شمہ

لیجلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھو نہین پانون مین پنہائی زنجیر

اک حسین کا ہون مین دیوانہ تکلف ہی ضرور
نقرئی طوق ہے زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانبِ صحرا گذرا
طوقِ گرداب نے موجون نے پنہائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو اے آہنگر
آہنِ برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ہی جنون پانون ہین مجروح تو گردن مین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جا سے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بیرحمی کہ پانی بنا ہے بیمار پر

جا بجا سبزہ نہین اے دل یہ قصرِ یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سرِ دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا درِ دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سرِ دیوار

جو رہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتو نکا ہے اسی دیوار پر

یہ موے بیت الحزن پر چھائی ہو بوسیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر

آستین سے جو ہوا دست ستمگر باہر / مین یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر
ڈر سے آ سکتے نہین میرے سیہ خانے مین / ماہ و خورشید چلے جلتے ہین باہر باہر
داغ اُلفت مرے دلمین کوئی چھپ سکتا ہو / شمع فانوس کا نور ایک ہے اندر باہر
غیر قاتل سے جدا ہو نہین آتلے یقین / ہو گا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر
کیا ہوا خط کا جو اُس چاہ ذقن پر ہے ہجوم / مور روزن سے نکلتے ہین برابر باہر
شوق ہوتا جو نہ اُس چاہِ ذقن کا رہبر / کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر
ایک گھر مین نہین رہ سکتے ہین یار و انسان / حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ششدر باہر
ہو وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہین زندان مین قدم / غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر
مجمر چشم سے کیون دانۂ اشک آئے نہ تند / کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر
ہون وہ جانباز مین آیا تیرے استقبال / تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر
چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھونکی حضور / اتنا جامے سے نہو کوئی کبھو تر باہر
قاصدی کیا جو خط اُس تیر فلک کو مین لکھون / چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر
شیخ صاحب نے جو رندونکی سُنی ہے آمد / کیسے گھبرا کے پڑے پھرتے ہین اندر باہر
پھون پڑھا تاہی عبث جان بھی دی سر بھی دیا / کب ہوا تجھ سے مین اے ترک ستمگر باہر
بادہ خوارون کا زمانے سے جدا ہے عالم / بھٹیان ہوتی ہین آبادی سے اکثر باہر

رنج سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی اکسیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزارون کو پنھائی زنجیر / رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر
ہے ہمارے دل صد چاک کا عقدہ زلف / شانہ ہو کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر
آج سنتے ہوئی پوری ترے دیوانے کی / ملک الموت نے پانونکی بڑھائی زنجیر
اے جنون مان خدا کو نہ کرے گر مجھپر / عرش ہل جائیگا مین نے جو ہلائی زنجیر

وج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ داغی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہو نہین وہ محروم راحت گر نہ پاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار بھٹ کر سایۂ دیوار پر

ہو بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی ہے چال یکسان راہِ ناہموار پر

ہون وہ طائر لذّتِ غم کب ہوئی پوری نصیب
توپ چنے مین رہ گئے صیّاد سے دوچار پر

اس لیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہون نسبت
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

کرکے گلگشتِ چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اُداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگِ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمھارے سبزۂ رخسار پر

تیزۂ قاتل سرِ بسمل پہ خندان زخمِ تن
کیا اُگا ہے نخلِ ماتم قہقہہ دیوار پر

ای پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اُس ترک کی تجھ پر اسیر
ٹل رہا ہے باز کیا گنجشک کے آزار پر

ہو اگر ناز سے وہ بزم مین رقصان جھک کر
چوم لے پاؤن ترے گوشۂ دامان جھک کر

مرتبہ پیشِ خدا ہوتا ہے اُتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انسان سے انسان جھک کر

خاکساران زمین کا ہے یہ شوقِ پابوس
رہ گئی ہے کمرِ گنبد گردان جھک کر

رفعتِ قصرِ تواضع سے اگر واقف ہون
آئین پھر خانۂ درویش مین سلطان جھک کر

مین وہ عاشق ہون صفاکیش پریرویون کا
ملتے ہین مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو ای ٹھاٹھ سے تجکو اے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سرِ میدان جھک کر

تم وہ لیلی ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنون ہوے شمشادِ گلستان جھک کر

بیڑیان بھی جو کٹین ہون وہ اسیرِ لاغر
پاؤن مین میرے پھنسے طوقِ گریبان جھک کر

سرکشی اہلِ تواضع سے کوئی چلتی ہے
پستِ دروازے سے آملتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گل ہے اگر باغ مین رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخِ گلستان جھک کر

ہو گئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا
کوئی او نادان روتا ہے سر بیمار پر

بے نقاب آؤ چمن مین تم تو ہر برگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھ کے چشم نرگس بیمار پر

ہون وہ بلبل یہ کیا گلشن کو دو نغمون مین ست
دست گلچین پڑ گیا [illegible] خار پر

رکرنے کی نہ قاتل کو ملی گلشن مین با
دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا مین وحشی بے تکلف سوئے دشت
پاؤن بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر

می سے کپڑے زاہدان خشک کے کیا تر کیے
ے کے ہمنے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہی تو ہوا زندان مین جسدم جلوہ گر
ہ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہیں [illegible] ہما
جو کبوتر اڑ کے آ بیٹھا تری دیوار پر

نہین ہوسکے یہ گلشن مین نمو
انگلیان اٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
وار رو کے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

زیر و بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار
ہو یہ طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہو قاتل میرے بالین پر آمیر
موت کو روتے ہوئے دیکھا اسی بیمار پر

لڑتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار پر
روز یارون کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے خود وہ اپنے طالب دیدار پر
ھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھاے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر

شان اسکی ہو کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو بنتی ہو تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

ے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک اس آنکھ کی
بارہا دیکھی رکھے انگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھون کی دکانین ہو گئین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اداسی چھا گئی بازار پر

غنچہ سان مجھ دلا سر بگریبان ہوکر — رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہوکر

روحین کشتونکی گلے ملتی ہین شادان ہوکر — عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہوکر

پتلیان کب تری آنکھونمین ہین ای غیرت حور — دیکھنے آئی ہین پریان تجھے انسان ہوکر

عشق عارض مین مرے تار نظر جاہتے ہین — ہین قرآن مین شیرازۂ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجکو بنایا کانٹا — چشم مردم مین کھٹکتا ہونمین انسان ہوکر

ہوکے محمود مین ہون بندۂ فرمان ایاز — نازپریون کے اُٹھاتا ہون سلیمان ہوکر

ابھی بنتا ہے حجاب اُنکو جو کچھ کہتا ہون — نیچی کرلیتے ہین آنکھین وہ پشیمان ہوکر

جلگیا اُگتے ہی دانا جو مری قسمت کا — اُٹھیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جُدا تمسے تو کیا خاک ہے عاشق مین — جسم پیوند زمین ہوتا ہی بیجان ہوکر

ہو وہ وحشی مجھے نظرون سے گرائے جو جہان — چشم عالم مین پھرون خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک مین ایسا کہ ملا پھر نہ پتا — سیکڑون دانے اُگے خاک مین پنہان ہوکر

گُل ہوا غنچہ تو آواز یہ اُس سے آئی — جمع پھر دل نہین ہوتا ہی پریشان ہوکر

کچھ اُٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر — جلد آ زخمون پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کوچۂ گیسوے سیہ مین جو بہے — جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوا

ہو تماشا جو مرے داغ چمن مین چمکین — جل اُٹھین شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاہتے ہین تری تلوار کے جوہر او ترک — دہن زخم مین جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھین — رہ گئین رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل مین تقاضاے جنون کا یہ امیر — چاک ہو پیرہن زیست گریبان ہوکر

ذرا ایسا مین ہوا بادیہ پیما ہوکر — ذرّہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر — کف پا اُٹھ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

قدِ خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئین انسان
سب سمجھتے ہین کہ گر جاتے ہین ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک مین تعمیرِ حیات
چار دیوارِ عناصر ہوے ویران جھک کر

ہے یہ ایما کہ چلا جاہتے ہین زیرِ زمین
چلتے ہین جو سمِ پیری مین جوانسان جھک کر

کہدو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہو کام
خود نہ پائے گی تجھے شاخِ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرعِ اُستاد یہ ہر وقت امیرؔ
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہو جو یادِ دردے جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کیطرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یادِ زلفِ یار مین جمعیتِ خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

اِن دنون ہوتے ہین یون پیشِ بسیرِ لیل و نہار
یادِ رُخ دن بھر خیالِ زلفِ پیچان رات بھر

کچھ شبِ فرقت نہ پوچھو حالِ اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہو باران رات بھر

بندھ گیا ہے شام سے کس زلفِ افشان کا دھیان
جگنوؤن سے ہے مرے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان چمتا ہو مجھے گریبان سے کیون جیبِ پرجبین
مثلِ شبنم باغ مین ہون تیرے مہمان رات بھر

نیتِ بد ہے تو کارِ نیک سے حاصل ہو کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثلِ نگہبان رات بھر

عالمِ افلاس مین کیا نہ شئی کی احتیاج
ہے چراغِ خانہ اپنا ماہِ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہے شریکِ درد کون
شمع رہتی ہے مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
پھونکتے ہین مشعلین غولِ بیابان رات بھر

آتشِ شوق اور میرے قصہ خوانِ تیز کی
کیون سُنایا ذکرِ بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکمِ حیدر تھی جو آوازِ نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شبِ فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ و پروانہ آسا گردشِ ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشور و نین لکھکے خط احباب کو بھیجے امیرؔ
لیتے لیتے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

دل شکستہ نے اُس بُت کے دلکو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

بہ رنگ سایہ رہا پائمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگ یار کو سلام نیاز
ہُما نے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہوائے بوسۂ لب ہی ہی تو مرگ کے بعد
حباب بن کے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیر مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغ روح اے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہے جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئنے مین یہ ترک
چھُری کو کرتے ہین در پردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد دیتی ہے روئے گوہر پر

صف مژہ کو بھی ہے تاک چشم ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہے نامہ مرا لیکے نامہ بر یا رب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہے یہ نفرت نہ ہاتھ اُٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربت تونگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہی چادر پر

بکھر گئے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہل محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہی تیرے مژگان کی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوئے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزہ ہے ابھی تک زبان خنجر پر

ہوا تونگر اہل دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آب گوہر پر

مین سخت جان وہ کرتا ہو سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجائے اُسکی پتھر پر

ملے جو خدمت آئینہ داری خوبان
تو لات مار دون مین دولت سکندر پر

ہم مریضوں سے یہ اغماض مسیحا ہوکر — کیسے نادان ہنے جلتے ہو دانا ہوکر
لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے — چھیڑتا کیوں ہی مجھے زخم دل اچھا ہوکر
بعد مرنے کے بندھی ہی مرے نالوں کی ہوا — گنبد قبر اڑے کیوں نہ بگولا ہوکر
سرو و گل سے تمھیں تشبیہ میں کب دیتا ہوں — لال آنکھیں نہ کرو آگ بگولا ہوکر
یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر — رہ گیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہوکر
ہالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھیلا — آرہا کان میں اس مہ کے بالا ہوکر
اونچے اڑتے ہیں کبوتر تری ٹکڑی کے غضب — جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر
حسرت دست حنائی میں ہم ایسا روئے — بہہ گیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر
دل حسینوں کی محبت میں لگا ہے رہنے — غرق کر دے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر
دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف — چور ہر دانۂ انگور ہو مینا ہوکر
لیجئے مال امیروں سے فقیروں کے لیے — لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہوکر
آکے وحشت میں جو کہتا ہوں میں سہ جاتا ہے — ناز مجنوں کے اٹھاتا ہے وہ لیلے ہوکر
بید ہیں سینتے ہو تا قم سے جلانا نہ پڑے — خوب دم دیتے ہو مردوں کو مسیحا ہوکر
نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا — تم ہی کہدو کہ رہے پھر کوئی کسکا ہوکر
لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہیں جب بہر شکار — قاف سے آتے ہیں جن آہوے صحرا ہوکر

خرمن جان و جگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھے قدم مرے سر پر — پڑا ہوں صورت نقش قدم ترے در پر
جو ذبح بھی ہو تو احسان رکھو ستمگر پر — یہ ذکر خیر رہے گا زبان خنجر پر
وہ مست ہوں کہ رگڑتا ہوں سینہ خنجر پر — وہ شیشہ ہوں کہ پٹکتا ہوں سر کو پتھر پر
وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف — چھلک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہو ٹھیک ان کے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار ترے بادشاہ وقت
سر پر ہے اُن کے سایۂ بالِ ہُمائے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعائے ابر

مین ہجر یار مین نہ کرون نالے ای فلک
بُلبُل تو ہائے گل کہے طاؤس ہائے ابر

آئی خزان بہار گیی رنگ و بو کہان
چھائی ہے کیا چمن مین اُداسی بجائے ابر

اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مرگیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری ردائے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکّہ ہائے ابر

ہر دامن مژہ مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کس طرح نظر مین ہماری سمائے ابر

خط اس طرح ہی روے کتابی یار پر
کاغذ یہ کاغذی کوئی جیسے اُٹھائے ابر

بیجا ہے میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنے مٹائے ابر

مجھ مست سے بھری ہوئی ہی یہ ہوائے باغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گرائے ابر

برسات مین بھی ہو اگر میکشی کا لُطف
دامن مین زاہدونکے نہ دھبّا لگائے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے اسیر
ہان نیلگون ہی دوش ہوا پر ردائے ابر

ای بت لازم ہی چشم لُطف دولت خواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہوتے ہین اقبالمندونکے مطیع
سایہ کرتا ہے ہُما شہپر سے فرقِ شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کو ہی اختیار
اب گلا میرا دبائے خواہ کاٹے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لین گے بوسۂ عارض نہ اب
شک اگر ہو مہر ہم کر دین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کسطرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین روے ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بناتا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی مشقّت ہوگئے ہم خاک جسکی راہ مین
ای فلک وہ آجتک آتا نہین ہی راہ پر

لیے ہین دفترِ عصیان کو کاتبِ اعمال
یہ مجکو حسرتِ دیدارِ یار تھی دمِ قتل
جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آ بیٹھے
وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار مجھے
ہجوم اشک سے دانتو نکلے عشق مین یہ کھلا
وہ ناتوان ہون کہ آئے جو نیند کا جھوکا

مرے گناہو نکی گٹھری ہے غیر کے سر پر
بسِ فنا نہ چڑھا خون بھی مرے سر پر
ہجوم خلق سے دیوار اُٹھ گئی در پر
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پر
بندھا ہے موتیو نکا پُل یہ آب گوہر پر
تو اُڑ کے مثل پر کاہ جاؤن بستر پر

امیر ظلمتِ عصیان سے رہ گیا پردہ
ی روئے اہلِ محشر پر

سنا کسی سے جو نامِ دوائے دردِ جگر
قضا جو عشق کی ہو ہر طرح ہو نہین راضی
نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہے طبیب
زبان رُک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
یا ہے قسمتِ بد نے عجب مرض مین مرض
ہوئی دوا بھی لکھے عالمون نے بھی تعویذ
کبھی دیکھا نہین کسیکی طرف

تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہائے دردِ جگر
گھٹائے دردِ جگر یا بڑھائے دردِ جگر
کہان سے آئے الٰہی دوائے دردِ جگر
کہان تلک کوئی یارب چھپائے دردِ جگر
کہ جان جلائے یہ ہے انتہا
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے دردِ جگر
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے دردِ جگر
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے دردِ جگر

ہمارے دل کا وہی درد امیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے دردِ جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر خوش آئے ابر
بیکس وہ ہون کہ میری لحد پر جو آئے ابر
مین نالہ درد آشنا سے رعد

پر کھائے آگ کے ہین مجھے لگ ہلے ابر
رو رو کے چادر آب روان کی چڑھائے ابر
ہے کس کے غم مین گریہ بے انتہائے ابر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا
پہونچے جس شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دُنیا بے شرم
رُخ پر اُسکے ہی نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دُنیا کو نجات
کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہے سر پر

دُھوپ مین چل کے دکھایا ہی نیا تمنے فروغ
آفتابی ہے کہ دامانِ قبا ہے سر پر

روبرو اُسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہے سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شبِ ہجر
ترک کھینچے ہوے شمشیرِ جفا ہے سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین وبال
سایۂ بالِ ہُما ابرِ بلا ہے سر پر

سُرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے
خونِ ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہے سر پر

حسبِ ارشادِ نبی فقر حقیقت[له] مین ہی فخر
ابرِ رحمت کہ گلیمِ فقرا ہے سر پر

دشت مین گرمیِ رفتار و بخارِ دل سے
بجلیان پانوٗ کے نیچے ہین گھٹا ہے سر پر

حاملِ کوہ غمِ ہجر ہون کیا راہ چلون
پانوٗن اُٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہے سر پر

کوئے جانان مین گرایا مجھے اِس لغزش پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہے سر پر

میکشو پانوٗن اُٹھائے ہوئے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہے ہوا سرد گھٹا ہے سر پر

محتسب دل سے ہی شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہے جن اُسکے چڑھا ہے سر پر

واعظِ شہر بھی رکھتا ہی کنھیا کا مُکٹ
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہے سر پر

اہلِ دُنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہے سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دوچار
ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دوچار

ذکر اُس مصحفِ عارض کا بھی ہوتا ہے ضرور
جمع ہوتے ہین جہان حافظِ قرآن دوچار

ساکنانِ حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رُخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دوچار

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلگر کپڑے
چاک ہو جاتے ہین رستے مین گریبان دوچار

[له] حدیث ہی الفقر فخری ۱۲ عبد الباری آسی

اُٹھ سکیگا کسطرح مجھ ناتوانسے کوہِ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھ برگِ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو اُلفت نے کیا پیدا اثر
آہ کر اُٹھتا ہے وہ بیدرد میری آہ پر

ہو وہ شاہِ حُسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکہ بٹھلاؤ زرِ خورشید و سیم ماہ پر

دیکھتے کیا ہو دلِ نادان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑی آواز ہے اس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبت مین جو چاہونگا علاج
چرخ سے اُترینگے عیسیٰ سقفِ بیت اللہ پر

ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے بھی میرے گھر مین مہمان بھی ہوئے
یہ عنایت پر عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین مٹ جائینگے یہ مثلِ حباب اب اے امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہو سلسلہ جنبان چل کر
آرہا جو مرے دامن مین گریبان چل کر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
رہ گیا چار قدم سوے بیابان چل کر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گرے لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چل کر

ابر آیا ہے بہت بیٹھ چکے مسجد مین
کیجئے بادہ کشی آج گلستان چل کر

قصد اُس بزم کا کیجے کہ ملے بوسۂ لب
لیجئے مول کوئی لعلِ بدخشان چل کر

جانتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نکر اے کبکِ خرامان چل کر

باغ باغ اُسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرفِ روضۂ رضوان چل کر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجرِ برّان چل کر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک و طاؤس کیونکر ہو پشیمان چل کر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
رو دیئے خوب سرِ گورِ غریبان چل کر

طرۂ دولت کا نشان زلفِ رسا ہے سر پہ
توشۂ حُسن ہے یہ ظلِ ہما ہے سر پہ

جواب خط وہ ادھر سے آیا کہ دل کیا اس آمیز زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھرا وہان سے خدنگ ہو کر

نہ کور باطن ہوا ای برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر — خدا کا بندہ ہے تو بتونکو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر
جو اٹھکے پہلو سے انجمن مین وہ دور بیٹھے ہین مجسے جا کر — تڑپنے درد جگر کی دلکو پٹک دیا ہی اٹھا اٹھا کر
شرر سے کہدو کہ پست فطرت پھنسا ہی کیون مخنتون مین آکر — یہ کیا سمجھ پر پڑے ہین پتھر ارادہ منزل فنا کر
قدم کو لغزش زبانکو لکنت ہی رعشہ ہاتھونکو سر کو جنبش — کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتون مین ہمین پھنسا کر
جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب انجمن تھی — ہوا نہ ہمراہیون سے اتنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر
نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہین ہی کچھ اعتبار اسکا — کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر
بسا ہی طوفان بے ثباتی رواروی مین ہین گرم موجین — ہوا مین ناحق بھرا ہوا ہی حباب دریا مین گھر بنا کر
چمن سے کشتونکا تیرے مدفن یہ لالہ و گل نہین شگفتہ — صبا نے گویا کہ تربت پر چراغ روشن کیے ہین لا کر
نہین ہے کوئی جہان مین باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر — مگر ترے قتل گہ مین لائین مسیح مردے جلا جلا کر
اسی کا ہی رنگ یاسمن مین اسی کی بو یا نسترن مین — جو کھڑکے پتا بھی اس چمن مین خیال آواز آشنا کر
بلا ہی حرص ہوائے دنیا کہ جس سے چکر مین ہین سب انسان — کیا پریشان ان آندھیون نے تمام ذرونکو خاک اڑا کر
جو آئنہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے — خدا نہ منھ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر
سخنورون سے معاملے مین سوائے ذلت حصول کیا ہے — چمن مین غنچے جو ہمسے بلبل تو ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
یہ کسکی تیغ جفا کا یارب ہر ایک لبریز ہی عجب غالب — ہلال کی ہی خمیدہ گردن سپہر چلتا ہی سر جھکا کر
شبیہ مد نظر ہی سکی کہ کوئی پوری نہین اترتی — مٹا دیے صانع ازل نے ہزارون نقشے بنا بنا کر
زمانہ ہی دل جلونکی محفل سپند سے کم نہین ہے اے دل — کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن مین کبھی بپا کر
ہو بزم جانان مین حشر برپا تڑپنا دل کے یہ تھا تقاضا — مگر تری شکلونے روکا اور لیے زانو دبا دبا کر
جواب کچھ بھی نہین ہین اپنا فسونگری مین تمھاری آنکھین — فریب دیتی ہین اک جہانکو نئے نئے شعبدے دکھا کر
ذرا سے کھٹکے نے نیند اڑا دی کہ چوٹ پتھر پہ جب لگا دی — صدا یہ گوش شرر مین آئی کہ خواب سنگین سے چشم وا کر

مجلس گور غریبان نہین رہتی خالی
روز آرہتے ہین اسمین نئے مہمان دو چار

جھانک کر روزنِ دیوار سے دیکھو تو ذرا
در پہ ہین خاک نشین بے سر و سامان دو چار

عاشقِ عارض و لب قید سے چھوٹے جسدم
لگئے دس ہین حلب کو تو بدخشان دو چار

ہون وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہین دل روز مرا
جب تلک طے نہین کرتا ہون بیابان دو چار

رُخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہین سوا
لاکھون ہندو نظر آتے ہین مسلمان دو چار

ہون وہ بسمل مرے زخمونکو مزہ درد کا ہی
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہون نمکدان دو چار

امتحان مردمِ دنیا کا کیا ہم نے امیر
دیو خصلت جو ہزارون ہین تو انسان دو چار

تمھین جو جانا تمھین کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر
دوئی کا وحدت مین دخل کیسا رہے ہمیشہ الگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت زینت ہر ایک زیور بدنکا اُسکے
چُبھا رگِ جان مین مثلِ نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہی ہمارے دلمین ہزار منت سے دردِ الفت
مگر یہ ڈر ہی کہ اُٹھ نہ جائے مکانکی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اُسکے مکان مین رکھون نہین یہ ممکن کہ ہون نہ زخمی
لگائے دُزدونکے بچکو چھرّے ہر ایک رہزن تفنگ ہو کر

جو سخت دل گردشون سے چھوٹے تو پہونچے اور ونکو اس سے ایذا
بدنکو زخمی کرے ہے مقر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبور دریا مین ساتھ میرے ہی میری تقدیر کی بُرائی
بچا ہی کشتی یہ دانت پیسے جو اژدہ پشت نہنگ ہو کر

نہان تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیان تھا جانا کہ سب ہون ماہر
وہ دلمین آئے اُمنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر

بہت فرنگی بچونکی صحبت کا شوق اے حاجیو ہی ہمکو
حرم کو تم سیدھی راہ جاؤ ہم آرہین گے فرنگ ہو کر

کہان طریقِ جنون مین ہمسا ہی کوئی آماجگاہ آفت
چُبھا جو تلوے مین اپنے کانٹا وہ دل پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

غضب ہے انسان ہو مصیبت کے سہوا نسل نے بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے ہم ہین گردش مین سنگ ہو کر

ہوئے تھے ہندو بچونکے عاشق شہید ہونگے کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اُڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اثر نہ جائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک جو قصرِ مسیح بھی دے وہ قبر بنجائے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ مین گل
وہ فصل ہی اب کہ مین کھولون تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کی
نکلی نہین ہی ہوکے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا
کیا بوئے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا
حاجت نہ لیکے جاؤن کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون
قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہوگئے
کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقونکو اب
جب پوچھیے قضا کو ہے اُنکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوئے گلرخان دہر
یارب ہے کس غضب کا فسون اُس حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا
آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس

آتی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر
بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے
لٹکا عجب ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے افعی گیسو کے دل امیر
جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین پہن پہن کے نئے گلبدن لباس
یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرائش بدن
اک روز فرش خاک ہی مسند کفن لباس

کیا کیا بتونکو دہر مین آراستہ کرے
اُترا ہوا جو پہلے ترا برہمن لباس

پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو دے کفن
پہنائے یون لیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی
پہنے نیا اُتارے پرانا چمن لباس

زد کفن کا گور کی منزل مین خوف ہی
اس راہ مین بھی لوٹتے ہین راہزن لباس

ین قیمت مشک خ
پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر
پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجرِ قاتل
ظالم کی کھنچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب جوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمایئے کیونکر مین اُٹھاؤن
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھین تہِ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالبِ دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزشِ مستانہ ہے پیدا
ہین آبِ روان مین تری رفتار کے انداز

کن آنکھون سے دیکھون مین نزاکت رگِ گل کی
پھرتے ہین نظر مین کمرِ یار کے انداز

عیسیٰ مین تری چال ترے ناز کہان ہین
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوئے گلشن
اچھے نہین کچھ نرگسِ بیمار کے انداز

کہتی ہے امیرؔ اُس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسیٰ ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
عمرِ خضر ایسی کہان جانان دراز

ہر مصیبت مین رہی میری شریک
یا خدا عمرِ شبِ ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئی
کرکے دستِ ظلم وہ مژگان دراز

کیون نہ دعویٰ تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہلِ دنیا کی ہوس ہے اے امیرؔ
مثلِ موئے قیدیِ زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون اِس لیے صنمِ بیوفا کے پاس
پہونچا جو اُسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل مرا ہے اُس صنمِ بیوفا کے پاس
جسطرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرمِ کبریا کے پاس

بولا وہ بُت سرہانے مرے آکے وقتِ نزع
فریاد کو ہماری چلے ہو خدا کے پاس

محفل مین وہ زہرہ جبین گرد اُسکے سارے نازنین
گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس

کیا حسن رُخ خال ہی جادو کی وہ تمثال ہے
چاہِ ذقن پر خال ہی زہرہ جیہ بابل کے پاس

مرتا ہون خواب عیش پر بھولون نہ مین قتل اگر
بھیجے مقرر لوٹ کر سر زانوے قاتل کے پاس

سُن جو امیر ایدل کہے تا پھر نہ تو صدمے سہے
ناقص نہ پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یو نہین مرے پیک آہ کی گردش
دُہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش

ازل مین کس نے دکھائی نگاہ کی گردش
کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش

کسی کا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے
پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش

جو گرد باد کو دیکھا یقین ہوا دل کو
اسی طریق سے ہی چتر شاہ کی گردش

بجا ہے تیغ نگہ ہے جو آبدار اے ترک
کہ سان ہے تری چشمِ سیاہ کی گردش

ہزار بار اِدھر کی اُدھر کرے دُنیا
فلک نبا ئیگا تیری نگاہ کی گردش

گلی گلی اسے چکر ہی اُسکو شہر بشہر
کہین فقیر سے افزون ہی شاہ کی گردش

پھنسین گے حشر مین فریادرس جو غافل ہین
بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش

صفِ مژہ کو وہ دیتا ہی جنبش مردم
پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش

تمھاری گرمی رفتار سے یہ بھڑکی آگ
بنی ہے شعلۂ جوّالہ راہ کی گردش

اُٹھاؤ پردۂ رُخ کب سے دوڑتے ہین غریب
کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش

دھوئین اُڑائے زحل سے مقابلہ کرکے
بڑھی رہی مرے بخت سیاہ کی گردش

فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجکو
نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش

بنین گے نہ ورق چرخ پر دوائر داغ
رہی جو یو ہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جلکے پھر آیا
امیر طالعِ مردم گیاہ کی گردش

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو
کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہی عید گاہ مین بھی تماشائے بوستان
کیا لال لال پہنے ہین گُل پیرہن لباس

عریان تنون پہ تیرے ہے اللہ کا کرم
گذرے ہین مدتین نہین ہوتا کُہن لباس

ہے ٹکڑے ٹکڑے یادِ وطن مین دلِ امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجرِ یار مین اپنا جگر ہی دل کے پاس
بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس

تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جائین گے بزمِ غیر مین
دیکھا زحل کو خواب مین ہمنے مہِ کامل کے پاس

لیلی حسین تم نازنین وقتِ سفر اے مہ جبین
ناقہ ہو ناقہ کے قرین محمل ہے محمل کے پاس

ہون وہ گدا ہی مجمع گھر مین ہے خلقِ خدا
گویا کہ نقش بوریا ہے نقشِ حبِ عامل کے پاس

کیونکر نہوا اُس رُخ پہ خط چاہِ ذقن سے خوشنما
سرسبز رہتا ہی بہت جو کھیت ہو ساحل کے پاس

پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان
لٹ گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس

زاہد جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ
لازم تھا کُنجِ انزوا سیخوار و نکی منزل کے پاس

نزدیک وصلِ دلربا دل کو تسلّی ہے بجا
لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس

یہ فوجِ غم اگر رہی اکدم مین ساری لٹ گئی
جتنی متاعِ صبر تھی مجھ خستہ جان کے دل کے پاس

جسمین سما جائین گہر اُس چشمِ تر کے سر بسر
دامن دریا ہی چشمِ تر ایسا کہان ساحل کے پاس

بیمار ہجرِ یار ہون عیسیٰ سے مین بیزار ہون
دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عاقل کے پاس

ناوک فگن شکرِ خدا سینہ ہدف تو نے کیا
پیکان تیرِ بیخطا شل جگر ہے دل کے پاس

جبتک کے ہی سر دوش پر جائیگا کیونکر دردِ سر
صحت کہان عیسیٰ کے گو چلیے کسی قاتل کے پاس

آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین
دو ساحرِ بیباک ہین بیٹھے ہین دونون دل کے پاس

کیا ذکر اہلِ سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر
وہ بھیک دینے کو آگئے ہین کبھی سائل کے پاس

دُنیا سے راحت دور ہی سرکش عبث مغرور ہے
تاجِ سرِ فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس

ہے میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہرے سے حسن کے ہوئے مشتاق یار ہم
سُنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

اے شیخ ہے امیر تو دیدار کا فقیر
سکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زُلفِ سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

درد محبت مین مزہ
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے وردِ زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجائے جو وہ مصحفِ رُخ
ہندؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

خرابی ہین ہم
کس کو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہان سے پُر نے
س پہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

بھی پختہ نہین وہ سیب ذقن
کیجئے کیا طمعِ خام کی حرص

خط نکلا
رین پہ
ب نہ بوسے کی، نہ دشنام کی حرص

عشق نے
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان مین نہانا کیسا
خاک مُردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین
کس کو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص

پھنسائیگی طلبِ عزّ و جاہ کی گردش | بنے گی حلقۂ زنجیر راہ کی گردش
نہین ہے چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش | پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش
جو آئی حشر مین یاد اُس نگاہ کی گردش | زبان بھول گئی دادخواہ کی گردش
مکان یار مین تب دخل مہر نے پایا | تب اُسکے کوچے مین دو چار ماہ کی گردش
کسی کے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کجرفتار | زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش
لگا کے سرمہ نظر اُس نے پھیر لی ہم سے | اثر دکھا گئی بختِ سیاہ کی گردش
کسی کے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان | گدا کے پانوٗن ہین اور کوسے شاہ کی گردش
جو کچھ نصیب مین ہوا ہی ہو وہ ملتا ہے | پھرا ہے سر جو اُٹھاؤن مین راہ کی گردش
خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہو | بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش
یہ مین زمانہ ہو اندھیر میری آنکھون مین | فلک بناتی ہو کیون دود آہ کی گردش
تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر | خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش
[illegible] | مرے نصیب مین لکھی ہو راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ شکل بنگئی ہو امیر
لپٹ کے پانوٗن سے روتی ہو راہ کی گردش

حیوان کو بھی ہو وصل کی اوقات کی تلاش | طاؤس کو ہمیشہ ہو برسات کی تلاش
یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہو | نادان ہو دیکے دل جو کرے ذات کی تلاش
بوسے کی آرزو ہو ہمین مفلسی مین یون | جیسے گدا کو ہوتی ہو خیرات کی تلاش
پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو | بے عقل ہو جو دنکو کرے رات کی تلاش
بجز ذات بے نیاز کوئی یان غنی نہین | عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش
کب بھولتی ہو یاد خطِ و زلف یار انھین | دنرات عاشقونکو ہے آفات کی تلاش
حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین | بندے کو کب ہو قبلۂ حاجات کی تلاش

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہے کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اُسنے ہنس کے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہے مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال مین ہو کس کو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کم سن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہو تو اتنی ہو آسمان سے غرض

ہجوم رشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہو دیر سے ہم کو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون کے کیونکر نہ وقت نظارہ تاب عارض
وہ رو کے روشن ہو مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہم سے یہ انکی بات پوچھے کہان ہے انکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہو مصحف رخ غلاف مصحف نقاب عارض

عیان ہو اعجاز حسن سب پر نہ ہو زمانہ مطیع کیونکر
جمال اُسکا ہو وہ پیمبر جو جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا سے کیسے کیے ہین پُر نور دونون عالم
فلک پہ ہو آفتاب خاور زمین پہ ہو آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہو ایسا کہ ہون مثنیٰ سب تمام اعضا
اُسی کا گیسو جواب گیسو اُسی کا عارض جواب عارض

ہزار خواہش کوئی جتلائے وہ چہرۂ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق مین بھی آئے کبھی اُلٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین مین گلبن تو ہے نامناسب نہین ہے کہنا
ہزار و ہفتاد و یک عدد ہین کیا ہے مین نے حساب عارض

شراب پیکر وہ مہر طلعت گزک کا مستی مین ہو جو طالب
کباب ہالے کی مچھلیون کو کرے وہین التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہے یہ رشحہ رشحہ ہے آب باران
غلط نہین اب خط سیہ پر جو ہو گمان سحاب عارض

ہجو میکش سے ہے لب واعظ پر	دل مین پوشیدہ ہے مے و جام کی حرص

لے گئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اُس زلف سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین تمہارے تیر کے خواص	ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص
مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص	وہ سب ہین خاک روضۂ شبیر کے خواص
حیرت مجھے ملی ہی جو تمکو ملا ہی حسن	دونون طرف ہین ایک سی تصویر کے خواص
دُنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین	ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص
کرتی ہے یہ بھی اُسکی طرح سے مخالفت	تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص
ابرو دکھاکے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار	یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص
ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب	دیکھو تو بیقراری نخچیر کے خواص
اُتری نہ مرکے بھی ترے عاشق کے پاؤن سے	زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص
آتی ہے خاک گور غریبان سے یہ صدا	غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص
بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا ہین جی اُٹھا	تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص
مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی	دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص
کہتا ہے شعر سُن کے کوئی واہ کوئی آہ	کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھ کے شغل نہین ہی کوئی امیر
آجاتے ہین مُرید مین بھی پیر کے خواص

[illegible]

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض	جہان حضور نہین ہمکو ہے وہان سے غرض
تمہارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب	زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض
تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دُنیا مین	نہ کچھ یہان سے غرض ہو نہ کچھ وہان سے غرض

لکھتا ہون فرطِ شوق مین مین بار بار خط — لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط

یقین ہی نہ — لکھے ہین ایک روز مین مین نے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر — ایک ایک پر مین باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورتِ دل کا اگر مین حال — خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسی کو کرے نامہ وہ رقم — جبتک نکالتا نہین اُس کا عذار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا تو کیا ہوا — ڈوبا کہ جل گیا مرے پروردگار خط

لکھا ہے اپنے ہاتھ سے اُسنے یہ نامہ بر — آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اُسکو پڑھو سرہانے — آ جائے یار کا جو دمِ احتضار خط

سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار ہا — پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اُس نے مجھکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

خُلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کرلونگا کچھ انکار نہین — مے کشی سے تو ذرا ہو جو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستونکا ہے رویان رویان — کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلونسے نہ جہنم کا کیا کر مذکور — کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے — تو نے رندون کی اُٹھائی نہین صحبت واعظ

دردِ دل کون سُنے ذکر جو مین کرتا ہون — اور اُلٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان ہوتے ہین — درِ میخانہ نہین ہے درِ جنت واعظ

ہے سے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان — کہین آ جائے تجھی پر نہ قیامت واعظ

تو جو رندونکی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ — رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

رہے ہین ہم محوِ حسن ایسے کہ علم ہو او طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتابِ عارض

نہین ہے ممکن میانِ فانوس ہو جو پوشیدہ شمعِ روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہون گے وجہ حجابِ عارض

برنگِ ذرہ بسانِ شبنم ہزار دیدار کے ہین طالب
دکھائیے آفتابِ عارض دکھائیے آفتابِ عارض

نمود خط سے اگر ہو تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے تمکو صدقہ دینا گہن مین ہے آفتابِ عارض

کہین مہ چاردہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ مہرِ نصف النہار سے سنا ہے ہم نے خطابِ عارض

امیر کی احتیاط ہمنے وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض ثواب عارض عذاب عارض

ردیف طاء حطی

آیا ہے بندھ کے تیر مین مجکو ادھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خونِ جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہین آتا ادھر سے خط

مضمون اسمین ہین کمرِ یار کے رقم
اتنا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح نہ پریشان ہون غریب
اک عمر ہو گئی نہین آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چھٹتے نہ ماہتابی پہ لٹتے ہوے نقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہلِ وطن سے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت ہے یہ بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرطِ سرور مین
اے دل نہ شاد ہو کے لگا چشمِ تر سے خط

انکو غرورِ حسن ہے ہمکو غرورِ عشق
آئے کبھی ادھر سے نہ جائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح نے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا ادھر سے خط

آنسو روان نہین دمِ تحریر خطِ شوق
تحریر کر رہا ہون مین آبِ گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجومِ شوق مین آیا ادھر سے خط

تیرے کہنے سے رند جائیں گے
یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشمِ غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین قحطِ شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی پھسلنے مین بھی آ واعظ

ہجو سے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دختِ رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہون وصفِ مے مین امیر
دیکھون کہتا ہے اس مین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیشِ رخِ پرنور ہے ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغِ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے یہ وہ روشن ہے تو شب بھر
پائے ترے گالونکی کہان جلوہ گری شمع

کس مہرِ درخشانکی طرف دیکھ رہی ہے
بے وجہ نہین ہے تری آنکھونکی تری شمع

پروانون سے ہو ملنا ہے جو رخصت تجھے ہے
آتی ہے کوئی دم مین نسیمِ سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق
سیرت مین ہے دیوانی تو صورت مین پری شمع

جو جل کے ہوا خاک خبر تک نہین تجکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بیخبری شمع

بیچارے پتنگون کے پروبال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیدادگری شمع

سبزہ ترے گالون کا اگر عکس فگن ہو
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی مہ کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے نہ ہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیمِ سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حالِ دل اپنا
سنتی ہی نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

جام مے دیکھ کے جلے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہی سلام
گھر مین اللہ کے رہ کر یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ مستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورونکا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہی شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے محروم مے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہی تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت کے اٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہی موقوف عذاب اور ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ بھی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہو کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہی لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیئے خشت سر خم
کر اٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایکدم ذکر سے اسکی نہین تھمتی ہی زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

مسجد و خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہی زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ مے ہی کیا چیز
نہ بصیرت ہی تجھے ہی نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جلے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

چین پیشانی پر ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہو تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے
میان سے اُسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہو تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
قہر کی چالین تجھے ای ترک سکھلاتی ہو تیغ

سخت جانی نے خجل کس کس کو مقتل مین کیا
اُس سے شرماتا ہون مین اور مجھ سے شرماتی ہو تیغ

بسملون کا جذبۂ شوقِ شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہو کر خود نکل آتی ہو تیغ

آبرو یہ اُلفت دندانِ قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہو تیغ

چاہتی ہو بے مشقت سُرخرو ہو جائیے
قتل ہو جانے کا بیڑا مجھسے اُٹھواتی ہو تیغ

ہو یہ بازارِ جزاے تیغزن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھنچے ہوئے آتی ہو تیغ

سخت عاجز ہو ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہو دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہو تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا
منھ مرے زخمون کا کیون رُک رُک کے کھلواتی ہو تیغ

کیا عروس مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سُرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہو تیغ

ہو پری آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہو
ناز سے آتی ہو اور انداز سے جاتی ہو تیغ

خضر رہ بھی ہو فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہو تو منزل پر بھی پہونچاتی ہو تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آیا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آکے ٹپکاتی ہو تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہو تیغ

مجرمانِ عشق کو کوئی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہو تیغ

بسملون کے خون سے قاتل اسے سیراب کر
دیکھ تو کب سے زبان خشک دکھلاتی ہو تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہو سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجکو دکھلاتی ہو تیغ

تیرے آگے کیا حسینونکا جلے مہ رو چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے نو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جواے گلرو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھر پھولونکی دے خوشبو چراغ

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق	پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع
محفل میں کھُلے بالوں حسین کیا کوئی آیا	بے وجہ نہیں تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہیں امیرؔ اشک جو اس کے تو عجب کیا
ہے سوز و گدازِ غمِ اُلفت سے بھری شمع

میرے دل میں نہیں ہیں ارمان جمع	گھر میں اللہ کے ہیں مہمان جمع
سیکڑوں عیش کے ہیں سامان جمع	پر نہیں خاطرِ پریشان جمع
جوششِ سودا خیالِ خط غمِ زلف	ہیں پریشانیوں کے سامان جمع
آرزو داغ بیکسی حسرت	کیسے کیسے ہیں دل میں مہمان جمع
ہم کوئی روکنے سے رُکتے ہیں	درِ جاناں پہ کیوں ہیں درباں جمع
ایک دل کے ہزار دل ہو جائیں	اس لیے کر رہا ہوں پیکان جمع
ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر	لطف دیں ہوں جو برق و باران جمع
آرزوئیں تری ہیں دل میں بھری	یا پری خانے میں ہیں پریان جمع
اے جنوں کب سے دونوں ہیں مشتاق	آج ہو جائیں جیب و دامان جمع
آج اُٹھیں گے زخمیوں کو مزے	ہو رہے ہیں دہان نمکدان جمع
گر یہی طبع کی روانی ہے	چار دن میں ہے اپنا دیوان جمع

اب ملے گی سخن کی داد امیرؔ
آج محفل میں ہیں سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ	یا پری کہسار سے کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ
جب گنہگاروں پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ	ابرِ رحمت بنکے مقتل میں برس جاتی ہے تیغ
واہ رے شوقِ شہادت ایک پہ گرتا ہے ایک	عمر گذری ہے کہ دم لینے نہیں پاتی ہے تیغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملائے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنائے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہو زیر پائے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ وہ روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہو سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھلائے چراغ

جنون رہا ہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھائے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثون کے جھونکون سے
کہان تلک نہ دامن کوئی چھپائے چراغ

رہے نہ داغ جوانی اسیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف فا

زلفین آئی ہین لٹک کر رخ جانان کی طرف
پاؤن پھیلائے ہین اس کافر نے قرآن کی طرف

گھر سے اٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کی طرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کی طرف

پھول مرجھا جائین شاخون پہ شجر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جاؤن گلستان کی طرف

دل کے اک اک کو رسے ہم دیر تک رویا کیے
لے گئی عبرت جو کل گور غریبان کی طرف

رہ گیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب اے یاس ہو جا میرے ارمان کی طرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے یہ مزہ
دیکھتے ہین چشم حسرت سے نمکدان کی طرف

ہو چکین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان
ہاتھ اب برسون نہین اٹھتا گریبان کی طرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھنا
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کی طرف

کچھ تو تمکو چاہیئے اپنے اسیرون کا خیال
روز آ نکلا کرو دم بھر کو زندان کی طرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کی طرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوئے جانان کی طرف

وقت گریہ یاد گیسو لخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھونمین آنسو ہین ضرور
نور تب دیتا ہے جب روغن سے ہو مملو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہے طعنہ زن
اے مہ تابان ہو گردون پر نکل کر تو چراغ

فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل خوشبو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

گل کے منہدی پانونمین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شب کو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا پتلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

بھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شب کو تصور کس کے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اُس پہلو چراغ

ایک سے ہے ایک کو اس محفل عالم مین فیض
شبکو ہے آنکھونکے حق مین قوت بازو چراغ

اُسکی زلف مشک سا کی لائی ہو خوشبو صبا
مشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم ہے ابروے خمدار یار
کیون نہ کہیے خال روشن کو ترا ابرو چراغ

روشنی اُسکی ہے شب بھر ہے یہ روشن اندنون
کیا چراغ داغ دل کا ہو گا ہم پہلو چراغ

شمع کافوری مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے پر داغ اشکونمین ہین لخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آئے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجائے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پر جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پروا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیائے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا غضب کی چلی کہ ستم بجھائے چراغ

ہوے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

تیغ ابرو و تیر مژگان دونون حامی ہین مرے
ایک سینے کی طرف ہے ایک گردن کی طرف

لاأبالی جب نکل چلتے ہین پھر کتے نہین
بوے گل کب دیکھتی ہے پھر کے گلشن کی طرف

لاکھ اُبھارے وحشت دل کوے جانان سے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کی طرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف
رشتہ جو دام کا ہے وہ ایک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اُترتا نہین یہ زہر
ہے اُسکی موت ہی جسے ڈس جائے مار زلف

چوٹی مین اپنی پھول جو رکھے ہین یار نے
دکھلا رہی ہے طرفہ تماشا بہار زلف

کرتا ہی پھنس کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد
مصروف ذکر مین ہے شب زندہ دار زلف

حاضر ہے میری آنکھون سے لو دامن مژہ
منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوئے بال سوئے دشت
آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سوداگر اپنا دل ہے ٹھکانے ہین اسکے دو
یا سبزہ وار خط ہے وطن یا تتار زلف

گلزار روے یار کی کیا بڑھ گئی ہے زیب
آیا ہے گھر کے اسپہ جو ابر بہار زلف

چھٹ جائین دل غریبونکے ای شانہ کر کمک
گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہے رہرو دل اب کسی طرف
آیا پسند جب سے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی
دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف

اے دل سمجھ کے کوچۂ اُلفت مین رکھ قدم
ڈر ہے نہ کاٹ کھائے کہین اُنکے مار زلف

بہتر کہین یہ قید رہائی سے ہے امیر
ہون پاے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق
ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق
تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

چاہتا ہون وصل اُس سے جو دو عالم مین نہین
مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کی طرف

اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین
شوق دل لیچل ہے مجھے گور غریبان کی طرف

جا کے اب یارونکی تنہائی مین دیکھون گا امیر
لیچلی ہے بیکسی گور غریبان کی طرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اُنکی چتون کی طرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پُرفن کی طرف

سیر دیکھو دل بھی ہی اُس شوخ پُرفن کی طرف
دوست ہو کر ہو لیتا ہی میرے دشمن کی طرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا منکر نہو
وہ چلی تلوار تیری میری گردن کی طرف

اُس رُخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہی خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کی طرف

ہاتھ جب اُسپر اُٹھاتا ہی مرا دست جنون
بڑھ کے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کی طرف

عارض گلگون سے اُلٹی ہی جو اُس گل نے نقاب
بلبلین بے رُخ نہین کرتی ہین گلشن کی طرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل ای چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جو دامن کی طرف

کھینچ لیتا ہی جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کی طرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
ای صبا ہنگامہ کیسا ہی یہ گلشن کی طرف

دونون آنکھون سے ہی میری آبرو برسات کی
ایک بھادون کی طرف ہی ایک ساون کی طرف

ناقبول خلق مجھسا کوئی عالم مین نہین
برق بھی آتی نہین ہی میرے خرمن کی طرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے مندّرے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کی طرف

میرے گھر آتے نہین اچھا نہ آؤ خوش رہو
خاک اُڑتے آؤ گے اک روز مدفن کی طرف

پھول مُرجھا جائین تو مجھ سے نکرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کی طرف

آجتک خورشید کا مُنھ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اُس روے روشن کی طرف

جب مین کہتا ہون دم آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہی کہ مین ہون تیری گردن کی طرف

جب بہت تعریف سُنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے کمرے کے روزن کی طرف

بے سبب سیر شب ماہ نہین ہی یہ امیرؔ
ہو گئے تم بھی کسی رشکِ قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم ہی رہِ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان درِ خانۂ عشق

مرکز خاک ہے دُردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع درِ خانۂ عشق

ہی جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس ہے قندیل درِ خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہی آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم با جوشِ محبت سے ہے میخانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانہ مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہو جائین
ایک اشارہ جو کرے نرگس مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حُسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا مثل سپند
برگ و بر دود و شرر ہون جو لگے دانۂ عشق

عین مستی مین ملے ہین مجھے گوشِ شنوا
سُن رہا ہون مین صدائے لبِ پیمانۂ عشق

آرہے باغ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزشِ مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اُسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح نا کردہ کیے زیب گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہر یکدانۂ عشق

زلف معشوق تنگ گھٹ جائے ادب کا ہے مقام
بڑھ چلین اتنے نہ موئے سر دیوانۂ عشق

سُننے والونکے یہ ڈر ہے نہ جلین پردۂ گوش
کیا سناؤن کہ بہت گرم ہی افسانۂ عشق

خاک درکار ہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہی کوئی دانۂ عشق

کہتے ہین مرگ جوانی جسے سب اہلِ جہان
اپنے نزدیک ہی وہ بازی طفلانۂ عشق

آہ عاشق نے ہوئی غفلت معشوق نہ کم
خواب تھا حُسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ
نہ گرے بادہ جو واژون بھی ہو پیمانۂ عشق

لہ [illegible]

غمزے حورون کے اُٹھاتے ہین کوئی
آپ کے ناز و ادا کے عاشق

منھ نہ دکھلاؤ سُناؤ آواز
کان اپنے ہین صدا کے عاشق

پانوئن رکھتے نہین بالاے زمین
تیرے نقش کف پا کے عاشق

ان جفاؤن پہ وہی ذوق وفا
ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق

تجھ سے روٹھے نہین ای تیغ جفا
ناز کرتے ہین ادا کے عاشق

شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم
گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق

منھدی ملواؤ نہ تم غیرون سے
رنگ لائین گے حنا کے عاشق

دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے
ہم ہین محبوب خدا کے عاشق

رغبت اب دل کو ہے یون جانب غم
جیسے معشوق کو تا کے عاشق

رات دن ہوتے ہین اُس بت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مُردون مین کمر کے عاشق
نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ اُدھر کے عاشق

ہو وہی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو
کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق

جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین
کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق

برہمن دیر سے کعبے سے پھر آئے حاجی
تیرے در سے نہ سرکنا تھا نہ سرکے عاشق

آنکھ دکھلاؤ انھین مرتے ہون جو آنکھون پر
ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق

چھپ رہے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح
توبہ کیجے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق

بے جگر معرکۂ عشق مین کیا ٹھہرینگے
کھاتے ہین خنجر معشوق کے چرکے عاشق

تجھکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو
ہم ہین تنہا اسی اُجڑے ہوئے گھر کے عاشق

کیا ہوا لیتی ہین پریان جو بلائین تیری
کہ پریزاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق

بیکسی درد و الم داغ تمنا حسرت
چھوڑے جاتے ہین پس مرگ یہ ترکے عاشق

دورانِ سر کے ساتھ ہی چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

ہو توف شمع پر نہین کچھ سوزشِ درون
جس پر گری یہ برق جلا سر سے پانون تک

ادنی یہ خارِ وادیِ وحشت کی ہی خلش
ایک آبلہ ہی جسم مرا سر سے پانون تک

میری نگاہِ شوق کی اللہ ری گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہے خبر
زیور مین غرق رہتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوئے ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہی ادا سر سے پانون تک

زلفِ دوتا سے آپ ہی الجھن مین اُنکا دل
گھیرے ہی دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہر بہن سے گذر گیا
فوارہ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شبِ وصال نہ کیونکر نگاہِ شوق
گھیرے ہوے ہی اُنکو حیا سر سے پانون تک

جب مین نے فکر کی ترے دانتونکے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچ جائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاکِ شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہی آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اُٹھتا ہی ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اُن کا قاصد
گئے کیونکر پیمبر لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین بے مے
چلو لے کر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہی مجھ پہ صیاد
خبر پہونچے نہ اُسکی باغبان تک

طور پر کہتی ہی یہ شمع تجلّی کی زبان
سُرمۂ حسن ہی خاکستر پروانۂ عشق

طالبِ درد ہو اس درجہ مرا طائرِ دل
ٹوٹ پڑتا ہی یہ جس دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہی مرے حسن
ہی مرے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چُگے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہی نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہی یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جس روز نہ پروانۂ عشق

جلد آ جاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آ جائین نہ حورون کے تمھارے مشتاق

دلِ صد چاک بھی چلمن ہی کسی کمرے کی
سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونے کا انھین حکم ہوا ہی نرگسِ یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

تہ و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

استخوانو نکلین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہما و سگِ محبوب تمھارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمھارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو کھل کے زلف سا سر سے پانون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہ کے دیکھتی ہی قضا سر سے پانون تک

رُخ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اۓ صنم ہی نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین ہمنے گل ترے چھلّون کے اسقدر
خالی نہین ہی جسم مین جا سر سے پانون تک

گنڈا نظر گذر کا پہنائیگی آپ کو
قد ناپتی ہی زلفِ رسا سر سے پانون تک

دلکش وہ مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم زار
مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دو آتشہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

اگر ائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون نہو دلِ بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اُس گلِ تر کی جواب خندۂ گل
تبسمِ نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہو گا حساب و کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منھ پر
کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول اے صیّا
پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورتِ شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سرِ بلبل ملے وہ منصف ہون
بھرون مین اُس مین لبالب شراب خندۂ گل

سراپا نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہو بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موجِ شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ تجھے اللہ نے دلِ نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نہ جانتی تھی صبا یہ کہ ہو گی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اُٹھاتی نقاب خندۂ گل

ذرا نہین کسی بلبل کو ہوش صورتِ مست
غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیئے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہو گلشن مین جان بلبل کی
یہی ہے صبح تیغ خوشاب خندۂ گل

پر توِ رخ سے ترے ہی جو منور محفل
ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھ کر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنون کو لے آ
عطر مجموعہ سے ہو جائے معطر محفل

رشک پروانہ ہین ہم تم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

آئے نظر نہ عالمِ غم ہو اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل

سمجھی نہین ہے اہلِ صفا کے خمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی اُستخوانِ دل

کیا آنسوؤن نے پردۂ اُلفت کیا ہے فاش
آنکھون سے آشکار ہے رازِ نہانِ دل

کرین گے یاد ہم دُرِ دندانِ یار کو
اسطرح موتیون سے بھرینگے دہانِ دل

ممکن نہین کہ وہم کسی کا پہونچ سکے
کوسون ہے لامکان سے بلند آستانِ دل

مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر
روشن مری زبان سے ہے میرا بیانِ دل

دو ٹکڑے ہو ابھی جگر بوالہوس امیر
کھینچون جو معرکے مین مین تیغ زبانِ دل

گل وہ رُخ نازک ہے پسینا عرقِ گل
شبنم سے ہے لبریز کٹورا طبقِ گل

بلبل کا قفس چھائے کبھی پھولون سے صیاد
اس رخ پہ بھی جا ہے پھولے شفقِ گل

تا زیست تھا بیمار کو عشق رُخ رنگین
ہو غسل و کفن کو عرقِ گل ورقِ گل

اُس روئے کتابی کا ہے ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش ہوگا سبقِ گل

ہے فصلِ خزان مین بھی وہی رنگِ بہاران
گل سینۂ بلبل مین ہے داغِ قلقِ گل

کس سے رُخِ رنگین کا سنا ہم نے فسانہ
گل کان ہوئے کان کے پردے ورقِ گل

کب خار اُلجھ سکتے ہین دامانِ صبا سے
گلشن کی قلمرو مین ہے نظم و نسقِ گل

آہون نے کیے لختِ جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورقِ گل

آمد ہے یہ گلزار مین کس کی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبقِ گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار ہے اب تذکرۂ ماسبقِ گل

تحریر کرے وصف رُخ اُسکا تو ہے لازم
کاتب خطِ گلزار مین لکھے ورقِ گل

زیبا ہے کہون جو فلکِ خاک چمن کو
پھولی ہے عجب موسمِ گل مین شفقِ گل

پائیگا امیر اُس رُخِ گلرنگ کا بوسہ
بلبل کے سوا کوئی نہین مستحقِ گل

شمع محفل مین ہی پروانے ہین گرد سر شمع — کیا تکلف ہے کہ محفل کے ہی اندر محفل
ہم ہین پروانۂ دل سوختۂ بزم خیال — شمع رویون سے یہان گرم ہی شب بھر محفل
سر فروش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک — جمع کرتا ہی ہمیشہ ترا خنجر محفل
اُسکے بھڑکانے سے برہم ہوئے یہ غیر امیر
شمع کیا ہمیہ ہوئی دست بہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل — تب ہم نہ رہے وفا کے قابل
ہی خوف سے سارے تن مین رعشہ — اب ہاتھ کہان دعا کے قابل
آئے نہ مجھے دیکھنے اطبّا — جب مین نہ رہا دوا کے قابل
بوسے مرے دل پہ پیسکر دانت — یہ دانہ ہے آسیا کے قابل
کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئنہ ہے جلا کے قابل

ای دل مجھے بیشِ جہلا بات سے حاصل — خالی ہی مکان حرف و حکایات سے حاصل
تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرتِ واعظ — کیا اور ہے مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل
پتھر ہے ترا دل مین کہون حالتِ دل کیا — کعبے مین جو بُت ہو تو مناجات سے حاصل
ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذّت — جس رات کا وعدہ نہو اُس رات سے حاصل
روتا ہون لہو بھی تو مجھے مَی نہین ملتی — کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل
ظاہر مین دیا بوسہ تو کیا دل ہی مکدّر — نیّت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل
تقدیر مری تو نہ بدل دیگا دعا سے — ای شیخ پھر اس کشف و کرامات سے حاصل
قسمت مین جو مے ہے وہ بہرکیف ملیگی — پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل
پہچانتے ہین اہلِ سخن خوب سخن کو
خاموش امیر اپنی مباحات سے حاصل

فراہم ہوئے اسدرجہ سوم مین میرے
بن گئی غیرتِ بتخانۂ آذر محفل

ہجر مین چار ادھر چار اُدھر روتے ہین
جس طرح ماہ محرم مین ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گمان ہوتا ہے
لعارہی ہی یہ ترے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جسمین گل وشمشاد نہو
لطف دیتی نہین بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہی تمہاری ٹھوکر
یون اُلٹ جائے نہ مثلِ صفِ محشر محفل

لیکے نالون کے علم ہم بھی ضرور آئین گے
ہو گی جس روز محرم مین ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلین سوئے عدم
شمع سان دیکھ چکے دہر مین شب بھر محفل

شمع فانوس مین پھولے نہ سمائی ای گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

ہل گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذر اُس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیرا
کیجئے چودھوین تاریخ مقرر محفل

فرقت یار مین ماتمکدہ ہے ہر محفل
... برابر محفل

عجب شمع کی صورت دلِ قاتل نہ جلے
بسملون کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل

چاہیئے آئنہ رویون کا بھی مجمع ہو جائے
کیجئے جل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجسے ہو غیرون کو لگائے رکھو
رمین خلوت ہی ہے جمع ہو با

کس پری رو کا تصور نہین دل مین اپنے
جع رہتی ہے اس آئینے کے ا:

سب مکانون سے جُدا پیر مغان کا ہی مکان
کی ہی الگ شہر سے باہر محفل

پری حسن سے تیرے ہی جہان کی رونق
جسطرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

پر دل ہے نہ افشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی

ہر دل سوختگان روزِ الم ہے شبِ عیش
چشم پروانہ مین آتشکدہ ہے ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اُدا
محفل آرا نہ ہو کوئی تو ہے ابتر محفل

بوے گلِ فردوس آمیر اپنا ہے مژدہ
سرکا جو ذرا تختۂ مدفن تو نہین ہم

ہوے جو رنگِ وصلِ یار مین ہم
اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

ہو گئے مُردہ ہجرِ یار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اُسکو لائین گے خاک قابو مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روزِ محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دُور پہنچے ہوائے یار مین ہم

حضرتِ دل جو تم ہو پہلو مین
مر کے بھی رہ چکے مزار مین ہم

وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
تو یہ سُست ہین بہار مین ہم

پیش رُخسارِ یار خار ہین گُل
ایک دو کیا کہین ہزار مین

قاصد آیا ہے پر نہین پاتا
گم ہوے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک مُلک ہر دیار مین ہم

زلف و رُخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہم پہ وہ کرلین
ہین امیر اُنکے اختیار مین ہم

موا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہمین اُسکی خبر نہین معلوم

مکانِ دل مین ہی کس کا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی ہی کہ گھر کی خبر نہین معلوم

کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہی زمین ہی کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اُس فتنہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہی کہ میدانِ حشر ہے قاتل
یہان کسی کو کسی کی خبر نہین معلوم

ہوا شہیدِ تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبلِ گلشن تو نہین ہم
ای ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دلکو جو بچاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

خالق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

خط دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

ذلت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین نہ پہونچے
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہی قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

ہٹجائینگے ہٹکے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبارِ سُمِ توسن تو نہین ہم

سو بار کہین گے ارنی طور پہ جاکر
کیا سمجھے ہین موسیٰ ہمین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کی طرح پائی ہین آنکھین
پر قابلِ نظارۂ گلشن تو نہین ہم

سینے کا دیا حکم تو بولے دہنِ زخم
سلواتے ہو کیون قابلِ سیون تو نہین ہم

موسیٰ سے یہ کہدو کہ بہت بڑھکے نہ بولین
کچھ نابلدِ وادیِ ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہانِ مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گلِ سوسن تو نہین ہم

غیرونکے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
ای دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا نالہ کشی کی ہمین بت دیتے ہین ترغیب
نسان ہین ناقوسِ برہمن تو نہین ہم

کرتی ہین یہ طنز اُنسے خطِ سبز پہ آنکھین
کچھ پیر ہین خضر مین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اُنکا ہی جو زندان مین یہ سمجھین
زندانیِ تاریکیِ مدفن تو نہین ہم

بے سنتِ احباب یہان قبر ہی روشن
محتاج چراغِ سرِ مدفن تو نہین ہم

نازسے نازہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اُٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہی آمیر کے عفوِ گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
تو لو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمتِ جہان
لپٹی ہوئی ہی برق گلیمِ سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہُوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مُدت ہوئی بھرے ہوے آنکھونکی پُتلیان
صورت تمھاری پھرتی ہی ابتک نگاہ مین

نکلا نہین ہی خط ترے عارض پہ حُسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی ضرور ساتھ رہے تیرے ای فقیر
ڈوبے نہ قلزمِ کرمِ بادشاہ مین

پے قصد بدسے بھی کبھی ہوتا ہی کارنیک
شب کو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیرین دوڑی آتی ہین آغوش راہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ پرتو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہی مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہی چاہ زنخدان کی چاہ مین

بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہی کون
ماہی مین فلس ہی تو کلفِ جرم ماہ مین

ہی نقش دل پہ صورت توحید ای امیر
ہون محوِ ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پردۂ گردِ نگاہ مین

کیا ہو ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل | لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم
شب وصال ہون بوس و کنار سے محروم | دہن کہان ہو کدھر ہے کمر نہین معلوم
پڑا ہے ... قاتل پر | کدھر کو اڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم
شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہین | کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم
ادھر کو منھ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید | یہ کس کا گرم ہی بازار ادھر نہین معلوم
جو کل تھے ساتھ گئے آج کس طرف یارب | کسی کا حال کسی کی خبر نہین معلوم
خضر ہو راہبری ہی ثواب ای زاہد | کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم
ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث | یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم
جہان مین اب نظر آتا ہی رات دن اندھیر | فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیرے جور و ستم اٹھائین ہم | یہ کلیجا کہان سے لائین ہم
جی مین ہی اب وہان نہ جائین ہم | دل کی طاقت بھی آزمائین ہم
نالے کرتے نہین یہ الفت مین | باندھتے ہین تری ہوائین ہم
اے لب یار کیا ترے ہوتے | لب ساغر کو منھ لگائین ہم
دل مین تم دل ہی سینہ سے خود گم | کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم
آب شمشیر یار اگر مل جائے | اپنے دل کی لگی بجھائین ہم
اب جو منھ موڑین بندگی سے تری | اے بت اپنے خدا سے پائین ہم
زندگی مین ہے موت کا کھٹکا | قصر کیا مقبرہ بنائین ہم
توبۂ مے سے کیا پشیمان ہین | ابر و دیکھکر گھٹائین ہم
دل مین ہی مثل بزم و آتش | جو گھٹائے اسے بڑھائین ہم

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہی آئنہ
قرآن ضرور چاہیئے دستِ گواہ مین

اُس ترک کجکلہ پہ اُٹھین کیون نہ اُنگلیان
اندازہ ماہِ نو کا ہے طرفِ کلاہ مین

دیکھو جاکے آنکھ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اُٹھ گیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہی راہ مین

اعضا تمام صوم مین رہتے ہین روزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرۂ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہی اس بارگاہ مین

ہی راست رو وہی جو ہے دینِ رسول پر
ہوتی ہی کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالنے
پرتو اگر پڑے ترے دانتون کا چاہ مین

یون روئے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہو جائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دونون پاؤن ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطعِ راہ مین

نشّے کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین
یا چند سرخ پوش مکانِ سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین ہی دادخواہی کیا کرون
کس کے آگے جاکے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو دے نہ تکلیفِ حکومت ای ہوس
چار دن کی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

میرا محضر خون دیکھ کر
سوچتا ہی اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھوتے دھوتے آنسوؤن سے ہو گئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچا دیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی یہان تجھ سے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھ سے کہا
اب تری آنکھو نہین دم ہی کم نگاہی کیا کرون

ترک لذّت سے جدائی مین زبان ہی آشنا
بادۂ صاف و کبابِ مرغ ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہی پہونچ جاؤن مین اب کعبے مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہی الٰہی کیا کرون

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین
یہ نجم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین

وہ توڑا سے فلک ہی مرے تیر آہ مین
چاہون تو رخنے ہون سپر مہر و ماہ مین

سمجھے سریر و تاج کو کچکول و بوریا
ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین

آہ اُس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو
بنجائے ماہ میم جو مل جائے آہ مین

سایہ پڑا اگر مرے بخت سیاہ کا
یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین

افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو
مے بیچئے تو چل کے کسی خانقاہ مین

آئے نہ بے حیا کو یہ ہو رات وصل کی
کیا کام غیر کا ہو تری جلوہ گاہ مین

دیوانہ تیرا آتا ہی لرزان ہین اہل شہر
تمکی دھاک سے ہی تزلزل سپاہ مین

کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند
پھولونکی ہمکو آتی ہی خوشبو گیاہ مین

اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد
ہی ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین

ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا
پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین

زلفونکی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمکین
بجلی تڑپ رہی ہی یہ ابر سیاہ مین

کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم
دُنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین

تو نے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر
دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین

اُترے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے
لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہو آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین

ہین شوخیان بھی جو تمھاری نگاہ مین
بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین

محراب اُسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز
پہونچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین

فریاد کس سے تیرے سوا ہی اجل کرین
ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

ضعف کا پاس کرے دست جنون کیسے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہی اگر طالب مقصود تو مٹ جا اے دل
نفع تیرا ترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھ سے رضوان کے اُسے بھی ہو نصیب
ذلتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص بجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اُسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

رُوا برو پہ ہے منھ لال ہی چتون ہی پھری
آج اُنھین اور ہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہی بدخشان مین شفق پھولی ہے
سُرخ جب ہونٹھ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر ملتے ہین غلطان اُسے حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہی زلف اُس رُخ روشن کی طرف
بط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کُنہ باری کو پہونچ جائے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئنہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آتے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

بڈھے مین سے نہین کاوش ہے حسینون کو امیر
چھیڑ پریون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اُسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے تھے رُخ اُمید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اُسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سُنکے حال دل عشاق کو اِس کان سے وہ
صاف اُڑا دیتے ہین اُس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اُنکی پھری رہتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہی جو تو غیر کی دانائی کی
پھر وِہ منھ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

کل گیا تھا پیش زاہد سوچتا ہون دل مین آج — خدمت پیر مغان مین عذر خواہی کیا کرون
فرض کردم آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک — چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کاہی کیا کرون
وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہے امیر — پیش خالق ادّعاے بے گناہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب اُن پری سے راہین حیر — سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین
نخل کے چہرے پہ میدان صاف خط نے کیا — کبھی وہ شہر تھا ایسا کہ بند راہین تھین
فراق مین ترے عاشق کو جاکے کل دیکھا — کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین
گوے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پر — سرون پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین
ہزارون لوٹ گئے کل اُٹھی جو وہ چلمن — خدنگ موے مژہ برچھیان نگاہین تھین
کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ — وگرنہ ربط کی اُس سے ہزار راہین تھین
یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین اب دل سے — کبھی فلک سے بھی اونچین ہماری آہین تھین
جگر مین ہجر کی کل چھچھ رہی تھین کچھ پھاسین — اگر جو غور سے دیکھا تری نگاہین تھین
پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی — انکھین مین پھیر تھا دیکھی ہوئی جو راہین تھین
فلک کے دور سے دُنیا بدل گئی ورنہ — جہان بنے ہین یہ میخانے خانقاہین تھین
یہ ضعف ہے کہ ہلنا گران ہی قدمون کو — سُبکروی مین کبھی انکو دستگا
رُباعیان مری چوگوشیہ کُلاہین تھین
حسین نزر کے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر — غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اُسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین — ل ہی واقف ہی جس ارمان سے ہم دیکھتے ہین
داغ سے بڑھ کے نہین دل مین کسیکا جلوہ — گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین
ہو پری تو نہین پریون کی مگر خو تجھ مین — نس تجکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

اُس دل کا مبتلا ہون جو دکھتا ہو داغِ عشق
پروانۂ چراغِ حرمِ خدا ہون مین

کشتہ کیا ہی مجکو محبت کے جوش نے
مذبوحِ خنجرِ نگہِ آشنا ہون مین

اعضائے تن کو یکہو زخمون کا اشتیاق
آہن ہو تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کہتی ہو ہر پلک تری زُلفِ دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نجانا بلا ہون مین

رُسوا ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بے خطا ہون مین

زندہ کیے ہین مین نے دلِ مُردہ سیکڑون
فیضِ سخن سے عیسیٰ معجز نما ہون مین

مقتل ہو میری جان کو وہ جلوہ گاہِ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہو تیری قضا ہون مین

لذّت ہو آبِ تیغ مین آبِ حیات کی
زندہ بسانِ خضر ہون گو مر چکا ہون مین

مانند سبزہ اِس چمنِ دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ اُسکے اکثر لگے ہوئے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوئے ہین

کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
پُتلی کی سان پر یہ خنجر لگے ہوئے ہین

نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرون کے مُنھ پہ بھاری پتھر لگے ہوئے ہین

کیا دیکھے عاشقون کے وہ داغدار سینے
پھولونکی کشتیون مین زیور لگے ہوئے ہین

یارب ہو کسکی آمد جو شہر مین ہے شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوئے ہین

چاہی جو مین نے عُجلت بولا بگڑ کے قاصد
اُڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوئے ہین

کیا حالِ دل سُناؤن جاسوس اُس پری کے
آواز میری سُننے در پر لگے ہوئے ہین

نامے وہ باری باری عُشاق کے پڑھین گے
عُجلت سے کچھ نہ ہوگا نمبر لگے ہوئے ہین

مین جانتا ہون بلبل جو ہی تری حقیقت
اِک مُشتِ استخوان مین دو پر لگے ہوئے ہین

بڑھتا ہو آبرو مین کیا آنسوؤن سے میرے
کون ایسے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوئے ہین

ہو حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے
یہ اشتہار اب تو گھر گھر لگے ہوئے ہین

شکل آئینہ بنایا ہی ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہی کہ جلتے مین ہی ناگن کے یہ مَن
زلف اپنی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہمارے لیکن
تجھ پہ قربان اسے جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہی کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید ای دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہی کہ شاید ہی تمھارا عاشق
تنگ ایمان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہی جام جہان مین ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہی کرین ہاتھ کلائی سے قلم
جب لگ اُسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہو گیا بس کچھ بس مین کہ اب غیرون کو
جھانک ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

عشق داؤ دسے آہین جو ہوا ہو مم تو کیا
دلکو پانی ترے ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دور بینی کہین کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف سیر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ گلیم گدا ہون مین
تنہا ہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت نما ہون مین

واکردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے اپنے کہے عاشقون نے سب
وہ بت بگڑ کے بول اُٹھا کیا خدا ہون مین

ای انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے
نقشے ہزارون مٹ گئے ہین تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھ کر نہین مگر
اتنا کہونگا ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

اُفتادگی مین اُس نے نہ سمجھا جدا سے مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

محنت یہ کی کہ فکر کا ناخن بھی گھس گیا
عقدہ یہ آج تک نہ کھلا مجھ پہ کیا ہون مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین
ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین

جا پائی خط نے اُسکے رُخِ بے نقاب مین
سورج گہن پڑا شرفِ آفتاب مین

دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین
محشر کے دن نہلائے گئے آفتاب مین

رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین
یا پھول بھر دیے طبقِ آفتاب مین

تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا
کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین

وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ بھی مجھے
کردے جو کوئی بند مکانِ حباب مین

حاجت نہین تو دولت دنیا سے کام کیا
پھنستا ہے تشنہ دامِ فریبِ سراب مین

مثلِ نفس نہ آمد و شد سے ملا فراغ
جبتک رہی حیات رہے اضطراب مین

سرکش کا ہی جہان مین دوران سر مآل
کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین

چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع
کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین

دل کو جلا تصور حسن ملیح سے
ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین

ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان
موذی کو پال کر مین پڑا کس عذاب مین

اللہ رے تیز دستی مژگان رخنہ گر
بیکار بند ہوگئے اُنکی نقاب مین

چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے
شیطان ہی پردہ ورکہ ہین مہدی حجاب مین

کچھ ربط حسن و عشق سے جائے عجب نہین
بلبل بنے جو بلبلے اُٹھے گلاب مین

چومے جو اُسکا مصحفِ رخ زلف مین پھنسے
مارِ عذاب بھی ہی طریقِ ثواب مین

ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہم
اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین

فرقت مین میرے دل کے ڈرانے کیواسطے
مشعل ہے برق کی کفِ دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اُس نے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہی اُسکو جو ہی پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پائے موج کو فش حباب مین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہون کے اُس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین
کہتا ہے حُسن مین نہ رہون گا حجاب مین

بے قصد لکھدیا ہی گلہ اضطراب مین
دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین

بجلی چمک رہی ہی فلک پر سحاب مین
اب دُخترِ رز کو چین کہان ہی حجاب مین

اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین
گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین

مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب
ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین

اے برق تو ذرا بھی تڑپ کی ٹھہر گئی
یان عمر کٹ گئی ہی اِسی اضطراب مین

ملنے کا وعدہ منھ سے تو اُنکے نکل گیا
پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنس کے خواب مین

دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہاک کے چار
تھے نیند مین پڑا اُنہین دھوکا حساب مین

قاصد ہی قول و فعل کا کیا اُنکے اعتبار
پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین

ترغیب میرے قتل کی دو اُنکو ہمدمو
ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین

کیا آہ کی ہوا سے ہوا ہل گئے جو دو
اُٹھتا مزہ جو بند نہ ہوتے نقاب مین

سمجھے ہین دلمین کیا جو یہ گلرو ہوا مین ہین
مہمان چار دن کا ہی جوبن شباب مین

سمجھا ہے تو جو غیبتِ پیرِ مُغان حلال
واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین

خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ
قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین

کام آئی کیسی ظُلمتِ عصیان بروزِ حشر
سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین

دیکھا کیا جو دفترِ آفاق بعد جمع
ہم سے پہلے ہو گئے نظری انتخاب مین

منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے
ہی یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

دامن مین اُنکے خون کی چھینٹین پڑین امیر
بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

پروا نہین جو آنے پاتے نہین ہم شب بھر — ہم خواب مین تمھاری محفل کو دیکھتے ہین
کیون منھ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر — خوش ہوتے ہین سخی جب سائل کو دیکھتے ہین
لیلی کو دیکھکر جو بیخود نہین ہوئے ہین — ناقے کو دیکھتے ہین محمل کو دیکھتے ہین

دُنیا امیر ساری ہے محفلِ مشائخ
دیتا ہے جان اُسپر جس دل کو دیکھتے ہین

شمشیر ہے سنان ہے کسے دون کسے ندون — اِک جان ناتوان ہے کسے دون کسے ندون
مہمان اِدھر ہما ہے اُدھر ہے سگِ حبیب — اِک مشتِ استخوان ہے کسے دون کسے ندون
دربان ہزار اُسکے یہان ایک نقد جان — مال اِس قدر کہان ہے کسے دون کسے ندون
بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب — حیران باغبان ہے کسے دون کسے ندون
سب چاہتے ہین اُس سے جو وعدۂ وصال کا — کہتا ہے اِک زبان ہے کسے دون کسے ندون
شہزادی دخترِ رز کے ہزارون ہین خواستگار — چپ مرشدِ مغان ہے کسے دون کسے ندون
یارون کو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب — ششدر وہ جانِ جان ہے کسے دون کسے ندون

دل مجھ سے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
اِکتا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحرِ حسن کا یون ہے مرے دل مین — روان رہتا ہے دریا جسطرح آغوشِ ساحل مین
ہوائے زلفِ جانان نے نہ چھوڑا مر کے بھی پیچھا — قیامت مین بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل مین
شرابِ سرخ شیشے مین نہین ہے یار اے ساقی — بھرا ہے خون بسمل یہ گلوے مرغِ بسمل مین
تمنائے شہادت مین نہ مرکر بھی ہوئی راحت — تڑپ کر خلد سے پھر آرہا ہون کوئے قاتل مین
ترا خالِ ذقن دیکھا تو ہمکو یہ خیال آیا — فرشتونکی جگہ ہے قید زہرہ چاہِ بابل مین
کیا جوہر نے مجھے جسمِ مکدر کر رہ بر ہ آیا — بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دستِ قاتل مین
رہِ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا — تری تلوار کا دم آگیا ہے تیرے بسمل مین

ساقی سپیدہ وقت ہی بزمِ شراب مین
دیتا ہے بھرکے مے قدحِ آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہی فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکشِ دہر کیا کرے
شُعلہ ہی کب دھوئین کیطرح پیچ و تاب مین

دُنیا بھی دین ہی جو ہو لذّت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہ ہو جبن شراب مین

مُردہ جو اہلِ دل ہون تو زندہ اُنھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہی بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہی نہانے سے اُنکو عشق
شاید ہے نقش حُبّ کا اثر نقشِ آب مین

خط اُسکے روئے صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھو بعد مرگ بھی سیرے گلے پہ تیغ
طاقت ہی جذب آب کی مُردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجز مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہی مرغِ کباب مین

پروا نہین ہی ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکانِ خراب مین

لکھا ہی مین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

میخانے مین جو آئے تو ناصح رہے خموش
دم مارنے کی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبتِ رندان سے کیا امیر
عالم کبھی نہ رہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دُور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگائین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوقِ نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہی عینک
آنکھین ہین بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اس کے تڑپنے پر / قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل میں

بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے ای دل / جہاں آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل میں

دہان زخم نے کس کس مزے سے اسکو چوسا ہے / لب شیریں کی لذت ہے زبان تیغ قاتل میں

جدا ہوتی نہیں گردن سے قاتل زور کرتا ہے / زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل میں

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اڑا او بے ادب مجنون / خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل میں

کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون ہے / چھکایا ایک پیمانے سے تو نے سب کو محفل میں

لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اسطرف تمنے / قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوئے بسمل میں

اجازت چاہتی ہے کس سے پروانوں کے آنیکی / اکڑتی ہے عروس بیگی کی طرح جو شمع محفل میں

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اسکا شوخی پر / الٰہی تیز بجلی سی چمکتی ہے مرے دل میں

امیر اسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھیں ہوں / ہی گل ہو گلستان میں وہی ہے شمع محفل میں

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہیں / شوق دیدار میں آنکھوں سے حباب آتے ہیں

شک آنکھوں میں مرے گرم شتاب آتے ہیں / شہسواران عدم پا برکاب آتے ہیں

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہیں / جوش کیا کیا ہمیں ہنگام خضاب آتے ہیں

پی کے مے جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے / اڑ کے منھ تک صفت مرغ کباب آتے ہیں

اسطرح مجلس زہاد میں جاتا ہوں میں / متقی جیسے سوئے بزم شراب آتے ہیں

بیخبر دیکھ کے مردوں کو یہ کہتی ہے زمیں / جو یہاں آتے ہیں مست مے خواب آتے ہیں

جو تہ گنبد تسلیم و رضا بیٹھ رہے / لب سے انکے سوالوں کے جواب آتے ہیں

سم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار / تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہیں

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہیں دور / موت کے انکو پسینے دم خواب آتے ہیں

موت آتی ہے کہ آتی ہے سواری انکی / کئی جلاد بھی ہمراہ رکاب آتے ہیں

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملے بعدِ فنا مجکو
فلک میرا بھی حق ہی کچھ زمینِ کوئے قاتل مین

یہ کسکی نوک مژگان کا تصور آنے والا ہے
کھٹک جاتا ہی اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کو جاہل نہین پر قابل صحبت
طلب ہوتا ہی کب طاؤس بہرِ رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوقِ قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہور ہا ہی کوئے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھون مین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے ای صیاد اتبک بیقراری ہے
کوئی رگ رہگئی ہی کیا گلوے مرغِ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہی ایذا نہوا اُسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دستِ قاتل مین

ہزارون قیس مشرب ساتھ پھرتے ہین بیابان مین
مرے دل مین خیالِ یار یا لیلیٰ ہے محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغِ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون سے چبھو جاتے ہین وہ نشتر مرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شبِ فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہی چاہِ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہونچا ہون میدانِ شہادت تک
جمانے دے قدم اے درد پہلو کوئے قاتل مین

عروسِ مرگ تیری تیغ کا منھ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکلجائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی ای ترک اتنی جان باقی ہو مرے دل مین

امیر اتبک نہین کھلتے جو اُنکی تیغ کے جوہر
توقف کیون ہی کیا منہدی لگی ہی دستِ قاتل مین

کسی زہرہ شمائل کا تصور ہی مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہی گذر خورشید منزل مین

قدم رنجہ تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائے گا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

پھبیگی خوب ای قاتل غضب کا رنگ لائے گی
منگائی ہی جو منہدی پیس اُسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروائے جنت ای گلِ خوبی
نہایت پائی ہمنے بے نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہو تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلیٰ ہی محمل مین

دوئی اٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بت آئین سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

حرص و ہوا کو حدِّ جہان سے نکال دون — دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

ہفتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آیئے — امیدوار رحمت گاہ گاہ ہون

رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا — فارغ جو اس سے ہون تو کبھی عذرخواہ ہون

غیر از چراغ غول نہین کوئی پیش و پس — تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہون

تاب و توان نہ مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش — شکل آدمی کی صورتِ مردم گیاہ ہون

کہتا ہی روئے یار یہ خطِ سیاہ سے — تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موئے کمر نے کیا مجھے — پنہان نگاہِ خلق سے مین مثلِ آہ ہون

دست کشادہ ہے سبب تنگی معاش — دریا دلی سے اپنے مین محبوس چاہ ہون

اس قلزمِ جہان مین سفینہ ہے میری ذات — سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہی فرق سرِ مو مرا سخن — گویا زبان خامۂ صنعِ الٰہ ہون

مدِ نظر ہے صاحب جوہر کا مجکو حفظ — مثلِ نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسولؐ کا ہے اگر بارگاہِ حق
مین بھی امیرِ خاک درِ بارگاہ ہون

خیالِ لب مین ابرو دیدہ ہائے تر برستے ہین — یہ بادل جب برستے ہین لب کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ چشمون مین ہی اب آبرو اپنی — بھرے بیٹھے ہین دیکھین آج وہ کس پر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین — بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آہین کبھی ہین سختی ایام سے نالے — ہوا چلتی ہی بجلی گرتی ہی پتھر برستے ہین

جہان ان ابروؤن پر میل آیا کٹ گئے لاکھون — یہ وہ تیغین ہین جھکے ابر سے خنجر برستے ہین

لبِ شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر — کہ گویا کوہکن کی قبر پر پتھر برستے ہین

چھلکے بہتے ہین سر سے جوش پر ہی رحمتِ ساقی — ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی — زہے بارانِ رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم انھین یاد
جن حسینون کے تصوّر دمِ خواب آتے ہین

غیر منھ پر نہ چڑھے کھنچتے ہین ہم نالے
کیوا ابلیس ہٹے تیر شہاب آتے ہین

سوزشِ دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین
اشک منھ پر صفتِ اشک کباب آتے ہین

ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر
ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین

راتین وصل کی یاد آتی ہین اڑ جاتے ہین ہوش
غش پہ غش ہجر کی شب مین دمِ خواب آتے ہین

یہ قضا ہو کہ ادا آپ کی سبحان اللہ
صف الٹتی ہو جو مسجد مین جناب آتے ہین

نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال
صبح کو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین

کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی
تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین

عملِ بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین
گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین

یون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آ ہی گیا
خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین

دھیان بیجا ہی بطِ مے کی ہم آوازی کا
ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین

پانون تھکتے ہین کوئی ہجر جہان مین انکے
سر اٹھائے ہوے جو مثل حباب آتے ہین

جوشِ وحشت مجھے ہر سال بناتا ہی جوان
بہار آتی ہو ایام شباب آتے ہین

ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ
لوگ کعبے مین پئے [illegible] آتے ہین

حالِ افلاک دلِ صاف مین آئینہ ہے
ایک قطعے :

دھیان بندھتا ہو جو اُس عارضِ و گیسو کا امیر
متصل لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

عینک ہون خواہ آئینۂ دل سیاہ ہون
جیسا ہون پیش چشم ہون پیشِ نگاہ ہون

یا وصف بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون
سرمہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون

منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر
بولے زبان تیغ کہے مین گواہ ہون

گر دینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابر سیاہ ہون

چلو امیر چلو تا کجا اقامتِ دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسیٰ کو خطر ہو شوقِ برقِ طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین

روزِ حشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین
بھاگ کر ڈوبے گا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارون کی ہو ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرفِ گلی ہے مجلسِ فغفور مین

ہم ہون یا موسیٰ ہون کوئی دیکھ سکتا ہو اسے
پردے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین

کیا تماشا ہو اسے سمجھے ہین غافل جلتر نگ
جامِ چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہو شاخِ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکاے یہ عبرت پکاری بار بار
ہوشیاری شرط ہو غافل شبِ دیجور مین

نزع کے وقت آدمی سے ہل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بُت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بُت خدا سے ڈر کے سنگِ طور مین

گھر بنایا ہو یہ کس کا قصرِ تن ہو بے ثبات
چھو نکنی ہو خاکِ عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا نجانو یہ بڑا مکا ر ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہو تلاشِ حور مین

منزلِ مقصود کی مستونکو دکھلاتی ہو راہ
خضر بن بیٹھی ہو سبزی دانۂ انگور مین

اُنسے کہتی ہو حیا اتنا جو میرا پاس تھا
نور بن کر چھپ رہی ہوتی نگاہِ حور مین

محتسب کے لاکھ لاکھ احسان کر خوشے کی طرح
کانکر مستونکے سر لٹکا دیے انگور مین

ہو اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظلِ دامنِ شاہِ ابو المنصور مین

پھکتے ہین اعضا یہ گرمی ہو تنِ محرور مین
جا بجاے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا لطف اور ہو اس حور مین
ہو زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہو خیالِ عارضِ پُر نور مین
ڈوبتی ہو میری کشتی چشمۂ کافور مین

غضب کا ابر خون افشان ہوا ہر تیغ قاتل بھی
رواں ہی خون کا سیلاب پلکون پر برستے ہین

سمائے ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھون مین
اگر پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان نم آمیز آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی اُدھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ ملکے پانوٗن مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

موے یہ بھی لحد اپنی ہے تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان انکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

مزے بتون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کی تڑپ تا و بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بیقرار کرتے ہین

تن مرے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہی مراد دل نہ دامن مے خوار
بہار مین یہ کیون داغدار کرتے ہین

مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ کھینچے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے آن حسینون کو دی ہی اور ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

صاف دل ہین قرابت کا کچھ خیال نہین
جو ہمکو پیار کرے اُسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مُردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی تو ان سے جو کرتا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اُڑاتے ہین تیغ کے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہو اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارہ کہ نقش و نگار کرتے ہین

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہین — کہ تیرے کوچے مین مشتِ غبار ہم بھی ہین
کہو کہ نخلِ چمن ہمسے سرکشی نہ کرین — نہین کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی ہین
ہمارے آگے ذرا ہو سمجھ کے زمزمہ سنج — یہ اک نغمہ سرائے ہزار ہم بھی ہین
کہانتک آئنے مین دیکھ بھال ادھر دیکھو — کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی ہین
شراب منھ سے لگاتے نہین ہین اے زاہد — فراق یار مین پرہیز گار ہم بھی ہین
ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری — قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی ہین
ہما ہین گرد مری ہڈیون کے آٹھ پہر — سگ آپ کے کہتے ہین امیدوار ہم بھی ہین

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم یہ ساقی کے
امیر مست نہین ہوشیار ہم بھی ہین

چار ابرو ہین ترے حسن مین بہتر چارون — کیا رباعی ہو کہ مصرع ہین برابر چارون
تس گلِ ترکا مین کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے — سبز نکلے چارچمن گوشۂ چادر چارون
ایک دم حکم خدا مجکو فراموش نہین — دل پہ لکھے ہین سماوی ہین جو دفتر چارون
کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہے آج — دم مین ہوجائینگے اک جا دمِ محشر چارون
ہاتھون پانونکا بھروسا تھا سو وہ بھی ترِ خاک — ہوگئے مجھسے جدا وائے مقدر چارون
ابرِ مژگان کی شبِ ہجر جو بارش ہے یہی — گھر کی دیوارین گرلے گا مقرر چارون
زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقتِ نثار — گرد پھرتے ہین ترے باندھ کے چکر چارون
تندرستی کی کہان فرقتِ جانان مین امید — حدّ اصلاح سے اخلاط ہین باہر چارون
حق تو یہ ہے کہ ہین تیرے درِ دولت کے گدا — خسرو و قیصر و دارا و سکندر چارون
خاک ہین لعل و زمرد ہون کہ یاقوت و عقیق — ہون غنی میری نظر مین ہین یہ پتھر چارون
بطنِ مادر بغلِ گور مکان باغ بہشت — اپنے بندونکو خدانے یہ دئیے گھر چارون

ہے امیر احمدِ مرسل کے جو ہین چار وزیر — چار یاری ہون مجھے ہین وہ برابر چارون

چاہتا ہی ایک دم مین طی کرے ہستی کی راہ
آج ایسی آگئی طاقت ترے رنجور مین

اپنی طاعت کی جزا چاہے جو خالق سے بشر
چاہیے محنت سے اجورہ دے کفِ مزدور مین

جمع مال انسان تو کیا حیوانکو کرتا ہے تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور مین

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہین ای باغبان
بادہ کش ہین پڑ رہین گے سایۂ انگور مین

مین اگر چھولون خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہر غنچے مین جیسے نیش ہے زنبور مین

سچ ہی اہل درد سے ہوتا نہین رونے کا ضبط
اشک رہتے ہین لبالب دیدۂ ناسور مین

کشتگان عشق سے کہتی ہی تیغ حسن یار
شربت دیدار کا چشمہ ہے کوہ طور مین

ساقیا کیون دمبدم یہ خشک وہ شاداب ہے
خون تن مستون کا شاید بھر دیا انگور مین

سچ ہی انسان کو مصیبت مین خدا آتا ہی یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہی دل رنجور مین

میری بزم عیش مین رویا ہی یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہین باقی تن طنبور مین

داغ سے ہی سینۂ پرسوز عاشق کا فروغ
گردۂ نان آئنہ ہے خانۂ تنور مین

داغ الفت کھائیے جاتی جوانی ہے تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اے دل شب دیجور مین

رات دن مین لاکھ بار اٹھ اٹھ کے رہجاتا ہی یہ
درد شاید قید ہی میرے دل رنجور مین

عیب سلطان کیا ضرورت ہی رعیت مین بھی ہو
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور مین

ترک کر لذت اگر چاہے جہان مین عافیت
شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور مین

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور مین

سینۂ پر درد مین کیا روح کو آرام ہو
کون سو یا چین سے ہمسایۂ رنجور مین

کیسے موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ تھے خلوت سرائے طور مین

ہٹاؤ آئنہ امیدوار ہم بھی ہین
تمھارے دیکھنے والون مین یار ہم بھی ہین

تڑپ کے روح یہ کہتی ہی ہجر جانان مین
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی ہین

رو نہ رسوائی سے نادم ہوکے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشتۂ خون ایسا ہی بہتا دور تر کا ہین اگر
روز عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہی شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہے گر ہوائے ظلم کر مجکو شکار
جب لگٹین گے پر مرے تب لگیگے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہی دہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہی مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
ہے خطائے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اُس ستمگر نے لگائے اسقدر
رہگئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازون کو امیر
خم نہین آتا ہی صحبت سے کمان کی تیر مین

ہی یہ بیمہری کا چرچا دور چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملاکر شیر مین

قصۂ غیرون سے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
چل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آہ بنتی ہی مرے دل مین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی جو مجھ کج دار گون طالع کی ہے
شاید اُلٹا قط لگا تھا خامۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی ہر مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دینا کچھ سفیدی بھی مری تصویر مین

کیجئے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجئے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہوتی ہی نالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

ای جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلی کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوق رحمت کھینچتا ہے سوئے رحمت ای کریم
جانتا ہی تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھیں ابروئے جانان سے جب روئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہم نے موتی دامن شمشیر مین

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ جو بارِ دگر کہون

طولِ شبِ فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوئے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین ہے مجھے کس کی خبر کہون

اے اہلِ دیر و کعبہ مین غماز کچھ نہین
جو اس طرف کی سُن کے کسی سے ادھر کہون

سُنتے ہین آپ سارے زمانے کا دردِ دل
کہیئے تو مین بھی قصۂ سوزِ جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفائے قلب ہو آئینے کی طرح
کیون مُنھ پہ صاف صاف نہ عیب و ہنر کہون

ــــ علیل ہے حسن تماشا کا
بڑھ کر کہون تو جلوۂ برقِ شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہے اسے فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اُسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذتِ بوس و کنار سے
کیونکر نہ اُنکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو ک... ہی عمر بھر کہون

سختِ دل لیٹا ہو ناحق آہ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہوئے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
دیکھیے کیا ہے مری تقدیر مین

پھر تو ہے اے دل کنارا مرگ کا زیرِ قدم
پیرتے دو ہاتھ اگر آبِ دمِ شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہنچے گا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوئے شیر مین

عشق ابروئے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
زلزلہ آیا زمین کوچۂ شمشیر مین

مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو مبارک اور ایک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب نخچیر ہونے پر کمی ترکون کی کیا
پر نہین مُرغابی کا اے ترک تیرے تیر مین

موئے ابروئے بتان مین تل نہین اے مُرغ روح
دانہ چھنکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشقِ گیسو مین ملی دُنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پاؤن سوئے خانۂ زنجیر مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
ہر ایک سی ہی خزان و بہار غربت مین

گلُ وطن کی جو بو بھی اُڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجیب نہین ہے جو ہو موجزن نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بے کسی و دردِ فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوئے نافۂ آہو کہ نکہتِ گلُ ہون
وطن مین صبر نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے مین نے مُصلّا پڑھا دوگانہ
اگر ملا شجرِ سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اُڑ کے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گلُ کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہو کیون
وہی وطن مین وہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہلِ وطن
بڑھ کے موت سے ہی انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفتِ ابر یہ دلِ مُضطر
برس پڑا اگر ابرِ بہار غربت مین

کبھی نہ بھُول کے اہلِ وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستانِ وطن نے دیئے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اُسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھونکو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اوروں سے تو بیباک سر بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہنچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھین

ہون لاکھ زبانین رہے پر مشق خموشی
پلکون سے اشارے مین یہ سمجھا گئین آنکھین

انجمن میں مست ہو جائیں نہ کیونکر سامعین
نقل مینا کا عالم ہے تری تقریر میں

نقل سے کوئی نکلتا ہی جہان میں کار اصل
پائیں کب غواص موتی قلزم تصویر میں

بیقراری سے مجھے الفت میں حاصل ہی سکون
پائے دل میں پریشانی سے ہے زنجیر میں

دور گردون میں کہان ہو جائے آسایش امیر
سیر کو آتی ہو ویرانی ہر اک تعمیر میں

عاشقون سے ہو ترقی حسن کی تنویر میں
جنکے رخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر میں

قتل مجھکو یاد ابرو میں اُن آنکھون نے کیا
ان ٹھگون نے مل کے مارا کوچۂ شمشیر میں

غیر ممکن ہو دل حیران میں میرے دخل غیر
عکس پڑتا ہی کہان آئینۂ تصویر میں

قتل عاشق قاتلون کے واسطے ہی قوت روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر میں

بیخبر میرے مآل مرگ سے ہو وہ حسین
ہو کے یوسف ہی پریشان خواب کی تعبیر میں

عشق ابرو میں جوان پیر سب جاتے ہین قتل
رات دن چلتا ہی رستہ کوچۂ شمشیر میں

بنی وحشت سے ہی روشن خانۂ زندان غم
مردمک ہو پاؤن اپنا دیدۂ زنجیر میں

گرمی خورشید محشر سے اُنھیں کیا کام ہے
ہین ترے کشتونکی روحین سایۂ شمشیر میں

کام آتی ہو جوانون کے بہت تدبیر پیر
طاقت پرواز ہو زور کمان سے تیر میں

دھیان اُس ابرو کا آیا عارض روشن کے بعد
دھوپ سے ہم اُٹھ کے بیٹھے سایۂ شمشیر میں

جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت میں نہین ہو غیر کی تقدیر میں

زخمیون کا کام نکلے کچھ تو اہی ناوک فگن
ہو مناسب ہون پر طاؤس تیرے تیر میں

کیا عجب ہو اُس رخ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر میں

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیر
چھانتا ہے خاک ناحق خواہش اکسیر میں

وطن کی یاد ہو لیل و نہار غربت میں
یہی ہو ایک بڑی غمگسار غربت میں

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام
جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجروحون پر جو چشم کرم جنگجو کرین
سو زخم ایک تار نظر سے رفو کرین

منھ پر جو گرد آہ پڑے شست و شو کرین
اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین
بہکین نہ ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے
پہلے پڑھین نماز تو پیچھے وضو کرین

تار نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے
ہم چل کے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہے دماغ مے
غمزے نہ میرے سامنے جام و سبو کرین

انسان ہو کے ہم رہین محروم ای فلک
سبزے کی سیر سر لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب و گزک سے ہے
قرآن پڑھین تو ورد کلوا واشربوا کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام سے ہے کام
جبتک کہ دم مین دم ہے تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب
جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ
برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا
کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہے چاہیے ہمکو تری تلاش
جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدونکو مسئلۂ عشق کا ہے فہم
نامحرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین کٹنے سحاب کے
کہدو کہ جام لالہ و گل شست و شو کرین

چوری ہے کب ثبوت مرے نقد ہوش کی
مفتی شہر قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر
آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ سان بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرین

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا — صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھین

تیغین تھین کہ یارب رے قاتل کی نگاہین — بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئین آنکھین

اس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش — چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھین

اس ناز سے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق — ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھین

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرار — رونے پہ دل امڈا تو مری اگ گئین آنکھین

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
ل سیر سے اکتا گیا پتھرا گئین آنکھین

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین — ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین — دل خون ہوا اگر کسی غنچے کو بو کرین

یارب وہ ذوق دے کہ ترے مست معرفت — مستی بغیر بادۂ جام و سبو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوئے یار مین — جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اٹھ کے تم سوے مشرق جو آ رہا — مردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروئے محبوب کا ملے — کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بہائین ہم — مالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھ کے صبح شب وصال — یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے — پتے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن ہے چاک چاک گریبان ہے تار تار — کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بھی تو خاک راہ کسی گلبدن کا ہون — سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہمسے جو بت خفا ہین تو نا مہربان خدا — کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

مین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون — جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو — جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

ٹھکراکے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
لو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مرکر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مری مژۂ خون فشان کے ہین

شکوہ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
مدل نکلے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ ترے عارضون کی ہے
دو آئنے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
بیٹھا کرین آ [illegible] روان کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبیٰ مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہے رات بھر
چمکے ہوئے نصیب مرے آ [illegible]

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نکر
جلوے جو خاص ہین وہ ادھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہے تجھے ہین رکاوٹین
ہے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ انھین کی زبان کے ہین

اس مہروش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
ے کاغذ کل تہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروون سے حضرت دل روز سامنا
کہئے تو ایسے آپ بہادر کہان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آگئی نظر
شاید آ [illegible] امتحان کے ہین

اس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ یہ اس خوانکے ہین

دل و جگر دونون جل گئے ہین فقط انکا ہین جان ملی ہین
تمہارے سر مین کیا ستو کیا ایسی ہوئی بجلیان ملی ہین

مجال میری نہین لیکن کہ مانگون بوسہ لب دہن کا
ہزارون منتی ہین دعائین ہین تب انسے کچھ گالیان ملی ہین

ہمین تو نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سنجان بوستان کا
سنے نہ دیکھے یہ حلق تالو صدائین یہ باغبان ملی ہین

جیتے جی جان سے گذرتے ہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھ خالی ہے
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہر جاتے یہ امید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا ہے نہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین

لکھتے ہین خط جو وہ رقیبون کو
روز پرچے ہمین گذرتے ہین

دل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اُترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرّے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی ہو دل جائے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائے گا غم کہان

کہون اُسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
دہشت سے ہوش اُڑے ہوئے تو آسمان کے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اِسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعائے وصل
آئی صدا ابھی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

کریگا یاد اے غم ہمکو بعدِ مرگ تو برسون
کھلایا ہی جگر برسون پلایا ہی لہو برسون

تڑپ کر دل نے میرے مدتون تک سوا کیا مجکو
بہاکر اشک آنکھون نے ڈبوئی آبرو برسون

گدازِ عشق مثلِ شمع ہر موسے ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسون

مزہ یہ ذبح مین پایا کہ کرتا ہی دعا بسمل
رہے یون ہی الٰہی ربطِ شمشیر و گلو برسون

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبطِ الفت کو
نہین آتا زبان تک دل سے حرفِ آرزو برسون

فنا کے بعد ایسے بیکسون کو کون پوچھے گا
مرا اے بیکسی رویا کریگی مجکو تو برسون

چھپائے منھ اگر وہ یوسفِ گل پیرہن دو دن
چمن کا منھ نہ دیکھے کاروانِ رنگ و بو برسون

نہین اے بیکسی بعدِ فنا کچھ خوف تنہائی
رہے گا میری تربت پر ہجومِ آرزو برسون

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
موئے پر بھی نہ اُترے گا مرا طوقِ گلو برسون

نہ چھوڑا پاس ایمان حق پرستی اسکو کہتے ہین
برہِ شوقِ بتان مین کیے چلے ہم قبلہ رو برسون

مزا لے لے کے رگڑا ہی گلا شمشیر قاتل سے
برنگِ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہین لہو برسون

نہ آیا ساقی پیمان شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنارِ آب جو برسون

وہ بلبل ہون کہ یون صیاد نے جی میرا بہلایا
لگا یا ڈھیر پھولونکا قفس کے روبرو برسون

نہ کر اے یاس یون برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر مین جلایا ہی چراغِ آرزو برسون

کبھی ہمکو بھی تھا اے درد دعویٰ ضبطِ الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسون

امیر اُس کے نشان تک سعی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤن ہم آنکھون سے کرتے جستجو برسون

رہے تصویرِ حیرانی ہم اُنکے روبرو برسون
لبِ خاموش سے کی دردِ دل کی گفتگو برسون

نہین نکلی ہی دل سے مرکے اُنکی آرزو برسون
یہ وہ گُل ہی کہ مرجھائے پہ بھی دیتا ہی بُو برسون

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو لینے چارسو برسون

نہوگا بادہ خوار ایسا اے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

زمین مین گوکر جو لطف اُٹھایا ادا ہو کسطرح شکر اُسکا
بہشت پائین تجھین زندگی مین وہ راحتین جو یہان ملی ہین

خدا نے وہ سلطنت عطا کی کہ شش جہت مین ہی جسکا شہرہ
مسیح ملکِ سخن ہوا اپنا حدین کہانسے کہان ملی ہین

امیر گیسو کے ہین جیسے ہوے ہین آزاد قید غم سے
نہ کیون ہون اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو یہ بیڑیان ملی ہین

امیر رہتا تھا جس جگہ پر وہان کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ جلی سی کچھ ہڈیان ملی ہین

نہان رہتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہین آتا ہی اپنے روبرو برسون

رہی ای گل سبکروحون کو تیری جستجو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہنِ یوسف کی بو برسون

فلک دیتا ہے مثلِ زخم کسکو فرصتِ را
جو کچھ ہنستا ہی ہنس لے پھر تو رویگا لہو برسون

دلِ شفاف مین دیکھا ہے جلوہ روے حیران کا
رہے ہین ای سکندر یون ہم اپنے روبرو برسون

کہان رہتا ہی کوئی مرد میدان دشت وحدت مین
کیا ہمنے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون

سراپا جرم ہون لیکن وہ رندِ پاک طینت ہون
کیا زاہد نے میرے آب خجلت سے وضو برسون

خدا کے گھر سے او ناشاد کوئی جا کے پھرتا ہے
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون

فراقِ یار مین سب دوستون نے مجھسے منھ موڑا
تریکِ کنج تنہائی رہا ہی دردِ تو برسون

مری حالت پہ ہجر یار مین مر مر گئی حسرت
دلِ مایوس سے روئی لپٹ کر آرزو برسون

جھکاتے ہم کہانتک سر نہ پاے خم پہ اے ساقی
حمائل اپنی گردن مین رہا دستِ سبو برسون

جنون مین یہ نئی بخیہ گری کی دستِ وحشت نے
کیا ہی پھاڑ کر دامن گریبان کو رفو برسون

تمھاری اک نگاہِ ناز نے توڑا اشارے مین
بنایا چشم و دل نے جو طلسمِ آرزو برسون

ہلائے جسنے لب اک ہاتھ مارا اُڑ گئی گردن
زبانِ تیغ سے اُس ترک نے کی گفتگو برسون

رہا رنگِ خلش سے خاک مین ملکر
مری ہستی سے آئیگی گلِ عشرت کی بو برسون

کہان ہونگی امیر ایسی ادائین حور و غلمان مین
رہے گا خلد مین بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسون

کیا سنخی ہین عدم آباد کے جانے والے ... نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین
جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھکر ... جادۂ ملک عدم مجکو بتا جاتے ہین
اور پچتا کے کرین کیا ادھر آنے والے ... مارے غیرت
کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے ... کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین
جو ترے دل مین ہی وہ دیکھنے والے تیرے ... نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین
کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ ... سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین
گل سے مطلب ہین گلشن مین نہ بلبل سے غرض ... سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین
گو نکل جاتے ہین آ کے گھٹا کے لئے ... ساقیا دل تو یہ مستونکے بڑھا جاتے ہین
سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل ... کہیئے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین
ہین رم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو ... راہ چلتے ہوئے جو آگ لگا جاتے ہین
سچ ہی آندھی ہین ستانے کو حسین دل کے لیے ... جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین
مین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اُن کی ... تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین
حسن کی شان کو ہی بو قلمونی لازم ... کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین
ملک الموت کبھی بنکے سلا دیتے ہین ... فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہو گے وہ گیسو جو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین الفت سے کہ وہ حسن کے جوش مین ... نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین
لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر ... کہ لیلے ہے مجنون کے آغوش مین
نہ اٹھوا ابھی بزم سے مے کشو ... ہمین بھی تو آپ لینے دو ہوش مین
نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا ... گہر ہو کبھی زیب اُس گوش مین
کہین لعل ہم کیا لب یار کو ... کہ ہے فرق گویا و خاموش مین

نہ ہے مرکر بھی یارب میکدے مین دور مستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

ا تیغ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجھکو
کہ آ [illegible] ہمسے ناز بو برسون

چلے تھے اکدن ٹھکراکے ساغر کو سو مستون نے
کیے سرزاہدون کے کاٹ کر نذرِ سبو برسون

ہین کیونکر نہ توصیف دہن مین دم بخود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

مسیحا دل نہ اُسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے بھی نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندھ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغ یار روئی چشم جوہر سے لہو برسون

زبان اظہار حق سے کافرون مین کونی رکتی ہو
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخترِ رز کو منھ نہ مین نے ہجرِ ساقی مین
بہت طاق تو بہ سر پٹکا کیے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحط آبِ آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا درد دعائے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مرے مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین روز ایک ایک مو برسون

امیر اک مصرعِ ترتب کہین صورت دکھاتا ہے
ن مین خشک جب ہوتا ہی شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہی اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برق تجلّی کے اُڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو دم نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایما ہی کہ غصہ نہین اُترا اب تک
جائے گُل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہی تیغ قضا ڈھونڈھ کے اُنکو چور نگ
چوٹ شمشیر ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہے جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب — آتو قبائے تن پہ ہے یہ جھریان نہین
ادنیٰ یہ فیض ہی سخنِ آبدار کا — موتی صدف مین ہین مرے منھ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگِ سنگِ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین — پست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین
قاتلون سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہون — اپنے سر کو بھی نہ خنجر قاتل سمجھین
ای پری اُنکے لیے فکر سلاسل ہی عبث — جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین
اک تجلی مین جو موسیٰ سے ہو طالب کا یہ رنگ — اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین
جانِ جان جسکو کہے جان اُسے ہم جانین جان — دلربا جسکو کہے دل اُسے ہم دل سمجھین
لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اُٹھے ایک کا پانون — عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین
زندگی یار کے اور موت ہی اللہ کے ہاتھ — اُسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین
آشنا درد سے کچھ ہون جو بتانِ بیدرد — میری ہر آہ کو اک مصرعِ بیدل سمجھین
کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اُنھین رحم آئے — رقص بسمل کو جو آرایش محفل سمجھین
بُت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ — واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین
اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون — کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین
زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے یہانتک مجھسے — زہر دین بوسۂ خط کا جو وہ سائل سمجھین
آپ پیری و جوانی پہ نہ جائین صاحب — دلِ عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین
گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھون سے — اُسکو محمل تو اِنھین پردۂ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچۂ گل شکل صنوبر ہے امیر
جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین — تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین
کہا ہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین

بہت دخترِ رز سے گرمی نہ کر
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین

نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب
نہین جان رندِ قدح نوش مین

پلا وصل مین
نہ انکو آسیمہ

مزہ کیا رہے
وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
شیشے کو دیکھ لو کہ دہن ہی زبان نہین

لم مین اُسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین

موجود خشت خم ہی اگر نردبان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین

کرتے ہو انکسار کی باتین ہی آج کیا
میرا بیان ہی یہ تمھارا بیان نہین

مُردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا
دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین

اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہی جو یاد
موجین نسیم خلد کی ہین بیڑیان نہین

نے تو دو انھین
پنہان ہی تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین

کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین

چشمِ سیاہ یار کے لتنے کیے ہین وصف
ہی میل سرمہ منھ مین ہمارے زبان نہین

طوطی ہی آجکل سگِ جانان کا بولتا
لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین

مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین

بالیدہ اُسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
ساقی وہ کون شیشہ ہی جو آسمان نہین

زندان چمین ہی وحشی نازک مزاج ہون
پھولونکی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین

آنکھون سے ہم تو ساعد جانان کے گرد ہین
حلقے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین

ہون اس چمن مین طائر کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہی دور بلند آشیان نہین

لذت جو آبلے نے اٹھائی ہی خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا
حورین دوڑین لیکے جزیے ہمارے ہاتھ مین

ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی
ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین

اُنگلیان شوخی سے جمکاتا نہین وہ رقص مین
یہ سمندِ ناز بھرتا ہے طرارے ہاتھ مین

جام کیسا جام چلّو کو بنا سکتے نہین
ہی تہیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین

ناز سے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پر وہ ہاتھ
دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین چکارے ہاتھ مین

ہے آتشِ رنگِ حنا بھی ہی عجب معجز نما
ہی ضیا مثلِ کفِ موسیٰ تمھارے ہاتھ مین

لیا نزاکت ہی جو توڑا شاخِ گل سے کوئی پھول
آتشِ گل سے پڑے چھالے تمھارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کے مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اُس گل سے یہ چمن مین
بیتاب ہی ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہی بدن مین

ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہی روح تن مین
کیا مصحف آرسی ہی دولھا مین اور دُلھن مین

ہی چرخ پر یہ ایما ابروے ماہِ نو کا
کچھ کچھ خمیدگی بھی لازم ہی بانکپن مین

غصّے سے یاد اُسنے مجکو کیا ہی شاید
جو ساتھ ہچکیون کے رعشہ بھی ہی بدن مین

بڑھتی ہی عمر جتنی ہوتی ہی عقل افزون
ہر دم نیا مزہ ہی اس بادۂ کہن مین

یمُن قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی
جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہی چمن مین

ہی جمع مال آفت دیکھ اے بخیل غافل
کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین

کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ
بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین

شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے
کعبے سے اُٹھ کے بیٹھے پہلوے برہمن مین

دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے
ہشیار بھی ہین اکثر مستون کے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رخت خواب جن کا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا چل کر رہ ہین چھڑا کمین
یہ بھی کنول ہو روشن اس گل کی انجمن مین

آپ لے دیکھیں کرین میرے تحیّر پہ نظر
ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیرونکو ترے
موج گل بھی اگر آجائے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو
ہٹ کے چلائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جلد لے لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جائے
وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

جو رین بن بن کے ہین روضین شہدا کی گلین
خلد سمجھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین

ہی مزہ عفو گنہ کا انھین کچھ دور نہین
بیگنا ہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہی یہ ربط شکستۂ دل مین
ٹوٹ کر چور رہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد نہون
شمع و پروانے سے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع نہ منھ مین احباب
تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین
رک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اسقدر خود بین نہون یا رب کہین توڑین اسکو
آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین ہون لالے کا تختہ ہی بدن
لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے نالے پہ نظر
ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مردے کچھ کم نہین بندونسے زمین کے نیچے
غافلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین
پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین

گل ترے چھلونکے ہین اے گل جو سارے ہاتھ مین
باغ الفت کا ہی گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو
دل تمھارے ہاتھ مین ہی یا ہمارے ہاتھ مین

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو
زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ مین

لطف اٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین
ہاتھ اسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین

عشق دہن مین تیرے منھ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بوئے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کس وقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مرے دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانند گل ازل سے ہے چاک پیرہن مین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین

ہے خرابات صحبت واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہجاتے ہین زبانون پہ
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے خراب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

نہ ہو کشتگان محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجر آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہے دیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہے مجھ سے نشان سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبان لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے
ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین

کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین
نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین

سُن ہے جو بتکدے میں اُس گُل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہے اک بُت دامانِ برہمن میں

کیا تکمۂ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگِ شراب گلگون ہے اُس کے پیرہن میں

میں نفس کے ہون درپے ہی نفس میرے درپے
رہزن کو فکر میری میں فکر راہزن میں

کنعان کے چاہ میں تھا یوسفؑ کو سہل گرنا
جب جانئے کہ گرتے تیرے چہِ ذقن میں

یاران رفتہ کا ہے غم اسے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائیں گے وطن میں

سمجھا یہ میں جو نکلے شاخون سے گُل چمن میں
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن میں

ہے باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن میں
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن میں

ئس بُت نے منھ چھپایا گیسوے پُر شکن میں
ل خدا خدا کر خورشید ہی گہن میں

زادرہ کے ہم نے ایّام عمر کاٹے
دو چار دن سفر میں دو چار دن وطن میں

ظاہر یہ جانہ اسکے ہے پیر زال دُنیا
غافل ہے یہ زلیخا یوسفؑ کے پیرہن میں

آوازکن جو آئی کانون میں ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہی بس رہ چکے وطن میں

حالِ بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اِک شمع ہی سو وہ بھی خاموش انجمن میں

کیا جانیں جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانیں ہیں غنچے کے دہن میں

یارون سے اُنس کیسا غربت میں عمر گذری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن میں

راتونکو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون میں چمن میں

غربت میں ہی جو صورت خط میں لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن میں

قت میں عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل ہی خالی کرتا ہون انجمن میں

ہم دوگوہ
ہیں فرقت میں ہم
مثلِ حباب باقی ہے سانس پیرہن میں

موے سفید سر پر تیاری عدم ہے
غربت سے خاک اُڑاتے جلتے ہیں ہم وطن میں

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے میں ڈالی
لی یہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن میں

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پس مرا
بھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ کے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
کہ نشان طوق کا ہی طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دل روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینھ برسایا
اکہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

ل جو صد چاک ہی اسمین ہی خیال رخ دوست
شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

لپنے چہرے کی سیاہی سب اسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابو ئے دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھنے مری قبر پہ آئے کوئی کیا
طائرون کا بھی گذر گنبد مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین اے ساقی
رات کو کرمک شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن راز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغ رخ حسن
طور کس جا ہی اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
ی گردان مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خال عارض ہی سویدا دل روشن مین نہین

کیا زمانہ ہی نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین وہ ہی جو دل دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگی طبع سے خالی ہی جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

میکشو شیشۂ مے کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین ترے رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

کانٹے ہین جتنے وادیِ غربت کے اے جنون
سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین

گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون
ہے خضر جسکا نام وہ رہزن کے یار ہین

جلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہی خوف
چیتے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیرؔ
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین
داغ مو ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین

زار ای مرگ ہون مین کچھ بھی مرے تن مین نہین
کس سے الجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین

سروِ بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین
طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین

کھود آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہوگی
ہی جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین

کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہے یہ مرے کینے سے
کہ مرے دوست کی جا اب دلِ دشمن مین نہین

مرگ کے بعد بھی ہی تیرگیِ بخت ایسی
کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین

کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت
پتلی پتھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین

آبِ فوارہ صفت خاک لہو اچھلے گا
رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین

غم دوری کی نکالے دلِ عشاق سے پھانس
نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین

مین وہ رہرو ہون کہ ہے دست تہی نان سفر
کچھ ندامت کے سوا قسمت رہزن مین نہین

ہین نہ ملنے کی جو لذت ہے بری عالی قدر
گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

حور و غلمان مین جو ہی حسن بشر مین بھی وہ ہے
کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین

دوڑتے ہین دل عاشق کو سمجھکر کنجشک
ابھی کم سن ہین انھین ہوش لڑکپن مین نہین

بخت سے مجکو وہ معشوق ملا ہے بد مزاج
چین چولی مین شکن تک کہین دامن مین نہین

دونون خواہان تھے بڑے پہلے مجھی پر دہ تیغ
لاگ اور اسکے سوا کچھ دو سر و گردن مین نہین

دولتِ حسن کو کیا دولت دنیا پہو سچے
جو چمک رنگ طلائی مین ہے کندن مین نہین

عالمِ پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصلِ بُت ہوتا نہین ہی یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈنے پر آدمی کو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہی عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اُس کا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دُنیا کے مزے کیو اسطے
اے بتو تم سے کوئی بھر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سے بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستا ملتا نہین

اک بھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہی جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھانا مقدم ہی جو منزل کا ہی قصد
رہرو بھٹکے نہ جب تک راستا ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اسی کا فیض اے اہلِ کرم
برہمن کو بُت بھی بے اذنِ خدا ملتا نہین

سنگِ یکرنگی معشوق و عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون علم مین جاؤن دل کس سے کہون
لگ رہا بیگانہ ہی کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہی منظور ای دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہی سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشانِ نقشِ پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھئے ستر ہین مُردے اے امیر
خاک کے نیچے بھی کُنجِ انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین
ہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر مین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اُدھر جاتے ہین

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کونسا بل ہی جو زلف بت پرفن مین نہین
زور ایسا کسی اڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ہی جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

اسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہے یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلشن مین نہین

ہی جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہی کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیئے کیا نہ مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا ترے دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط رخ جلد بنا ای حجام
کام اس عنبر قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گر نہ ملے جا کے گران جانون مین
یہ شرر سنگ مین ہو

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اٹھتا ہے دھوان کافی ہی
کسکو پروا ہے ہوا بر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کبھی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طائر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ انھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہے دوبارہ ہمین شرم انکی امیر
زخم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

محبت کا برا ہو دل کو روکون یا جگر تھامون
مرے قابو سے یہ دونون کے دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہِ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشاگاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاعِ مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
می کوٹھے پہ چڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلفِ دوتا کی خیر ہو یارب
را حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنابندی کا یہ بھی ایک شوخی ہے
ہمارا ہی لہو دل مٹھی مین ہی ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسیر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھون مین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہی اے قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینانِ جہان لکھتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دل مین اُسیکا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشتِ دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو اُن سے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اُٹھاتے ہین

گلوری وہ نہین کھاتے ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ میکش ہین کہ رکھ لیتے ہین سینہ چیر کر دل مین
کوئی شیشہ کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزشونکی تجکو اے زاہد خبر کیا ہے
تے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اُٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
ٹھور ندو چلو واعظ تو یو ہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہی شمشیرِ قضا پر باڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ نوا ے دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی در پردہ اُنکا چھیڑ سے خالی
لا دیتے ہین اتنا وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہوکر غنچۂ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کباب سیخ ہین ہم کروٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانۂ کعبہ مین جا پہونچے
بلا کا بھیس او کافر ترے گیسو بدلتے ہین

کوچۂ یار مین اول تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہِ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مر جاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینانِ جہان دل سے اُتر جاتے ہین

زاہدو تم کو جنان ہم کو درِ یار پسند
خیر جاؤ تم اُدھر کو ہم اِدھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علیؑ مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوئے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے پئین کیا کہ کچھ فضا[1] ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصفِ دہن ہین سنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین انکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذتِ عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہے ہمین اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مرے مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین
پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہے غسل یارو نے کفن رنگین پنہاتے ہین
تماشا ہے کہ کشتے کو ترے دولھا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہے تیری نمایش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

[1] فضا - بمعنی رونق و بہار [illegible] ۱۲ عبد الباری آسی -

الٰہی آئے کوئی حور باغ جنت سے
اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

ہزار مُردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہی کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال تمہ ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک درد نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھّر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا بنی ہی جہان مین مری کدورت سے
لے جو آنکھون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہے مری باعث خزان
شگفتگی مین تماشاے نو بہار ہون مین

اُٹھا کے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہی جس تیر کا شکار ہون مین

بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریاے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمّت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبیؐ
دم وغا کف حیدرؓ مین ذوالفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا اُمیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وہ خاکسار ہون مین
ہوا اُڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ ذائقہ مین آنسوؤن کا تار ہون مین
گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین

کسی کی تیغ کھنچے قتل کو فگار ہون مین
کسی کا تیر چلے صید پر شکار ہون مین

بہار آئی ہے صبح عید کا عالم ہے گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد و کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہے دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پسنے مین جیسے بانکے پیترے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہے انھون نے چشم تر بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہے یہ آب وضو تیرا نہین زاہد
جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
ادب سے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

آمیر اس باغ مین رہ کر کرین کیا دم الجھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سے تدبیرین کہین

پھر چکے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اس ظالم کو ہے ایسا خیال
چونک اٹھتا ہے جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابرو دکھا کے ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہے منھ کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجھکو خوف ہے
پانوٗن سے میرے اتر جائین نہ زنجیرین کہین

اسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہی اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت آمیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام تن مین ہین چھالے اگرچہ زار ہون مین
گہر جو ہے نظر آنسوؤن کا تار ہون مین

بجا ہے سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین — کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر ہے جلوے کا ہی شوق — آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے — لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجھکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے — منھ سے ساغر جو لگا لے تو دے خم مجھکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ — سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہی دنیا کا سپید اور سیاہ — اس کی شام مسی صبح تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زلفے کو اگر ہاتھ آؤن — صورت گوہر نایاب کرے گم مجھکو

اثر طالع وارون سے عجب کیا ہے اگر — تیغ نجابے مرا دست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہ مین حسرت تو ہے — خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وجد کنان قبر سے یارب نکلون — نغمۂ صور ہو آواز ترنم مجھکو

مجلس وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون — مغبچے کھینچ کے لیجائین سر خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون اسیر — مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لے گئی کل ہوس مے جو سر خم مجھکو — ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کی طرف پڑھتی ہو آنکھون سے نماز — چاہیے گرد نظر پھر تیمم مجھکو

واہ ای بیخودی شوق کیا خوب سلوک — اسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون — کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کس کے — آج گھر گھر لیے پھرتا ہے توہم مجھکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا — بال و پر ہو گئے لب وقت تبسم مجھکو

خلوت وصل مین کچھ کام نہین ساقی کا — جام مے بھر کے پلاؤن مین تمھین تم مجھکو

بے ثباتی مین نہین کون سی جا میری نمود — ذرّے سے جتنے تھے وہ سب کہتے ہین انجم مجھکو

لگائے شمع مجھے وہ نعم دوست کب دیکھون
برنگ نے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کھوگے جو مجھے مین بھی وہی کہونگا تمھین
اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین

ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ کر
اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین

گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آئے
قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار ہون مین

مرے گناہون سے ہوا اُنکی مغفرت کی نمود
گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین

بتونکی زلف پر افشان عذار پر غازہ
رہون گا گرد حسینونکے وہ غبار ہون مین

ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا
صدا یہ آئی کہ اُجڑا ہوا مزار ہون مین

رقیب پھولون کی بدّھی اُسے پنھاتا ہے
ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین
چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین

لیگیا لختِ جگر لپٹے جو مین گلزار مین
برگ گل بلبل سمجھ کر لے گئی منقار مین

دیکھ سکتا ہون کوئی باہر سے مین اندر کا حال
در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین

بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین
چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہ سائی کا امیر
منھ نظر آنے لگا سنگِ درِ دلدار مین

ردیف واؤ

صورتِ غنچہ کہان تابِ تکلم مجھکو
منھ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو

اور تھا کون شبِ ہجر مصیبت کا شریک
دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مر کے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسٰی سرِ بالین نہ کہین قم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کُن کے کلمے سے ہے ہاتھ آیا تقدم مجھکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجھکو
لغزشِ پا ہوئی دریا کا تلاطم مجھکو

مجھکو قاتل ہی کے لعلِ لبِ خندانکی قسم
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجھکو

برسون جھیلی ہے مصیبت شبِ تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوے انجم مجھکو

دیکھ لون انکو ذرا نزع مین آ لینے دے
رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجھکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھُل گئی وجہ سیہ پوشیِ مردم مجھکو

شوق طوفِ حرمِ عشق مین باندھی ہی کمر
گردِ غربت سے مناسب ہی تیمم مجھکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو وہ ہین مثلِ کمند
کھینچ لیجاے شعاعِ مہ و انجم مجھکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آ جاے اگر خشتِ سرِ خم مجھکو

شمع سان محفلِ عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہے جو آتا ہے تبسم مجھکو

صاف کہدو نہین دیدار دکھانا ہے اگر
کعبہ و دیر مین ڈھونڈتے ہو کیون تم مجھکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانۂ گندم مجھکو

اسقدر طولِ خموشی کو ہوا غربت مین
بزم مین بھول گئی طرزِ تکلم مجھکو

وائے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوارِ ترحم مجھکو

پہلے تم اپنی چتون اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسنے دل دیا ہو اُسکے جگر کو دیکھو

کیا حال پوچھتے ہو گم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

اُس رخ کی گرمیون سے ہے برق طور ٹھنڈی
چڑھتے ہین کسکے منھ پر شمس و قمر کو دیکھو

پتھرا گئی ہین آنکھین جس جا ملائکہ کی
جا کر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہے نالے مدت سے ڈھونڈتے ہین
بیٹھا ہے منھ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

خمِ مے تھا کبھی اک قطرے سے کم ایساقی
اب وہی مین ہون کہ ہے قطرۂ مے خم مجھکو

مین تو کیا عکس ہے وہ آئینہ رو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دھوکھا کھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھکے اب تک لبِ گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدۂ دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجھکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تونے کیا پھیر لیا منھ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
بنی صورت یہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

ن صفت گم
ہر حباب مے پُرزور ہوا خُم مجھکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک عالم ہو جو کرے چار کرین گم مجھکو

مین جو مر جاؤن تو لے پیر مغان کہدینا
منھ پہ کھینچ کے ڈال آئین بس خم مجھکو

ہو مرے قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے لے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اُٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لا لے اُٹھے سہی نکلے لیے تم مجھکو

ہو سر عجز سے تا مشل گہر سجدہ قبول
چاہیئے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجھکو

لیجلی ہے تو سنبھالے ہوے لیچل سے یار
بیخودی راہ مین کرنا نہ کہین گم مجھکو

ہون وہ میکش جو کرون رُخ درِ توبہ کی طرف
بہکے جاتے ہو بکارے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہی یہان مثل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجھکو

بحث کو آگے جو واعظ مجھے آجائے یہ جوش
لب ملین ساغر مے کے دہن خم مجھکو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھو | مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا کام ہے ہنگامہ کرے قاتل مین
امیر خیر ہے منھ مین نہ تم اجل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو | بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو
اے خوشا وحدت نما کثرت کشا نیرنگ عشق | دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو
اپنے بسمل کا ذرا ذوق شہادت دیکھیے | دے رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو
جانتے ہو لوٹتا ہی خاک پر نخچیر کیون | ڈھونڈھتا پھرتا ہے مقتل مین تمھارے تیر کو
ڈالدی عشاق کی آنکھون پہ حیرت کی نقاب | واہ کس پردے مین کھا حسن کی تصویر کو
گردن و پہلو سے نخچیر و نکلے آتی ہے صدا | آفرین اس تیغ کو صد آفرین اس تیر کو
کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل | رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو
سینۂ عاشق پہ جڑ دے یا رب جوہر کھلین | چوکھٹا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو
دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہووے مجھے | آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو
صاف کھینچا چاہتا ہے شکل حیرانی اگر | آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو
پیاس لاکھون کی بجھائی شاہ رہی دریا دلی | پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو
پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا | یہ پر پرواز پر کسنے دیے ہین تیر کو
خود بین کھنچ جاتا ہون زور ناتوانی دیکھنا | کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو
زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا | طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو
چلتے چلتے تھک گئی ہو منھ نہ موڑے خوف سے | بسم اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو
لب پر آئی آہ ادھر جب اٹھی اسکی نظر | دیکھنا کیا تیر پر ردکا ہے ہمنے تیر کو
تا یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کرے | لب دیے سوفار کو بخشی زبان شمشیر کو

لوٹتا ہی خاک پر اے ترک مدت سے امیر | ذبح بھی کر ڈال تڑپاتا ہی کیا نخچیر کو

لٹیا جو قبر مین ہین منھ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھ سے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرونکے منھ تو یہ ہین مین شکل آئنہ ہون
رخ پھیر دو اس طرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو دو دو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ کو پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہے وصل کی شب افسردہ کیون نہون ہم
رنگت اڑی ہوئی ہے شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہی کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم اے امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

گلے کٹین گے نہ یون پیترے بدل کے چلو
چلے گی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہے ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پاؤن مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہے یہ قول
نہ آئے گرمی رفتار لاکھ جل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جا بجا پتھر
لگے نہ پاؤن کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سنا ہی محتسب آتا ہے دو گھڑی کے لیے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام ہم سے کہتا ہے
کہ سوئے بتکدہ کعبے مین پہلے چل کے چلو

اگر تمھین نہین فرصت تو کہدو بتغون سے
کہ خلق جمع ہے تم میان سے نکل کے چلو

نصیب دشت مین لائے ہین وحشیو تمکو
اچھلتے ہوئے سونا اچھل اچھل کے چلو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو
اے دل کوئی انیس شبِ تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونقِ بازار عشق کیا
اے حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

سینے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
اے آفتابِ حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اُداس صحبتِ مے واہ میکشو
دستِ سُبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امیدوار رحمت حق اور ہجو مے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئے بہار رونقِ گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی یہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن امان اگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہمارے اُسے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہے
آراستہ ہے فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اُداس کیون نہو بزمِ مے وشو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہے حسن جو خاطر نشین نہ ہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہ ہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہ ہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہ ہو

وہ یاس ہے کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہِ واپسین نہ ہو

راحت کی جستجو مین ہین اہلِ جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسی کو گمان جو کہین نہ ہو

ایذائے خلق پر ہے یہ غش موذی فلک
بے سانپ چاہتا ہو کوئی آستین نہ ہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خنج دکنارہ کش
کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہ ہو

مانند بوئے گل چمنِ دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہ ہو

نام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئنے پہ گمان نگین نہ ہو

ہستی جہان کی ہستیِ حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہ ہو

او کمان ابرو سمجھکر صید کر نخچیر کو
سخت جانی سے کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہو چکا ہین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
تو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

بانظر اُس ترک کی پھر پڑی تیوری چڑھی
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
گر چکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سے سما جائے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہے ہدف لینے چلا ہے تیر کو

عشق دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
موتیون کا چاہیے ذرہ مری تعزیر کو

ناز کیونکر ہو گناہون پر نہ مجھکو اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین ہین شانے ہی سے اہ زلف یار
خوب سلجھاتا ہے دل الجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پاؤن جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک اڑ جائین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہے دلمین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تم نے تیر کو

دل کی ہوتی ہے درستی جتنی ہوتی ہے شکست
کرتی ہے آباد بربادی اسی تعمیر کو

پوچھتی ہے شمع پروانون سے تیری داستان
گل سنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہے یہ تہدید اجل
خاک مین اک دن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پاؤن اپنا درمیان تھا کھل گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھی کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اسکا ہو گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ ابھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

ہے تیغ یار کیا کوئی قایل ہو برق کا
تیری سی اُسمین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل درد ناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسیٰ ہین سیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

تا بہ [illegible] پہنچی ہے امید
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسانِ آبِ آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
اُگ رہے روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خونِ برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کے اشکون کی یہی
ہے یقین فصلِ خزان مین بھی گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہے کیا ہے عجب
چادرِ گل پڑتے ہی بالائے مدفن خشک ہو

ور بھی گردون ستاتا ہے جو پاتا ہے ضعیف
پائمالِ گاؤ دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرتِ دیدار مین کھینچون اگر مین آہِ سرد
ایک جھونکے مین یقین ہے نخلِ ایمن خشک ہو

چھین کر رختِ سفر پامال ظالم نے کیا
پاؤن شل ہو جائین یارب دزدِ رہزن خشک ہو

اُس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبانِ برگِ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہے رونے سے قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخمِ گردن خشک ہو

حسرتِ دیدار ہے ہمکو مکانِ یار کی
دیدۂ تر کیا برنگِ چشمِ روزن خشک ہو

مین اگر رونے پہ آؤن صورتِ ابرِ بہار
سبز ہو دم بھر مین پھر سوکھا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثلِ رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اِس گلستان مین ہے مجھ سا کون طائر بے نصیب
تو لگے کھونے مین جہان شاخِ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہے لگاؤن مین اگر منھ سے امیر
جام مثلِ چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

چھوڑو نہین اسے بتو حیا کو
کیا منھ نہ دکھاؤ گے خدا کو

لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اِس بلا کو

ظالم تجھے دل دیا خطا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کہو سنبھال لینا
آتا ہے غش اِس برہنہ پا کو

امتحان تھا جو ہمارا اُسے منظور نظر
ذبح رُک رُک کے کیا تیغِ ادا نے ہمکو

وہ پرِ کاہ تھے اِس گلشنِ ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا بادِ صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیے زلفِ دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہی خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیرِ ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیرون کا کیا تیرِ ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

ترے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہ خبر کو تری بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کریے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہی وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہی قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہی ادا نے ہمکو

وہ کہین گئے نہ اُٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہے یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا واے نصیب
مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے لٹتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اُٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آبِ شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرتِ عارضِ جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغِ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقدِ ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ بھی امیر
آج لوٹا غضب اُس دزدِ حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک ہو سیحون تو گلشن خشک ہو
شل خارِ آشیان شاخِ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہے سوزِ فرقت اِس محیطِ حسن کا
تن مین مثلِ خارِ ماہی ہر رگِ تن خشک ہو

تازگی ہو روئے جانان کی زنخدانکے سبب
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شانِ نامہ بر دیکھو

اُٹھاؤ آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصولِ دولتِ دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہو وابستہ کسی زلفِ رسا سے کچھ ہو
اب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرضِ عشق ہی یہ
غیر ممکن ہی کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھے خط اب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامانِ قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بت سے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلفِ سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر تسمہ مین
شرط بدتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہی معما دہنِ تنگ کا دشوار بہت
حل یہ مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا ای سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ اُلفت کی نگاہ
حالِ دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

بادۂ سرخ ملے تم سے یہ اُمید کہان
مغبچو تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

متوقع درِ دولت پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا نوانِ عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر لے اے پانون
ایسی ہی افتاد مری لغزشِ پا سے کچھ ہو

عالمِ فقر مین تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملین گے نہ لین گے امرا سے کچھ ہو

بلبل کو ملے جو باغبانی
رو رو کے در باغ پر صبا کو

اے حضرت دل بتوں کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے میں ترے ملا یہ آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یوں کھویے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوق قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجیے قضا کو

کیا کیا تری چشمگیں بچائیں
دھوکے دیئے تیر بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہیں قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوائیے نقش مدعا کو

راضی برضا ہوں اے صنم میں
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اُس سے شوخی
اب منھ نہ دکھائیے حیا کو

وصال پر ہی جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یوں ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھیں ہم آپ کی آنکھیں
نگاہ تک نہ کرو تم ادھر اُدھر دیکھو

پڑا ہوں ہجر میں مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سی آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو
ہمیں کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
بہت رہے مرے دلمیں اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پر اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر باز ہوں غیروں سے
ہمیں سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر سے کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہے سحر عشق کہ جلتے نہیں یہ بلبل
لگی ہے آتش گل باغ میں جدھر دیکھو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدرداں مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھُلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سُن کر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھونکا ہوائے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلے گی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہے بلالو

بیدل رکھنے سے فائدہ کیا
تم جان سے مجھکو مار ڈالو

اُسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوئے حشر
یان پیش ہے اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہے جاگو سونے والو

اورون پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجھکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجھکو

کس منھ سے کرون قافلہ والون کی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجھکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منھ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجھکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہی بہار آئے کھلاتی نہین مجھکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجھکو

کیا بیخبری ہی کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہی تو آپ مین پاتی نہین مجھکو

کہتا ہے قیامت سے مرا طالع خفتہ
مُردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجھکو

عکس سے بچتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف ای گلِ رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کرتا ہون جو اُنسے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

تو وا زندہ مین عیسیٰ نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالبِ بے روح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے تھے ہم ہان ای جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اُس کوچے کا کتنا ہی یہی ہم سے آکر میر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجرِ جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہو گیا دیوانہ بُلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اُس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشکِ عیسیٰ کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دمِ آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیرِ خنجر او دلِ بسمل تڑپ ابھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جا کے بیٹھی ای کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو

مجھ سا صیدِ خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اُس فتنۂ عالم نے چلکر ناز سے
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے اُفتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظمِ طبع زاد
دوست کہتی ہے عقیمہ غیر کی اولاد کو

ہمسری اُسکے قدِ موزون سے ہے جرمِ عظیم
کُندۂ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اُس طفل کو سُنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگِ نو اُستاد کو

عیدِ موسیٰ کو ہوئی برقِ تجلی کی مگر
پہلے نظّارے مین غش آیا مبارکباد کو

میکش مین بلانوش ہون خم منھ سے لگا دے
ساقی یہ صراحی تو چھلکاتی نہین مجھکو

گردش مری قسمت کی چھڑاتی ہے وہ کوچہ
اے لغزش پا تو بھی گراتی نہین مجھکو

مین گل ہی امیر آپ کو اِس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجھکو

اے ضبط دیکھ عشق کی اُنکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اُٹھے آنکھ تر نہو

مدّت مین شام وصل ہوئی ہے مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اِک پھول ہے گلاب کا آج اُنکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈھے سے بھی نہ معنی باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجھکو کہ اُس کی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجھکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین ملی ہین اشک بہانے کے واسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

اُلفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طولِ شبِ وصال ہو مثل شبِ فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منھ پھیر کر کہا جو کہا مین نے حال دل
چپ بھی رہو امیر مجھے دردِ سر نہو

ردیف ہاے ہوز

آیا نہ مر کے بھی شجرِ قدِ یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند کہون اسکو چار ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکے پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے پنھاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہے پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی — لینے کا تو کیا ذکر چکاتی نہین مجکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار — یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہے تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل — کیون آئنہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار — مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے — تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

جھونٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر — تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن — اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہے خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ — موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی منھ موت دکھاتی نہین مجکو — کافور سے بوئے کفن آتی نہین مجکو

اُفتادہ ہے کیا موت جو آتی نہین مجکو — ہون ناز کسی کا کہ اُٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ قضا سے مین نکل جاؤن کہین در — وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سر پر سے مرے ہو کے چلی جاتی ہے خلقت — کیا نقش قدم ہون کہ اُٹھاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم نہو ہنگامۂ محشر — آتی ہے قیامت تو جگاتی نہین مجکو

تھے گور ہی تک سب کے منھ دیکھنے والے — اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر ہی مین ایسا ہون ہماری نہین تقصیر — بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھ سے شرارت — کسدن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت — ہے کونسا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

اے ہمت دل ہاتھ مین قاتل کے ہے تلوار — اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ میں اس پار سے اُس پار — تلوار تری گھاٹ دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھلی سی دختر رز نشہ مین ہون چور — کیون دُرد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

ہو لغ غم بھی ہمدلا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو ہے چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

تنگ بالون مین ہوا ابرو ہی قریب مژگان
تیغ عریان دو سپر ہے یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تم دم ذبح کہے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیجیے مے او ساقی
کیا مزہ ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئی ہاے اجل دوڑ کے اس تیر کے ساتھ

تو نے تیوری جو چڑھائی تو ہوئے سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم بقا مثل حباب
اٹھتی ہی موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر اے ترک
کاٹ ڈالونگا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کے بھی زندان مین رہا
کٹ گئے پانون بھی شاید مرے زنجیر کے ساتھ

دی سزا اس نے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
دُرِ نایاب ملے دُرّۂ تعزیر کے ساتھ

سیر سے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازوے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہی زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے یہانتک ہین اسیری مین شریک
پانون اٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

اسطرح ساتھ ہی گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہی عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہی الٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

انس رکھتا ہی بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہین اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہی او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

تکلیف سائون کی جنون مین نہین پسند — دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہا تھ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین — دکھلا رہے ہین طرفہ خلے سے بہار ہا تھ

ہے مرگ بجلو زیست کہ کوچے مین یار کے — دو گز زمین آگئی بہر مزار ہا تھ

دبنے کی وجہ جنگ مین کیا ہو تمھین کہو — کیا میرے دو ہین اور رقیبون کے چار ہا تھ

پر ہم نہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار — خوش قسمتون کو آتے ہین ایسے شکار ہا تھ

بلغ جہان ہین راحت بے غم کہان نصیب — پتّون سے ملتے ہین شجر سایہ دار ہا تھ

میدان جیت لونگا مین بڑھ کر ہزار ہا تھ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا — بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہا تھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا — سفاک نے جو گن کے لگائے ہزار ہا تھ

یک اسکی چوٹ مین ہے سو سو پھکیت کھیت — کتنا منجا ہوا ہے دم کارزار ہا تھ

سمجھے یہ سب کہ سیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہا تھ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھ — غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

ٹھیک نہین — جائے مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان — نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل — کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین — سمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی — آج بھی بیقرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ — داغ شمع مزار سا ہے کچھ

اسکو دنیا کی اسکو خلد کی حرص — رند ہے کچھ نہ یار سا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر — اب تو بے اختیار سا ہی کچھ

دیکے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہی کچھ

رند مشرب جو ہم ہوئے دستِ سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری کا ابھی ہو ساقیِ کوثر کے ہاتھ

عشقِ بُت بتخانے سے جلنے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہی کیا کوئی زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی خوب
نیچیئے آئینۂ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اُسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامنِ جلاد آیا ہے سبب مجھے مر مرکے ہاتھ

سیلیے تا جاکے نامہ کوئی دے جلئے قریب
خط ہے مجھے بھیجا تو بھیجا اُسنے بازیگر کے ہاتھ

سنحتِ جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اہی گلو ہے تیزیِ خنجر کے ہاتھ

فصلِ گُل آئی ہوے سب مست اب کیسا لحاظ
گردنِ قاضی مین ہین مستِ مئے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دونون خالی یاے بعدِ مرگ اسکندر کے ہاتھ

دستِ نازک سے اُٹھین گے کب کڑے بھاری
گر کُھنسے سیری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

زیور سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موجِ حرام پانون مین خلخال ہو گئی

زلف اُسکی مُرغِ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندمی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ رہی گرمیان ترے وحشی کی ایری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک مجھ سے کیا اشکِ شرم نے
زائل سیاہیِ خطِ اعمال

خوش خوش سمندِ ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

رہتے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی کٹی وہ گھڑیال ہو گئی

دنیا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشمِ تر دہی غسال ہو گئی

اور کما نداز یہ چٹکی کی صفائی کا ہے لطف
دل بھی پہلو سے نکل جائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہین کوئی کسی کا پسِ مرگ
طفل ہمراہ جوان ہے نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہے میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

چرخ گردان ہو وہی رستم و سہراب کہان
تھک گئے کیسے جوان دوڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اُس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کوسون آتی ہو قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اُسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنی
ہاتھ کھینچا ہے جہان نے تری تصویر کے ساتھ

کب پھرین گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلکِ پیر کے ساتھ

مین صبیون کا ہون بیمار مرے نسخے مین
عرقِ شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابلِ نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہو مری تقدیر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اُس بُت کے جو پڑھتا ہون نماز
منھ سے فریاد نکل جاتی ہو تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ جو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے سا

کیا عجب مین بھی شہیدون مین ہون محسوبِ امیر
اُنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیرؑ کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہی کچھ
ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہے کچھ

وصل کی راتین بڑی ہجر کی چھوٹی ہون اگر
یہ تو کہہ اے فلک اسمین ترا نقصان ہے کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اُس سے
کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائے گا نادان ہے کچھ

وصل مین بیٹھے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہے کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہے کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہی بہت سخت پریشان ہے کچھ

امتحان جو دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست
جان کو دشمن کی رد یا چاہیے

خشک لب ہین صحبت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بولتے ہین جب اُنسے کہا
ق
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تمنے چاہا مجکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اِسے کیا چاہیے

ہے مزاج اُسکا بہت نازک امیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگارون کی
حیف منھ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی

بجلیون کی طرح ملک الموت نے بٹھلائی ہی ڈاک
موت کے گھر مین ہی دعوت ترے بیمارون کی

گر نہ انکار مرے خون سے ای تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہی سُرخی ترے بیمارون کی

چار سر پھوڑتے ہین چار کھڑے روتے ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی

اک ذرا پانون اُٹھائے ہوئے ای توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کی طرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی

م نکلنے پہ بھی اُن ابروؤن کا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی

ل شکستہ ہے جو توبہ تو تعجب کیا تھا
ہے نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی

سب کے پاس اپنو کا ہوتا ہی یہ ہی عفو کا حکم
بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی

پنچھے پر طائر دل کو دیتا ہو صیاد قضا
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی

خون گرفتہ ہون مین ایسا مری سنگ آمد
ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبر دارون کی

آہ کیسی ہی کراہی اُف نہین کرتے عاشق
قید آواز بھی ہی اُن کے گرفتارون کی

مین وہ وحشی ہون کہ جب کوچۂ جانان مین گیا
سایہ پوشیدہ ہوا آڑ مین دیوارون کی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہانِ تنگ کمر بال ہوگئی

ملتے نہین جو سکۂ داغِ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہوگئی

دل مل گئے وصال کے سودا ٹھہر گیا
اُلفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہوگئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہوگئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہو وہ مہوش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہوگئی

پایا نہ اُس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اِس سے روتے روتے تری لال ہوگئی

آیا تھا سوے حشر یہان تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسش اعمال ہوگئی

ساقی ہو دختِ رز سا حسین کون خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کہن سال ہوگئی

آرایش اُسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پانوُن مین خلخال ہوگئی

محفل مین کو رہی ہی انا الحق پکار سے
منصور کی زبان تری مہنال ہوگئی

کرتے ہین فاقے فرقتِ زلفِ سیاہ مین
یہ کاکل ہمارے لیے کال ہوگئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی تھی جو امیر وہ فی الحال ہوگئی

چاہتا ہمکو تو اُس کا چاہیے
وہ ہمین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا تجھے کیا چاہیے
درد بول اُٹھا تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس اور ادعاے سوزِ عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل مرا کہتا ہے سنکر سوزِ حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنیکا ہے اُنسے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرصِ دنیا کا بہت قصہ ہے طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالبِ بےپردگی ہے اُنسے حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

بس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ نہ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہوا اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ و تاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کے
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نکر
کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بھل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روزہ زیست غنیمت ہے ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

اسیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

زمانہ ہو گیا مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے چھلکی محفل کی ایک ساغر سے

بڑا ہی داغ میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

گریزان کیون نہ ہون اغیار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جا کے یہ گلرو نئی چالین دکھاتے ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ روز و شب نہین کٹتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہے ہر روز اک ورق تیرے دفتر سے

بٹھا کر روبرو مجکو جو دیکھا اسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اُڑا دیتی ہے
بھینی بھینی مہک اے یار ترے ہارون کی

ہمہ تن فکر ہون مین فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہین خاطر ہے فقط یارون کی

سیر منظور ہے اُس ماہ کو بازارون کی
اب چمک جائیگی تقدیر خریدارون کی

حد نہین کچھ مرے یوسف کے خریدارونکی
پھونک دے شہر نہ گرمی کہین بازارون کی

اُنکی پلکون سے یہ قالب کیے تیرون نے تہی
شکل پیکانون مین پیدا ہوئی سوفارون کی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا
مینھ وہان تیرون کا بوچھار ہے تلوارون کی

ہون وہ دیوانۂ گیسو کہ گریبان کے عوض
چوٹیان ہاتھ مین رکھتا ہون مین کہسارون کی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل
بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر مین گنہگارون کی

گو کنارونکی ہوا سے نہین ہلتے ہین درخت
ڈولیان ہین ترے غال کے بیمارون کی

دفعۃً پڑ گئی جب چاہ زنخدان پہ نگاہ
چار ہین آنکھین گڑھے مین ترے بیمارون کی

مر گئے ہم تو بنا آئنہ خانے مین مزار
دل سے اُلفت نہ گئی آئنہ رخسارون کی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے
ساتھ عیدی کے اُسے فرد گنہگارون کی

بوسۂ لب نہین دیتے وہ شکر رنجی سے
تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخوارون کی

داور حشر سے محشر مین کہین گے میخوار
یہی پگڑی رہی جاتی ہے گنہگارون کی

ایسے زندان محبت مین ہین چوکی پہرے
کہ نکل سکتی نہین جان گرفتارون کی

چٹکیان لین یہ کلیجے مین کہ دل چیخ اُٹھا
دو گھڑی بیٹھے تھے کل بزم مین وہ یارون کی

گڑ گئی آپ مری لاش تہ خاک امیر
مر کے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین رو کے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

پرِ پرواز کی حاجت ہی کیا رنگِ پریدہ کو
شکستِ خاطرِ اس طائر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خطِ جانان سے لیا بوسہ
مگس کا شہد سے منھ بھر دیا مورون کا شکر سے

کیا قمری کو صیاد ازل نے سرو کا قیدی
شکار اڑتے ہوئے طائر کا کھیلا تیرِ بے پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین
لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغِ نگہ کا جب دمِ ایجاد دھیان آیا
سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو وارون ہو تو کام آتی ہی کب دولت
ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھکر طرفہ شوخی کی امیر اُسنے
کہ مقراض اُسپہ کی ظالم نے منقارِ کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری
کانٹون مین بھی ہوگی خو تمھاری

اُس دل پہ ہزار جان صدقے
جس دل مین ہی آرزو تمھاری

دو دن مین گلو بہار کیا کی
رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل
بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے
اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہے مہر و مہ کے ثابت
اُن کو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا
اشکون سے ہی آبرو تمھاری

لو سرد ہوا مین نیم بسمل
پوری ہولی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر
ہی کاکُلِ مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو
ہی گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہی بہار اُسکو خزان کا خطر بھی ہے
ای باغبان بسنت کی تجکو خبر بھی ہے

[illegible] ہو دن خاک جو ہر لین کو نظر بھی ہی
یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہے

جو اخط نہ لائے دونون آخر روز حشر آیا
الٰہی بے لڑے دن قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین سب دلکو بلا اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہے یہ نخچیر لشکر سے

نہایت لغتِ چاہِ ذقن مین دل پریشان ہے
کنوئین مین گر پڑا ہے ہمسے اب کیا آشناور سے

نملے طالبِ دُنیا تو دُنیا رنگ پر آئی
کیے ہین اُس دُشمن نے لال کپڑے خونِ شوہر سے

نہین حاجت سوا ہمجنس ہمجنسوں کے دُنیا مین
یتیمون کی بجھی ہے پیاس کسدن آبِ گوہر سے

سا اضطراب حرصِ زر مین ہے سیماب کی صورت
بناؤ تختۂ قبرِ ہوس مس کی چادر سے

چمن مین آکے زیرِ سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتے تھے خُم کے خُم کبھی حلقے مین مستون کے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دورِ ساغر سے

غُبارِ جہل اُڑا دیتا ہے فیضِ صحبتِ کامل
شعاعِ مہرِ تابان کم نہین سلکے کو شہپر سے

خدا یے خیر دے الله میرا ایسے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دُھویا آبِ خنجر سے

یہ ایما کس کے شہبازِ نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر باز و کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہے موے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کے لیے بڑھکر ہے لنگر سے

ہوئین پُرنور آنکھین جلوۂ رُخسارِ دلبر سے
ہمارا طالعِ خوابیدہ چونکا شورِ محشر سے

چھکا دے بادہ خوارونکو شرابِ روحِ محشر سے
لٹا دے ساقیا دوران کو دورِ ساغر سے

تڑپکر جب نکل جاتا ہون مین کوئے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشمِ جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدانِ خشک روتے ہین
چھپے گی روسیاہی خاک اس پانی کی چادر سے

جوابِ خط نہین آیا ہے پیغامِ اجل آیا
لکھا تعویذ لے سنے قبر کا خونِ کبوتر سے

پلادے بادہ ہمکو بخل اتنا بھی نہین اچھا
کہ خُم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

تأمل کار کی صورت نظر آتی تو رد دیتا
برنگِ اشک گرتا آئینہ چشمِ سکندر سے

در گوشِ صنم کے وصف مین لازم طہارت ہے
تیمم کیجیے گردِ یتیمی لیکے گوہر سے

یہ وجہ ہے جو عارض جانان پہ ہی نقاب
کرنی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل اپنی کیا کہین
یہ دے سکین گے خاک نہ تعبیر خواب کی

وہ رشکِ ماہ منھ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدحِ آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالی سے چھن رہی ہی کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسنِ شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفاے دل
اس آئنے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مین نے کہ خطِ جبین مٹا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خطِ جواب کی

کیفِ ہواے وادیِ وحشت سے مست ہون
آہو کی شاخ مجکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کے کبھی ہم سے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق
گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحرِ حسن
دریا اچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہی اپنے روے کتابی کا بھیج دو
ہی ہمکو نقل واصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر ہلا رہی ہی جو ہر موج آب کی

انداز سے جو پاتی ہے باہر مرے گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روزِ قیامت ہوا تمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سے مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلین گلاب کی

شہرت اگر نہ مہر کی ہو اس نام سے امیر
دنیا مین آبرو نہ رہے آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
تھا بے دہن تو بات بھی کیا لاجواب کی

سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا / ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے

محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ / ہمراہ زخم دل بھی ہی داغ جگر بھی ہے

کونین مین ہی جلوۂ حسن و جمال دوست / ہی ایک روشنی کہ ادھر بھی اُدھر بھی ہے

کیا یہ بھی تیری اُلفتِ عارض مین ہی مریض / تپ بھی ہی آفتاب کو دورانِ سر بھی ہے

کیا فائدہ کرین جو رفوگر سے التجا / صد چاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے

فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہے پاس / اُس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے

صد چاک ہی جو دل تو جگر داغدار ہے / دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہے ای امیر / داخل ہو لامکان مین یہ حدّ بشر بھی ہے

عمرِ روان کو جان کوئی موج آب کی / تارِ نفس نگاہ ہے چشم حباب کی

نوبت نہ آئی اپنے حساب و کتاب کی / اللہ شام بھی ہوئی روزِ حساب کی

مین وہ سیاہ کار ہون جیسے ہوا ہون دفن / چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی

امیدوار بارشِ ابرِ کرم ہین ہم / بجلی گرائیے نہ نگاہِ عتاب کی

اللہ رے قدر میرے گناہونکی روزِ حشر / تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی

سوجا نہین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون / کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی

باندھی ہی سر دھری گردون نے کیا ہوا / نکلی ہے برق اوڑھ کے کملی سحاب کی

مصروف یاد دوست ہون ای منکر و نکیر / پوچھا کرو میان نہین فرصت جواب کی

ڈرتے نہین ہو ساقی کوثر سے واعظو / منبر پہ بیٹھکر یہ مذمت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اُڑ چلے / کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہی مثل موج جو وہ تیغ آبدار / مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب / قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

قالب مین روح بند فرشتون نے کی عبث
بیفائدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق مین ڈوب کے آبِ رواں بنی
دیوار لہر کی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجائے نشۂ می سوز دل کی ہے
ساقی شراب دے مجھے اشک کباب کی

حیران ہین جا کے اہل عدم سے کہین گے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہان خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جُدا
قاتل ہو ہجر تیغ ہے موج اضطراب کی

کتنا دنی ہو چرخ جو مہمان ہوے مسیح
دی ایک نان خشک اُنھین آفتاب کی

دکھلا رہی ہو دختر رز رنگ برق طور
چوٹی ہو طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کسنے وادی غربت مین تشنہ لب
ہو موج موج چاک گریبان سراب کی

فرقت مین ہو یقین کہ شبِ زندگی ہو صُبح
پیدا ہے درد دل مین چمک آفتاب کی

اُس بُت یہ عاقبت دلِ ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت مین دل جلاتی ہو بوے کباب امیرؔ
رہ رہ کے موجین آتی ہین مجکو شراب کی

حالت لکھی ہو روکے اُسے اضطراب کی
سطرین کہ پیچ وتاب مین موجین ہین آب کی

آئے مزار پر ہوئی خفت عذاب کی
مُدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیان ہین طرفہ رُخِ بے نقاب کی
سُرخی شفق کی ہو تو چمک آفتاب کی

تم شہسوار حسن ہو لگ جائیگی نظر
گھوڑے سے اُترو آنکھ بچا کر رکاب کی

زہاد جانتے ہین جسے آفتابِ حشر
تصویر ہے وہ دختر رز کی رکاب کی

وہ بدنصیب ہین کبھی جاؤن جو مین اُدھر
اُڑ جائے میکدے سے ہر اک بط شراب کی

لختِ دلِ برشتہ نکلتے ہین چھد کے ساتھ
ہر مدِ آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہمکو موسمِ گل مین شراب دے
خوشبو ہو جسمین مشک کی رنگت شہاب کی

وہ بے نشان ہین کہ فرشتون کو روز حشر
ڈھونڈھے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت مین مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برق جمال تھی
اک تہ اتر گئی تھی تمھارے نقاب کی

مے پیجیے تو طارم انگور کے تلے
نادان کی چھاؤن مین ہو ہوا آفتاب کی

انسان کا دل تلاطم الفت صد آفرین
دیکھو بساط کیا ہے غریب اک حباب کی

ہم شہسوار حسن کا کب ہے اسکو انتظار
اب تک کھلی ہوئی ہین جو آنکھین رکاب کی

آواز صور سن کے ... وات اٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع نے رو دیا
تصویر دیکھکر مری چشم پر آب کی

دنیا ہی مین سزا اب مجھے غفلت کی ہوگئی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجھکو خواب کی

اللہ رے جوش شرم معاصی کا بعد مرگ
مزار کی جادر ہی آ

آ ... یہ شان عفو نمایان ہو روز حشر
چن لی ہو لے سے فرد ہما ... سے حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوئی ہے ہمکو عنایت شراب کی

غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریک حال
تڑپی جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخن شمشیر یار کا
کیا دل سے کھولدی ہے گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا
بلبل کے آنسوؤن مین ہے خوشبو گلاب کی

ن غافلون سے غفلت دل کیا کہین امیر
مرشد نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ حیات دون کرے نہ مذمت شراب کی
واعظ کے منہ پہ مہر لگا دون کباب کی

پردہ چمک ہے اسکے رخ بے حجاب کی
حاجت ہی کیا نقاب پر اسکو نقاب کی

ساقی ہین رند دیکھ کے دوزخ کو روز حشر
سمجھا اگر ہے کوئی بھٹی شراب کی

سیاہ بحساب حشر مین چھوٹین گناہگار
باری جو پہلے آئے ہمارے حساب کی

آئے یان وہ ہون کہ جب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی

سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی

پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اُس مکان کی بنا سے بگڑ گئی

جا کر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی

کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی

اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی

سامع خدا ہے قصہ موسیٰ دلیل ہے
اچھون کی بھی بُرون کی دعا سے بگڑ گئی

کچھ دل کا حال گرد کدورت سے خوب تھا
اس آئنے کی شکل جلا سے بگڑ گئی

ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام ہین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی

حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہُدہُد سے بنگئی جو ہُما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین ای امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب اُنکے گنہگار ے چکے
وہ پھر قتل میان سے تلوار ے چکے

جس طرح ہوگا نازبتون کے اُٹھائین گے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار ے چکے

دھمکا رہی ہی گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار ے چکے

ہم بڑھ چلے جو وصل مین بوے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار ے چکے

طاؤس و کبک خاک اُڑائینگے اُنکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتار ے چکے

دیکھین کراب تغافل ساقی دکھائے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار ے چکے

ٹھہرے جو کوے یار مین دربان نے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم پس دیوار ے چکے

وہ حسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رُخ کی بلائین گیسوے خمدار ے چکے

بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہین آپ دون کی سو بار ے چکے

وقتِ شنا نزاکت جانان کو دیکھنا
موج آگئی جو لگ گئی ٹھوکر حباب کی

عاشق پسند کیون نہ کرین ہر چشم یار
میکش کو خوشگوار ہی تلخی شراب کی

طفلی سے مجکو بادہ کشی کا ہے ذائقہ
ملتی تھی شیر دایہ مین لذت شراب کی

رکھو کمر یہ دستِ حنائی نہ رقص مین
اس مو کو احتیاج نہین کچھ خضاب کی

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا راہِ شوق مین
میرے غبار نے مری مٹی خراب کی

وہ مست بیخبر ہے نہ سمجھے گا واعظو
کہئے امیر سے نہ عذاب و ثواب کی

ہم غش مین اُسکا روزنِ دیوار بند ہے
کیا آنکھین کھولیے رہِ دیدار بند ہے

خلقت کو ہی یہ اُسکے نظارے کا اشتیاق
گھر کی ابھی کھلی نہین بازار بند ہے

رستم کا منھ ہے یہ کہ دمِ جنگ منھ چڑھے
لاکھون پہ بھی نہین تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہین جا رہین گے ہم
کچھ غم نہین اگر درِ خمار بند ہے

خوش چشم جتنے ہین وہ تجھے دیکھکر ہین غش
گلشن مین چشم نرگسِ بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہین کوئی ترے حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغبان درِ گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہی تیرے لبِ لعل کے حضور
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہان مین عید ہو جاوے مہ صیام
مدت سے میفروش کا دربار بند ہے

سبحہ لیے تھا ہاتھ مین ای بت جو کل تلک
وہ آج تیرے عشق مین زنار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دمِ نخست
بندہ اُسی کا آج تلک کاربند ہے

اورون کا ذکر کیا لبِ جان بخش کے حضور
عیسےٰ کا ناطقہ دمِ گفتار بند ہے

اظہار خط ہی اُس رُخ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

کیا دور ہی یہ اُس کے جمال و جلال سے
چیتے سے چھین لے گر آنکھیں غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رُخ کے خال سے
ابرو نے بڑھ کے نیمچہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہلِ عیب جو اپنے مآل سے
سُرمہ بھی پھر لگائین تو گردِ ملال سے

بوسہ نہ کس حسین کا مِلا باغِ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر مین ہے ہجومِ مثال سے

یہ کیف حسن ہی کہ تصور سے ہوش اُڑین
ہوتا ہے مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین جبین گوشۂ ابرو سے ہوے عید
مارا فلک نے تیر کمانِ ہلال سے

بندون کو چشمِ شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہی کون مصلحتِ ذوالجلال سے

کیا کیا چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیرے گال سے

سنبل نظر پڑا نہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین بڑھ کے زلف سے رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طائرِ رفعت پسند ہون
لٹکا رہے قفس کو تو شاخِ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال تو جو گرا دین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اُنکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مری گردِ ملال سے

دکھلاکے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر یہ کھیلا غزال سے

بیچارہ ذقن مین دل ہی مین غافل ہزار حیف
یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہی قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مُردے پہ میرے آکے نکالا غبارِ دل
مٹی وہ دے گئے بھی گردِ ملال سے

تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے
کیا فائدہ کسی کو کسی کے کمال سے

مین کیا ہون کاٹتی ہی قضا مارے شرم کے
چلتی ہی تیغ یار نئی چال ڈھال سے

عاشق کا بھی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے
ایسے عرق عرق وہ ہوئے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اُس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

ملتی نہیں ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار سے چکے

یہ ولولے جسم کیا صدف بے گہر ہے آب
جلاد جان سا در شہوار سے چکے

اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب
کروٹ کہیں زمانہ غدار سے چکے

کیا ہاتھ آئے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار سے چکے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی بن کے عزادار سے چکے

کب تک کٹے امیر پریشانیوں میں عمر
بل کی کہیں وہ طرۂ طرار سے چکے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان میں کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا بات ہے قاتل جو چھپا رکھی ہے

حجرے بیٹھ کے مسجد میں نہ کراہو واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت یہ اٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد میں مجنون نے اڑا رکھی ہے

بزم میں جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کس لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

سامنے کرکے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
اڑ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہیں کمر کو نہ دہن کو یہ بت
اچھی جو چیز تھی وہ آپ اڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت میں کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
میں یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تم نے بنا رکھی ہے

جاکے لے آئے اسے پھر نہ میں جھگڑوں نہ لڑوں
مختصر بات ہے ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع میں آؤ تو اسکو بھی تصدق کر دیں
جان اک ستر رمق ہے تمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے اسے کہے امیر
گردن عجز تہ تیغ رضا رکھی ہے

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیرے نام کی ہے برابر لگی ہوئی

خط میرا لیئے کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضائے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہی صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہے جو شام سے در پر لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہے نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پہ آئینہ
ہے دُوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جُدا ہین ہم
ہے بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دور فلک سے اُنکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسند پُرزر لگی ہوئی

دُرِّ سخن سے معنیٔ رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کونین مین نبچے گا نہ اب کوئی قتل سے
ہے سان پر وہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قد یار کے لکھتا ہے یہ بلند
کیا ہے قلم مین شاخ صنوبر لگی ہوئی

بارش ہین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکون کی یان جھڑی ہی برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین بتونکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آب خنجر قاتل سبیل ہے
ہے ہمکو پیاس وائے مقدر لگی ہوئی

ای ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کی تو بسملون سے کہی پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس ہی جلتا ہی یان جگر
لا جلد برف مین مئے احمر لگی ہوئی

جائیگا سوے زلف دل اک دن ضرور آمیر
ظلمت کی دُھن ہے مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی پہ جو اُس بت کی طبیعت آئی
چال اُلٹے کو بے پانون قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

اے اجل باندھ کمر وقت ترا آ پہونچا
دن ڈھلا دیکھو وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہم کو خبر
کب پہونکا صور کب اے یار قیامت آئی

وہ تیغ آب گون ہو فسان پر لگی ہوئی
دل کی نہ بجھے گی آج مقرر لگی ہوئی

فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین
فرد حساب ہے سر دفتر لگی ہوئی

افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہ عشق مین
قدمون سے میرے رہتی ہی ٹھوکر لگی ہوئی

کمرے مین اُسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز
چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی

جلتا ہی سینہ بہتے ہین آنکھون سے اپنے اشک
باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی

جاتا نہین ہی دل سے رُخ آتشین کا دھیان
وہ آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی

اللہ ری دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق
ہے ہمکو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی

پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے
آنسو روان ہین خاک ہی مُنھ پر لگی ہوئی

غم سے بقائے دل ہی تو دل سے بقائے غم
دونون طرف ہے شرط برابر لگی ہوئی

کیونکر ہو حُسن چہرۂ صیّاد آئنہ
مٹی ہے مثل سدِ سکندر لگی ہوئی

ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب
یان ہی اُمید شیشہ و ساغر لگی ہوئی

ہی راستی مزاج مین کہتا ہو صاف صاف
رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی

آئینے مین جو اُسکے رُخ و چشم کا ہی عکس
نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی

اکدن تو یہ سمجھئے مرے آنسو کو زیب گوش
لو ہے اُسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی

وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے
یان آنکھ چھت سے رہتی ہی شب بھر لگی ہوئی

عالم ہے کیا شراب کا مینائے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہ خنجر لگی ہوئی

آب خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہے شرط مقدّر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر تو ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرف در لگی ہوئی

شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ — چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اسکی مٹا مٹا کے مجھے
اے امیر اپنا نام کرتی ہے

یہاں آئی عجب حالت ہے ان روز دن میرے دل کی — جگر پہ چٹکیاں لیتی ہیں منقاریں عنادل کی

سفر میں مجھ سے کہتی ہے کشش ہر دم مرے دل کی — کہ وہ بھی پیچھے پیچھے آتے ہی ہونگے اس منزل کی

جہاں سے اٹھ گئے تو اٹھ گئے ہم کچھ نہیں پروا — غضب ہے کہ گردن اٹھ نہیں سکتی ہے قاتل کی

نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے — نگاہ حسرت آلودہ نہیں دیکھی ہے بسمل کی

بھلا دیکھوں تو وہ کیونکر نہیں آتے ہیں گھر میرے — اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی

گریباں پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلیے — جنوں انگیز پھر آتی ہیں آوازیں عنادل کی

غرور حسن تمکو ہے کمال عشق مجکو ہے — کہو تم میرے دل کی یا میں کہدوں آپکے دل کی

تمہارے حسن سے آیا تھا نادان ادعا کرنے — سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی

خدا کے واسطے لا کشتی مے جلد اے ساقی — ترشح ہو رہا ہے کچھ ہوا ہے سرد ساحل کی

کسی کو دہر میں پہچانتا ہے کون اے غربت — شناسائی ہے کچھ ان راستے والوں میں منزل کی

چھپایا سب نے منہ ملکر ہمارے خون کی مہندی — عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی

خوشا دیوانگان راہ الفت خوب سوجھے ہو — یہاں کیسی مصیبت میں پڑی ہے جان قاتل کی

یہ تیرے زلف کا عقدہ نہیں وا ہو جو شانے سے — ارے نادان بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل سے جو دیکھا بر کھلے غنچۂ گل کو — نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منہ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے — مرے درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری — ذرا وا تل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے دیتے ہیں ہم اچھی نہیں ہے دل لگی دل کی

دلِ پُرسوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے تھی اُمید بڑی والے نصیب
وہ بھی مُنھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ مین نے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے وہ دیکھیے پھر آپ کی شامت آئی

حال بیمارِ محبت کا یہ آخر کو ہُوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

اُلفتِ ساقیِ کوثر کی جو یاد آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلیدِ درِ جنت آئی

میہمانون سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حسرت آئی

ذرّے عکسِ رُخِ روشن سے بنے ریزۂ زر
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرّۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حُسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دُنیا سے جو اُٹھا مین امیر
گور تک پیٹتی روتی ہوئی حسرت آئی

نگہِ ناز کام کرتی ہے
دم مین ترکی تمام کرتی ہے

آ کے محفل مین دخترِ رز شب بھر
نیند سب کی حرام کرتی ہے

ٹھہرے ہین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جانتا ہون وہ بیدہن ہین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بدبلا ہے تری سیاہیِ خط
صبحِ عارض کو شام کرتی ہے

شیخ صاحب اُٹھا کے دیکھو آنکھ
دخترِ رز سلام کرتی ہے

کیا وہ آئین گے میری میت پر
خلق جو اژدحام کرتی ہے

ڈر کے میری شبِ جدائی سے
کالکا رام رام کرتی ہے

اُنکے کوچہ مین روح خواب مین روز
سیرِ دار السلام کرتی ہے

چلتی ہی جس جگہ کہ تیغ اسکی
خود قضا اہتمام کرتی ہے

سواد دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو
پڑی کب دیدۂ ماہی مین اُڑکر گرد ساحل کی

لب ساحل نہین ہو کشتی دریائے بے آبی
اُسی دریا کی موجین ہین لکیرین دست ساحل کی

خیال نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی مین
مٹا جو نقش پا مجکو بتادی راہ منزل کی

وہ عاشق ہین کیا جب قصد سونے کا اندھیرے مین
چکو دن سے سنی ہمنے کہانی ماہ کامل کی

سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین
جھڑی ہی ہو رات دن باران ابر تیغ قاتل کی

وہ پیاسا ہون تلاش آب مین جسدن بیابان نکلون
کرے ریگ رواں دریا کو اُڑکر گرد ساحل کی

وہ مشتاق شہادت ہون جو اپنے نظر بھی کھاؤن
نہ چھوڑے چاندنی مجکو مہ رخسار قاتل کی

نکلا یونہے یہ وقت دفن دی ہر رنگ کی مٹی
کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی

تعجب کیا جو کوسون دشمن روبہ تن بھاگے
کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی

بجا ہے گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے
سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی

جو ہم سا زندہ ہو جاتا تو کیون پڑتین یہ تسبیحین
اُٹھائین اپنے ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہے بو اُس زہرہ شمائل سے امیر الفت
خمیر دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی
خوب اُسنے دوائے دل بیمار نکالی

جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین
قاتل نے کہان حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہوا ترک ہمین کیا
کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو
غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے
یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو بیٹھے
ہر بات مین اک تہ دم گفتار نکالی

کہتے ہین لب سے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون
اُف ہمنے نہ منھ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوئے گل وحدت
منصور کی جب روح سر دار نکالی

بہے بحرِ فنا مین جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھوکی مچھلیان ہین جوہرِ شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہِ قیس مین لیلیٰ سے آرایش ہے محفل کی

بسی گورِ غریبان جس کسی کا گھر ہوا ویران
مسافر پڑکے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہان رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہین دیتا
تڑپنے کا مزہ کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

جنابِ عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہون
اٹھا جاتا ہون مین سنگین دہائی شاہ عادل کی

تری پلکون کی زد مین تکیہ کر ٹھہرا دلِ عاشق
سپاہ ان صفون کا ہے سیاہی شام منزل کی

دہانِ یار کے آگے سکوتِ غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے نادان کو صحبت مین عاقل کی

نہال عشق کو رو رو کے ہم سرسبز کرتے ہین
نہین آنکھین یہ دو نہرین ہین اپنے گلشن دل کی

فلاطون خم مین بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو
نہین حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہون جوانی مین نہین کھینچین ہین گرم آہین
شب تاریک مین ٹھنڈی ہین شمعین خانۂ دل کی

حسینان جہان رہتے ہین جہان عکس کی صورت
بنا ہے خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصل کشتِ محبت ہین
نہین اشکِ مسلسل یا بیان ہین خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری مین
تڑپتا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظرون مین سمایا ہو گیا عشاق کا مہمان
جنھین کہتے ہین آنکھین کھڑکیان ہین خانۂ دل کی

مری کشتی برنگِ موج ایسی بحر حوادث مین
کنارے تک اگر پہونچے تو ٹکر کھائے ساحل کی

ازل سے ہے مآلِ کار بے مغرور کا ناکامی
کف دریا کی قسمت مین لکھی ہے موج ساحل کی

امیر آئے گا روز عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیے دیوار و در پر چشم بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہے بسمل کی
الٰہی خیر ابھی سے فق ہے رنگت میرے قاتل کی

مٹا سکتی نہین مژگان تر کلفت مرے دل کی
نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی

تڑپ جاتا ہے دل اہلِ کرم کا جوش مین آکر
چمکتی ہے جو بجلی شعلۂ آواز بسمل کی

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین دفن
بدن پہ اڑکے اگر گردِ راہ پڑتی ہے

ستا نہ خاطرِ مظلوم کو ڈر اے ظالم
پڑے نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب حال ہی کچھ کوچۂ محبت مین
بلا مین جان یہان بے گناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہی روح اے صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین دشت سے بھی بھاگتا ہون مین کوسون
نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہے

پسے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسے سیاہ پڑتی ہے

چمن مین خط کے وہ رخ دیکھکر ہو ششدر
اڑنی تو تم پہ بھی اے مہرِ ماہ پڑتی ہے

وہ چھپ کے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر
نہ گردِ راہ نہ گردِ نگاہ پڑتی ہے

چھپاتے ہین وہ غریبون کو بے گنہ زنجیر
ہزار پانون پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امیدِ رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ ... ت ہی کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل مین ہی کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے
اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم
بول اٹھین بت بھی گواہی مین کہ سچ حق ہے

شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار
چشمۂ قلزمِ عصیان کے لیے زورق ہے

رشتہ آسا دہ ہون لاغرِ غمِ عریانی مین
حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے

ذکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم
ذوق جب تک نہ ہو اے شیخ عبث ہو حق ہے

ہون مین دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے
شمع سے جامۂ فانوس کہان ملحق ہے

کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دلِ زار
خوف سے جوہرِ شمشیر کا سینہ شق ہے

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے
خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسیٰ کو مرے شکوہ تعظیم
اس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہے جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ
ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

دل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پُرفن ڈالے
ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ
پردے آنکھون پہ جب اُسکا رخ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو یہ پردہ اٹھ جائے
گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہے وہ عارض و چشم و مژگان
حورین بیٹھی ہوئی ہین نظر مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے
ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی گئی عاشق کی
چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ اُس لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان
منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

لوٹتی برق سر طور پھرے چار طرف
تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اڑ چلے قفس مین پرواز کو پر پیدا ہو
بنے کاندھے پہ اُلٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتہ انداز کے کس طرح سے پامال نہون
قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین
کہو ڈھونڈے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہے چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ بس اے رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظر بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان دو عالم ہے جسکی برق جمال
کب اُسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے

نہین ہی شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آؤ
کہ پٹی باندھ لی داغونکی آنکھو نپر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردشِ گردونِ گردان کو
گلِ رعنا مری آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرائیں
جبین افشان تو آئینہ کی قسمت اور بھی چمکی

ملانا مارنا ہی کام ان خورشید رویون کا
کبھی اُٹھتے ہین فتنے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہون اسقدر محزون مین ای قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجائے ماتم کی

امیر اُس سرورِ عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخلِ ماتم کی

نہو جسمین تجلی تجھسے محبوبِ دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جا جہنم کی

اُدھر ہون عیش کی باتین کہانی ہو ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہولے عشق سر مین دل مین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشتِ خاک آدم کی

چمن کیا جانیے ہی کس شہیدِ ناز کی مجلس
کہ غنچونکے چٹکنے مین صدا ہے نخلِ ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن ہی عشق مین یارب
جھلسا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اُس حور کا دل کیا ہماری سوزشِ دل سے
گئین جنت کو کچھ چنگاریان اُڑکر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑکر دل کا تماشا کر
شبیہین اس ورق پر کھنچدی ہین دونون عالم کی

اُڑائے رنگ غنچہ سیکھے گُل کی روش ایدل
کہ منھ سے کچھ نہ کہہ کانونسے سُن کر سارے عالم کی

ازل مین وصل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کہ آنکھین آجتک کھلتی نہین بادامِ توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مرکے ملتی ہے
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشورِ غم کی

پرستش حُسنِ گندم گون کی عینِ آدمیت ہے
نہین وہ ابنِ آدم خو نہین ہی جسمین آدم کی

ہے سینہ سپر کیا کیا شعاعِ مہرِ تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ پچھلے گھنگھری کے آرہے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلقِ بسمل بانسلی ہی مطربِ غم کی

لبِ جان بخش سے کلّی مرے مرقد پہ کرو
حوضِ کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہی

زاہد و ساقیِ کوثر تمہین کیون دیتے شراب
دخترِ رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہی

خوف معتوبیِ آدم سے ڈرا ہے ایسا
دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہی

عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین
ہم شناور نہین یہ قلزمِ بے زورق ہی

دُرِ مضمون دمِ تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہی

یہانتک مجکو ہنگامِ خوشی ہی آرزو غم کی
اُٹھا رکھتا ہون روزِ عید پر مجلس محرم کی

مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم سے دوا غم کی
جو آیا منھ چبالی چھال مین نے نخلِ ماتم کی

مناہی کوچۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی
غضب ہی ابتو وہ جڑ کاٹتے ہین نخلِ ماتم کی

قطارِ مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون
سلیمان اُٹھ گئے شاید یہ صف ہی انکے ماتم کی

ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آنکلے
گلون کی جیب کتری ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی

خیالِ دخترِ رز مین آگیا ہی مجکو غش ساقی
کُھلین آنکھین اگر پائی ہوا دامانِ مریم کی

ستایا اسقدر ان مردمِ ابلیس خصلت نے
کہ ڈر کر آدمیت چھپ رہی ہی تربت مین آدم کی

الٰہی ہے یہ لشکر کس سلیمانِ پری وش کا
بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلفِ پرخم کی

ہمارے نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل
نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخلِ ماتم کی

یقین ہی روزِ محشر تک ہے اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہو دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لائے کوئی ہم تک وحشیِ گیسوے پیچان کو
مچائینگی یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل نے گذشت یار کیا کہکر
ہوا مین آگئے ایسی نہین سنتے ہین ہم کی

ڈری بیرات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعاے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشتِ مجنون کا مشتِ استخوانِ مجنون
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی دعا کے ستم کی

ہشت ذرا کسو کی تر لونہد — قاضی کرے جو منع تو مے رو برو پیے
ل نے مجھ پہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا — اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے
ئے جو میکدے مین کر ... — شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے
دیکھے وہ خطِ سبز جو سبزہ تو رشک سے — کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ آمیر سیاہ
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

بروے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے — خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
زعفران زار مین بھی گر دلِ ناشاد رہے — یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے
ہو وہ مقتول مرے قتل کی ایسی ہو خوشی — رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے
پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے — کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے
رشک ہی بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے — مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے
ہم جو پوچھے تو لبِ گور سے آئی یہ ندا — تیرے لیئے حضرت بہت آزاد رہے
نکھین مر جانیکو کہتی ہین وہ لب جینے کو — کیئے وہ حکم سہے کہئے یہ ارشاد
سکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرف — لوح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے
تیانے سے نہ مطلب ہے نہ گلشن سے غرض — گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے
بسملون کی نگہ یاس بری ہوتی ہے — اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے
کہون گا یہ کہون گا یہ ابھی کہتے ہو — سامنے انکے بھی جب حضرت دل یاد رہے
ہون وہ غم دوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون — درد کا دل نہ دکھے خاطر غم شاد رہے
شر مین عذر گنہ کیا ہے بتا تو رکھو — کہ مبادا تمھین بھولے تو مجھے یاد رہے
بحر ہستی مین حباب لب دریا کی طرح — ہم ہے کب جو کہے کوئی کہ برباد رہے
بن اگر غیر کوئی ہون تب مجھے وہ بھولے — وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

ہوئی کس کس کو خجلت ایک سے قتل ہوتے ہی — پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردشِ گردون گردان ہے — کہ چلیا دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سردِ دہر داغ و اشک نے مجکو — کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہے ایذا شب کو شبنم کی

یہ شوقِ میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے — ہوا کھانے کو روح آتی ہے اب تک حضرتِ جم کی

سوا خورشید رویون کے کسی پر مین نہ مائل ہون — الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکستِ شیشۂ دل سے امیر آیا ہے غش مجکو
چھڑک کر سے منگوا دے کوئی مٹی ساغرِ جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے — دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

موتی کی طرح جو ہو خداداد — تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین — مجکو اے درد تو بہت ہے

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل — یہ درد کی گفتگو بہت ہے

بے کیف ہو مے تو خم کے خم کیا — اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین — فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو لے یاس — اتنے لیے آرزو بہت ہے

اے نشترِ غم ہو لاکھ تن خشک — تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیون مین روؤن — آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے

غنچے کی طرح چمن مین ساقی — اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تندخو پیے — غم کیون نہ جونک بن کے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اسکو ساقیا — جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین ای رضوان — آب خنجر سے وہین پیاس بجھا
مے کشی کی ہے خوشی ہجر مین کس کو ساقی — لکہ ابر تو اور آگ لگاتے آئے
سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوئے حرم — قدم بُت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے
دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح — خاک اُڑاتے گئے ہم خاک اُڑاتے آئے
بادشاہون کا ہے دربار درِ پیر مغان — سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے
لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہمپر روشن — لہ ہمہ بھ ترے ناز اُٹھاتے آئے
چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو — پنی پازیب کی جھنکار سُنلتے آئے
ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر — ملک الموت بھی پر اپنے بجاتے آئے
بے سبب ہے یہ یہ بلوہ نہین غالب ہو کہ آپ — پردہ ڈولی کا سر راہ اُٹھاتے آئے
نہ جب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین — یون ہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے
روز محشر جو بلائے گئے دیوانہ زلف — بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے
ذکر غنچہ جو سُنا مجھ سے تو ہنس کر بولے — خوب آئے کہ مرے منھ کو چڑھاتے آئے
مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار — گُل کھلاتے گئے گلچھرے اُڑاتے آئے

کہین پوچھے گا آمیر ۔۔۔۔ جو پوچھے گا آمیر
کیون نہ بگڑی ہوئی باتون کو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی — پ بدنام نہون دھو لیے شمشیر اپنی
پھر بہار آئی جنون ہوتی ہی تدبیر اپنی — طوق بنتا ہی گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی
بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آتی ہے — کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی
قید ہو کر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا — نذر دی قید نے لا کر ہمین زنجیر اپنی
بان نثارون سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری — آجکل چلتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی
دم نگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم — چارسُو جاتی ہے آواز بپر تیر اپنی

زار ایسا تھا کہ مین دشتِ جنون مین نہ ملا ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے قیس کا داغ کہ اس مین غمِ فرہاد رہے
دل ان آنکھون کے تصور سے مرا شاد قاف پریون سے جہان حورون سے آباد رہے
قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مدّ نظر اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلّاد رہے
طولِ فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے
جب کیا ہم نے گلا اپنی پریشانی کا زلفِ جانان نے کہا ہم بھی تو برباد رہے
کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ ری خوشی ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے
ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خطِ آزادی ہی یقین حرفون مین شانِ خطِ جدّاد رہے
لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت دل سے نکلے تو کہان جا کے یہ فریاد رہے
لوٹ پروانہ یہان شمع سرِ طور کا ہے جلوہ افروز ترا حُسن خدا داد رہے
ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو نہ اسے یاد رہے ہم نہ اُسے یاد رہے
واہ رے شوق اسیری کہ دعا کرتا ہون مُنھ دمِ ذبح سوئے خانۂ صیّاد رہے
شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل کچھ تو ہو نٹھون پہ ہنسی بھی دمِ فریاد رہے
کھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
کانٹے الجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین دامن اس ڈر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوقِ شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سرِ کوچۂ جلّاد رہے

دل کو طرزِ نگہِ یار جتلاتے آئے تیر بھی آئے تو بے پر کی اڑاتے آئے
فاتحہ دینگے نہ یانی پہ بھی دو رونے کے بعد تا درِ گور ہین جو خاک اڑاتے آئے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صد چاک پر
یا الٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن میں جو وہ گلرو تو گل مہندی کی شاخ
سر جھکا کر اُسکے پائے نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طائر جوڑ کر کندے زمین پر گر پڑے

بار ہو پر آجائے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبیٰ کٹ کے دوش حور عین پر گر پڑے

پھنس کے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بوالہوس
اسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تک وہ پلک بر سر بیداد نہ آئی
تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور مین خنجر کی رگ یاد نہ آئی
کب روح سوئے کوچۂ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
چھ دم شکستی فرہاد نہ آئی

بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کس دن
کب آئنہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت سے نظر صورت جلاد نہ آئی

طائر مین وہ ہون پائون نہ گلزار مین رکھا
جب تک خبر آمد صیاد نہ آئی

سچ ہے یہ مثل جان ہے اپنی تو جہان ہے
مُردے کو عزیزون کی کبھی یاد نہ آئی

غش صورت موسیٰ مین ہوا سامنے اُسکے
تاب نظر حسن خدا داد نہ آئی

کیا آئے نظر مردمک چشم کو وہ خال
انسان کو نظر صورت ہمزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا جلتا ہوا دیکھا
تجکو روش خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اُسکی نظر سے
کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

[illegible]
روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

یا
عرضی بھی مری ہوکے کبھی صاد نہ آئی

جکو

مری کشتی کون کرے چور ہی یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہے تجھے چل تو سہی
ردنین کاٹ کے خود لائینگے نخچیر اپنی

تمکو پھولون کے چھپر کھٹ ہمکو کانٹے ہین نصیب
خیر قسمت وہ تمھاری ہے یہ تقدیر اپنی

آنکھین چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
مع چہرہ ہی ترا آنکھ ہے گلگیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائین تو اتنا پوچھین
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
بھیج دیتا ہے وہ یوسف مجھے تصویر اپنی

اُٹھ نہ سکے ضعف سے ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھجک ہے
برش خنجر سفاک مرے دم تک ہی

گھورتی ہی یہ جوانان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بجا چشمک ہی

حسن یکتا کا ہی پر تو بھی جہان مین یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہی

جنگ عاشق کے لیے حسن زرہ پوش ہوا
لون کہتا ہی رخ صاف پہ یہ چیچک ہی

شب بھر آغوش گلستان مین ہے شبنم کی جگہ
رتبۂ دیدۂ بیدار قیامت تک ہی

فرش سے عرش تک آئینہ ہی سب ذکر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہی

قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہونچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہی

نہین دیوانہ اگر لائق تعزیر امیر
کس لیے سنگ بکف دہر مین ہر کودک ہے

فشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پاکر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اُس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم اعتمادگون کا جب کبوتر لیچلا
اُڑتے ہی اُڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہی صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

دلا آنکھون سے چھپ کر اُس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خطِ شبگون سے مین ای خال روی یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مستِ آمدِ ابر بہاری کے
الٰہی کوئی لکّہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشقِ عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقتِ قتل ہو ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کمر مین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دے دے کے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اُٹھ کر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہے ہر گُل زر بکف بہرِ خریداری
چمن مین تم کہ یوسفِ مصر کی بازار مین آئے

زرِ داغِ جنون تقسیم شاہِ عشق کرتا ہے
تو نگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اُسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیمؑ آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانون کو کیا جانے
جب آئے پابرہنہ وادیِ پُر خار مین آئے

علانیہ دکھائے کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خوابِ طالبِ دیدار مین آئے

یہان تہمت سے ہو میرے دلِ صد چاک کا قبضہ
کہو شانہ سمجھ کر گیسوے خمدار مین آئے

اُٹھاؤ رُخ سے پردہ کور مادرزاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبانِ گنگ بھی گفتار مین آئے

گرفتارِ قفس تھے جب تلک فصلِ بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم اگر گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھُٹے آفت سے ظلِ احمدِ مختار مین آئے

خیالِ زُلف و عارض مین قضا کی
نمازِ صُبح و شام اِک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سے بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہی قضا کی

نہ آنا تھا اجل مُنھ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

معشوقۂ دُنیا نے بہت مانگ سنواری — پھندے مین مری خاطرِ آزاد نہ آئی
مضمون سے ہین مرگ مرا نام ہی زندہ — کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیّتِ اُستاد نہ آئی

ہم اور معرکۂ امتحان سے ٹل جاتے — جواب پانون جو دیتے تو سر کے بل جاتے
عدم کو یان سے تو گھبرا کے ای اجل جاتے — یہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے
ہزار تیز نہ تھی تیغ یار اگر چلتی — ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے
جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ مُلکِ عدم — بڑے مزے مین پہونچتے جو آجکل جاتے
سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا — جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے
بچائی داغ نے زندانیان زلف کی جان — نہین تو گھٹ کے اندھیرے مین دم نکل جاتے
بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے ای زاہد — خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے
شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آ — غریب خانے کے دو چھوپڑے بھی جل جاتے
جھڑی نے آنسوؤن کی اور جی ڈبویا ہے — برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے
دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ چلتا — اجل کے پانون پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے
پتنگ بنکے لپٹتے جو شمع رویون سے — وہ ہم نہ تھے کہ تبِ ہجر سے نکل جاتے
تلاش رزق مین گردش ہی ای ہوس بے — عیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطرِ روشن دلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہی ای دل کہ بزم یار مین آئے — بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے
خداوندا نہ زنگ اُس تُرک کی تلوار مین آئے — کہین دھبّا نہ میرے زخم دامندار مین آئے
مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے — ترنگ ایسی کبھی یارب مزاجِ یار مین آئے

وفور رحمتِ باری ہی میخواروں پہ اِن روزوں
جدھر سے ابر اُٹھتا ہی سوئے میخانہ آتا ہے

لگی دل کی بجھائے بیکسی میں کون ہے ایسا
مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے

اُنھیں سے غمزے کرتی ہی جو تجھ پر جان دیتے ہیں
اجل تجکو بھی کتنا نازِ معشوقانہ آتا ہے

پریشانی میں یہ عالم تری زلفوں کا دیکھا ہی
کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے

چھلک جاتا ہی جامِ عمر اپنا وائے ناکامی
ہمارے مُنھ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے

وہ بُت ہی مہرباں سب اپنا اپنا حال کہتے ہیں
لبِ خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے

طلسمِ تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے
بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے

یہ عظمت کدے کے زاہداں بتوں میں ہمنے پائی ہے
کہ کعبہ ہمکو لینے تا درِ میخانہ آتا ہے

دورنگی سے نہیں خالی عدم بھی صورتِ ہستی
کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے

ہمایوں استخوانِ سوختہ پر میرے گرتا ہے
تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے

اُدھر ہیں حسن کی گھاتیں اِدھر ہیں عشق کی باتیں
تجھے افسوں تو مجکو اے پری افسانہ آتا ہے

کلیجا ہاتھ سے اہلِ طمع کے چاک ہوتا ہے
صدف آسا اگر مجکو میسر دانہ آتا ہے

نمک جلاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخموں پر
مزے کا وقت اب ای ہمتِ مردانہ آتا ہے

زبردستی کا دھڑکا وصل میں تمکو سمایا ہے
کدھر ہو ہوش میں آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے

تپی کسکی شمعِ حسن سے روشن ہے گھر میرا
کہ بنجاتا ہے جگنو آج جو پروانہ آتا ہے

وہ عاشق خال و خط کا ہوں کہ نذر مور کرتا ہوں
میسر تیسرے دن بھی جو مجکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہے گورِ غریباں پر
جو روشن شمع ہوتی ہی تو ہاں پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکشِ دلبر میں رہ گئے
اُتنے ہی حوصلے دلِ مضطر میں رہ گئے

دھویا ہزار اُس بُتِ سفاک نے مگر
چھینٹے ہمارے خون کے خنجر میں رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر میں رہ گئے

شب غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روز جزا کی

وہ بیکس تھے کہ تربت پر ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہی کہ ذرات
چلی جاتی ہی سب خلقت خدا کی

مرے مُنھ کا ہے لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دُکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہے یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا اے دل فریب زینت دہر
ڈلی اِس پان مین ہے سنکھیا کی

بہار بیخزان ہے جامۂ یار
نہ مُرجھائین کبھی کلیان حنا کی

کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے
کہ بُت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہمسے گلا اُس دلرُبا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد
مرے سب آشناؤن نے قضا کی

وہ دانہ ہون جو پسنے سے بچون مین
جلادے آگ سنگ آسیا کی

وہ غافل تھے کہ تب لی ہمنے کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روز جزا کی

الٰہی مرگیون جھگڑا بھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہانتک دانہ ہوگا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بند قبا کی

پسین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہی چشم نقش پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجائے
سعادت ساری اُڑجائے ہُما کی

ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے
مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو سنت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہے
نکل اے صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہی

نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفون کا
کسی پریون کے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہی

بی کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئے بھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بن کے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزق سگ و ہما کیے دور سپہر نے
جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے

آزارگان عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہارے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

گمان مین تیر وہ جوڑے تو صید ہون نسرین
زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے

زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اُسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے چوتھی زبان پر کھیلے

مین نذر رنگ مین ڈبیون وہ طفل بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی دکان پر کھیلے

جمائے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو پارسا ہو تو ہر ایک تان پر کھیلے

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اُس سے کھیل کوئی کس گمان پر کھیلے

کہون تو درد دل اُس سے مگر ہے قتل کا خوف
قضا نہ سر پہ کہین اس بیان پر کھیلے

لگائے کیونکہ وہ واعظ نماز مین شرطین
جوا جو روز و شب اپنے مکان پر کھیلے

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج
ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کس طرح چل جائے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط بھی اسی حسن یار باقی ہے
اس آئنے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہی نہ کوئی ہوشیار باقی ہے
حجاب کس سے اب اے چشم یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتے ہین آ سی اجل کہدے
ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

چھوڑے کہین نہ گیسوے پُرخم نے اُسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

ے چشم اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو ہین جا بجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگِ یار اس طرف
کچھ کچھ ہین استخوان تنِ لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہا
میخوار فکرِ شیشہ و ساغر مین رہ گئے

تو نارسائی قسمت سے گر پڑ
ڈورے ہی ڈورے بالِ کبوتر مین رہ گئے

تسکون سے میرے بجھ گئی سارے جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

وا ماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

اُنکے مکان ہین دیدہ و دل اختیار ہے
اس گھر مین رہ گئے کبھی اس گھر مین رہ گئے

اُنکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا ... سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

جنے تمام بند کیے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

اٹھے نہ گرد بھی مری کشتی کے پائین گے
کیا بیڑے تک کے شورش طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گرد باد ہین
یہ یادگار ہین جو بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامنِ مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ
باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسفؑ تو مصر مین ہوئے رونق فروز حسن
یعقوبؑ راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اُسکے دوڑ کے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گرد باد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولتِ دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین
خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے
کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہی ہون وہ وحشی زار
کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہی نہ چتر قیصر روم
مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے پرِ طاؤس
موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہی ابھی شب وصل
بڑی نقاب تو یہ ای نگار باقی ہے

بہ رنگِ شمع اترتی نہین کبھی تپ غم
ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوائے کوچۂ گیسو مین یہ لٹا سنبل
کہ ایک پیرہنِ تار تار باقی ہے

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روک ای دل
ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہین غنچے ہین منھ چھپائے ہوئے
وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہین گے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر
یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی
رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

ہنس پڑے آپ تو بجلی تڑپی
بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

پس گیا چشم سیہ پر سرمہ
پائے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری
نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان محزون کی حقیقت کیا تھی
درد پہلو مین اٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بن کر یہ بلا لوٹ گئی

یہ میکدے مین ہے شیشون کا قحط ای ساقی | بھی تو شیخ کا سنگِ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیرِ فلک مبارک ہو | کہ میرے پاس دلِ بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مر لون تو لاش پر آئین | جل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اُسکے دانتون کا تجکو ہی قصدِ نظارہ | گرہ مین کچھ گہرِ آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزشِ دل | کہ شیر زندہ ہے جبتک بخار باقی ہے

چلے برنگِ نفس عمر بھر تو کیا حاصل | کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑک رہے ہین جو خاک | اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

موئے تو خاک موئے ہم مٹے تو خاک مٹے | ابھی تلک تو نشانِ مزار باقی ہے

نہ توڑو آئنہ جانے بھی دو کہ ایک یہی | تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن | وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

سوال کرتے ہین کیا دیکھکر ملک ہم سے | کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

قضا پکارتی پھرتی ہے اُنکے مقتل مین | چلے اگر کوئی اُمیدوار باقی ہے

بہار مین ہو نہ کیون روے یار پر جوبن | چمن عروس ہے جبتک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کوئی کہان آئے
مزار ہے نہ نشانِ مزار باقی ہے

بہارِ عمر سے دل یادگار باقی ہے | بس ایک یہی ثمرِ داغدار باقی ہے

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہے | یہ کچھ غبارِ رہِ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد | ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہین | کہ اور بھی کوئی اُمیدوار باقی ہے

کہان کہان نہین یارانِ رفتہ کو ڈھونڈھا | اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئنہ وا ہین مزار مین آنکھین | ہنوز حسرتِ دیدارِ یار باقی ہے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے — مظلوم دادخواہ ہین خون بہار کے

رکھنا نہ مجکو ساتھ دل بیقرار کے — ہو اور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف دل مین صفائی کی کب ہو بات — چڑھتا ہو ایک آئنہ منھ پر ہزار کے

برباد ہوکے اُسکی گلی مین ملا یہ اوج — ذرے ہین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اُڑاتا ہے باغبان — صدقے اُتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولے گا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل — ای نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

صوفی خدا کے گھر مین یہ ہو حق ہی کیا ضرور — سامع اگر ہو دور تو کہیے پکا

یوسف کی اصل پوچھیے نقاش دہر سے — بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اُتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی — پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار — مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ — ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

شرمندہ میرے بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ — پایون سے رکھدیے ہین تیغے اُتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کردن — ے

تی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک — کیا لوٹ جاتے پانون نسیم بہار کے

وشن تھے جنکے قصر مین سو بتیون کے جھاڑ — محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے

پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے — سو داغ دیگئے ہمین دو دن بہار کے

بیرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند — پہنا کفن تو جامۂ ہستی اُتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزار ہا
ہین کھیل آمیر صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہے نیچے مزار کے — کشتی ہماری ڈوب گئی پار اُتار کے

ب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے — شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھ نہ مرکر اٹھائیے
جبتک اٹھے یہ داغ جگر پر اٹھائیے

جور فلک کہ ناز ستمگر اٹھائیے
اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اٹھائیے

کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر
للہ جان چھوڑیئے بستر اٹھائیے

مردے پہ میرے آئے تو بولا یہ انسے ناز
کسکا جنازہ ہے یہ سمجھکر اٹھائیے

غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ کر
مرجائیے نہ منت خنجر اٹھائیے

مشتاق دید صورت موسیٰ پڑے ہین غش
کس سے حجاب گوشۂ چادر اٹھائیے

مرقد مین آکے مجھ سے کہا شور حشر نے
تکیے سے اب تو بہر خدا سر اٹھائیے

ہے خموش قاصد جانان جو کچھ کہے
حکم خدا سے ناز پیمبر اٹھائیے

میرا سلام آپ کا وار ایک وقت ہو
اٹھے مزہ جو ہاتھ برابر اٹھائیے

آؤن مین پاس آپکے گھر پھاند کر
دیوار کیا جو سد سکندر اٹھائیے

منظور ہو جو عشق تو اضع ضرور ہے
سر پر جو بوجھ اٹھائیے جھک کر اٹھائیے

یکتائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اٹھائیے بھی تو حق پر اٹھائیے

بے چشم مست یار نہین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ وساغر اٹھائیے

قاصد نزلے نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اسکی لاش بہر پیمبر اٹھائیے

ہے عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھ برابر اٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھ مین اپنے ہے یہ اثر
بجلی نہین شرار جو؟

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اٹھائیے تو سمجھکر اٹھائیے

جن جوانون کے سر افلاک پہ پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود
منزل آسان ہی چلے جلتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

خود نمائی کی بدولت کتنے اوچھے ہین حسین
مہندی ملتے ہین تو اترلتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہی موباف کا اُنکو نزاکت ہی وبال
گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پانون تھراتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

رسم نے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پانون رہجاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

تیغ قا . . . آنکھون مین پھر جاتی ہی
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

درد اُلفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہی عزیز
جب یہ اُٹھتا ہی مری روح نکلجاتی ہے

تپ نقس قدم اُٹھ نہین سکتے ہین قدہ
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

طرز رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

سرنگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہی جسدم کوئی لہر آتی ہے

شوخی حسن نے لاکھ اُنکو کیا طاق مگر
پھر لڑکپن ہی ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے

کچھ نہ اغیار کی تقصیر نہ تمیز الزام
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے

لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہی نمک ہنس ہنس کر
چھیڑ اتنک مرے زخمون سے چلی جاتی ہے

پھونک چلے صور کہین جلد لحد سے نکلون
ب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی۔

گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
کوئی دم مین یہ غریب آپ بجھی جاتی ہے

دل کو تسکین مین اے قافلے والو کیا دون
اب تو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے

جب کہا مین نے کہ اب قتل مین تاخیر ہے کیون
بولے ہر بات مین جلدی تمھین پڑ جاتی۔

شبنم ہین عیش کب چمن روزگار کے
کھٹکے ہین کوچۂ رگ گل مین بھی خار کے

مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال
جھگڑین مجاورون سے یہ باہر مزار کے

دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل
قربان شان رحمت پروردگار کے

کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے
آتے ہین تیر زنگی ابلق سوار کے

بس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ
یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے

پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان
کچھ ابکی سال رنگ نئے ہین بہار کے

کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہی عندلیب
وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے

پانی تری چھری کا ہی یون ہی جو بار ڈھر پر
دریا بہین گے دشت مین خون شکار کے

کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر
گنتی کے رہ گئے ہین دن اپنی بہار کے

کیون عاشقی کے نامۂ عصیان ہون سیاہ
پروردہ ہین مسودۂ زلف یار کے

کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا
پڑے ہین تار پیرہن تار تار کے

غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی
سوئے جو ہم تو سائے مین نخل
صالح کا ناقہ ہو کہ دلاگاو سامری
پالے ہوئے ہین سب مرے پروردگار کے

جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا
آتے ہی اُلٹے پانوٗن پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے
نسو تو کچھ نہ بجھے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرر بار آمیر نے
چھوٹین گے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

ب جلو مین آپ کے آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک ... آتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

ہی نماز ان زاہدون کی ضعف ایمان پر دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

جوانی مین بھی باقی ہی انھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لگیا مریخ اُسکو غازۂ رُخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھا اے دل جائے عبرت قصۂ شداد ہی
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی احسان غیر کا ہم سے اُٹھا
سر بھی کٹوایا تو ہمنے یار کی شمشیر سے

اتنی آرایش بھی اُنکو ہی نزاکت سے گران
کم نہین پھولون کی بدھی آہنی زنجیر سے

اپنے اپنے شکر قاتل بسملون پر فرض ہے
ہر دہانِ زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہو گیا تعزیر سے

توڑ مین تیرِ قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو ہارا ہے تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اُلجھتا ہے تری اُلجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارون کو گلے مل مل کے کرنا تھا ہلاک
رہ گئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشقِ ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہے لفافے کو مرے شمشیر سے

بیڑیان دیوانۂ گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ اُلفت کا پھندا سخت ہے زنجیر سے

داد دینے کا تو کیا مذکور یہ صیادِ حُسن
چلتے ہین اور اُلٹی آفرین نخچیر سے

منزلِ حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزمِ تصویر سے

آکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی
گھر خرابی کا ہوا آباد اس تعمیر سے

لکھ چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبیِ تقدیر سے

کیا لبِ معشوق ہوکر جان لی نخچیر سے
سیکھے گھر دل مین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثلِ کلیم
لن ترانی کا مزہ اُٹھا تری تقریر سے

مچھلیان بالے کی رہتی ہین مرے پیشِ نظر
کم نہین میرا تصور دامِ ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے
اضطرابِ ناوک افگن بڑھ کے ہے نخچیر سے

آخری وقت تو آواز سُنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے

آ بسی ہو تری قسمت کی زبردست ای تُرک
سامنا تجھ سے ہو پر چوٹ نہین کھاتی ہے

دو سرا نوک کا مجھسا ہے جوان کون امیر
سیکڑون نیزے ہین اور اک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دلِ نخچیر سے
خوب روئین حسرتین دل کی لپٹ کر تیر سے

بیخود ایسا ہون کسی کی لذّتِ تقریر سے
پہرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے

قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
لے گئین پریان اُڑا کر خانۂ زنجیر سے

تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہو کر نکل آئی تنِ نخچیر سے

ہون وہ تردامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
کثرتِ عصیان نے ایمن کر دیا تعزیر سے

مُصحفِ ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
لذّتِ تقریر ملتی ہے تری تحریر سے

پاس بٹھلا کر مجھے اُس نے اُٹھایا غیر کو
لڑ گئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے

دُھوم ہی قاتل تری آتی ہین پریان سیکھنے
چال تیری تیغ سے پرواز تیرے تیر سے

دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشقِ زلف مین
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

ذبح ہونے کا نہ اُٹھا خاک بھی ہمکو مزہ
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سُنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موج بوئے گُل بھی مجکو بڑھکے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ای ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہی قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خطِ رُخسارِ یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتبِ تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حُسن کی
جب نظر اُٹھی لڑین آنکھین نئی تصویر سے

قیدِ ہستی سے جو چھوٹے آ کے جنت مین امیر
حور بن کر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

ای گُلِ تر تیرے جذبِ حُسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہو کر ٹپکتا ہی مری تصویر سے

مجھسے صدمے نہ جُدا [illegible] یارب — جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہین دل آئے

ماہتابی پہ وہ آئے تو تجلّی نے کہا — سیرے آگئے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہون وہ واماندۂ غربت جو کرون قصد عدم — موت لینے کو مجھے سیکڑون منزل آئے

مذہبِ عشق مین تمیز بد و نیک ہے کفر — توبہ کیجئے جو خیالِ حق و باطل آئے

سر اُٹھانے کی نہین کنج لحد مین طاقت — تھک گئے بسکہ کڑی جھیل کے منزل آئے

وہ غریقِ یمِ الفت [illegible] ہون ا[illegible] — خاک چھوٹنے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدمون نے جو پیچھے ہمین چھوڑا چھوڑا — گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سرِ منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مر جائے — دیر اچھی نہین آنا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویون کو عبث دعویِ یکتائی ہے — حال کھُلجائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکسان تو نہ سمجھے وہ امیر
کاش کچھ اُسکو تمیزِ حق و باطل آئے

رو برو دل جو ہمارا سرِ محفل آئے — منھ ہے آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم مین شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے — منھ کے بھل شمع گرے غش بسرِ محفل آئے

کوچۂ یار مین جائینگے پھنسین ہم تو پھنسین — قید ہونے کو فرشتے سوے بابل آئے

ہم تہیدست لبِ گور تو پہونچے پر یون — جس طرح لُٹ کے مسافر سرِ منزل آئے

زخمیِ عشق ہون ایسا جو ہلے دل میرا — صاف آواز پرِ طائرِ بسمل آئے

نجد مین جاکے مین مجنون کیطرح بیٹھا ہون — کہ نظر مجھکو کوئی صاحبِ محمل آئے

کبھی اُس چاند سے چہرے پہ نہو خط کی نمود — یا الٰہی نہ گہن مین مہِ کامل آئے

لوٹتا ہون تہِ خنجر فقط اتنے لیے مین — بن پڑے اور جو غصّے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیا[illegible] یاد کرے بادہ کشی — خونِ دل کیون نہ یہان اشک[illegible]

آ سے جان برانے تو [illegible] ت کیسی — پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

ہون وہ محوِ بیخودی لکھی جو میری سرنوشت
مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہوکر دیکھ نیرنگی طلسمِ دہر کی
سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بال و پری کبتک نکل ای مرغِ دل
مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے

عالمِ کثرت مین وحدت کی نشانی ہے ضرور
فائدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ
چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرتِ عصیان سے نادم ای کریم
آج شرمندہ ہون اپنی قلتِ تقصیر سے

منزلت اللہ سے بڑھجاتی ہی ہر چیز کی
کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا
آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیر سے رُکنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے
یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جو رقم کرتا ہون مین کرتا ہی وہ اُسکے خلاف
اسکے خط لکھوا کے بھیجون کاتبِ تقدیر سے

کیا خبر تجکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہے
جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کہے سلطانِ دُنیا یہ کہے سلطانِ دین
کیا مین نسبت دون ہما کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر
کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر
لیکے آیا ہے وہ اس پردے مین خط شمشیر سے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہون مین الٰہی کہین منزل آئے

چین جبین پر نہ تہِ خنجرِ قاتل آئے
وضع مین فرق خبردار نہ ای دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جاکے بتخانے مین اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذتِ دیدار نصیب
غش یہ غش مجکو تہِ خنجرِ قاتل آئے

صدمۂ دردِ جگر سے نہین آگاہ ہنوز
کہین اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

اس چمن مین طائرِ کم پر اگر ہون مین تو کیا
دور ہے صیّاد ابھی اور آشیان نزدیک ہے

ہو ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین
کس قدر انسان کے دانتون سے زبان نزدیک ہے

صحبتِ ظالم سے نقصان گوشہ گیرون کا نہین
خوف کیا اگر تیر سے زاغ کمان نزدیک ہے

رکھ قدم آہستہ آہستہ تو چمن مین عندلیب
دُور کچھ گلچین نہین ہو باغبان نزدیک ہے

بامِ جانان دم کیا ہو کہتی ہی پرو از شوق
حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے

ہو چلی ہی اُلفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے
المدد لے ضبط وقتِ امتحان نزدیک ہے

آگے عالی ظرف کے کمظرف کیا پاے فروغ
آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے

توبہ گلرویون کی اُلفت سے ہی پیری مین ضرور
اے بہارِ زندگی وقتِ خزان نزدیک ہے

پُرفشانی حسرتِ پرواز مین اب کیا ضرور
داد صیّادِ اجل اے مُرغِ جان نزدیک ہے

عشقِ صادق کی ہی آمد دل ہوس سے پاک کر
صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے

لی جو میخوارون نے انگڑائی اُتارا جامِ مہر
کیا ہی میخانے سے طاقِ آسمان نزدیک ہے

برگِ گل صیّاد آتے ہین جو اُڑ کر متصل
کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے

دل ہی نالان غم سے ٹپکا چاہتے ہین اشک بھی
آتی ہی بانگِ جرس اب کاروان نزدیک ہے

صورِ محشر کو کھلا دے سرمہ اے گردِ گناہ
چُپ ہے وقتِ حسابِ عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول خضرِ راہ پوشیدہ امیر
اب ظہورِ مہدیِ آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہی
ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہی

خلق ناحق درپئے اثبات ہی
ہی دہن اُسکا کہان اک بات ہی

بوسۂ چاہِ زنخدان غیر لین
ڈوبنے کی یہ اے دل بات ہی

گھر سے نکلے ہو نہتے وقتِ قتل
یہ بھی پھر قتلِ عاشق گھات ہی

مین نے اتنا ہی کہا بنواؤ خط
یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہی

جان وہ جان ہی جو راہ مین تیری جائے — دل وہ دل ہی جو ترے کوچہ مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور — نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی — آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جائے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہے — ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہو جہان مثل حباب — ٹوٹ جائے جو سفینہ لب ساحل آئے

یاد گیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا — قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہمنے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے — تصدق ہین سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو رباطن طاعت خاص خدا سمجھے — سہارا مل گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع طلب دل ہو گیا حاصل — گلو سے اثر دہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر ریش سیہ مین جب کوئی موے سفید آیا — بہت روئے اُسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اُٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی — درائے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین ادا بندگی ہمنے — ہوئے فلتے جو پیری مین انھین صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اکدن کا وقفہ تھا — خمار و نشہ مین دونون کو کھویا لئے گیا سمجھے

ہوئے کشتہ نظر آیا جو خال ابروے قاتل — ہم اس خنجر کے جوہر کو سر قاف قضا سمجھے

ہر اک لخت دل پر خون شہید تیغ اُلفت تھا — گرا دامن پہ جب دامن کو اپنے کربلا سمجھے

مخمس ہے بنا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین — سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہل حرم سمجھے حرم تصویر ابرو کو
کھنچا خاکا جو اُس گیسو کا ہندو کا لکا سمجھے

تا رگ ہستی سے اُسکا آستان نزدیک ہی — بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہی

لکھ کے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجو
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

ل تڑپتا ہی تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
ابتو دیکھی نہین جاتی ہی تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہتا اے دل
داور حشر تماشے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک ہے شاہی تیری

کیا بلا سے تو ڈراتی ہی مجھے اے شب گور
بڑھکر ہے سیاہی تیری

مئے پلا خوب جب سے رمضان تک ساقی
دونی کر دونگا مین تنخواہ سہ ماہی تیری

پینے پیاسے کو بھی کیتی نہین سیراب ای ترک
کیسی تر بھی ہے تلوار تراہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
صلحت ہے جو مشیت ہے الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
بل بے ای نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے او امرسے آمیر
حرص سے طبع ہے مشتاق نواہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نامتناہی تیری

آنکھ مین آئے تو پتلی ہی توا ی زلف سیاہ
دل مین ٹھہرے تو سویدا ہے سیاہی تیری

منزلین ہوتی ہین کھوٹی نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ای شب غم عیب یہ ہی
کہ روانی نہین رکھتی ہی سیاہی تیری

جوہر تیغ ہین ای ابروے پر خم تجھ مین
قدر کس طرح سے سمجھین نہ سپاہی تیری

مین تو زندان سے سوئے دشت بڑھاتا ہون قدم
ہوگی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر مین تو نہ زبان بند کر اے تیغ دو دم
دو گواہون کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہین رنگ نہین نور نہین نار نہین
معرفت کیون نہو دشوار الٰہی تیری

واہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل نصاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت مین وہان ہم جو کرین قلزم اشک
ابھی ہر کوہ ہو چوٹی پہ ماہی تیری

بعد مدت بخت جاگے ہین مرے — بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہی

کیا کرون وصفِ بتانِ خودپسند — لقمے پڑھکر بس خدا کی ذات ہی

باتون باتون مین جو مین کچھ کہ گیا — ہنس کے فرمانے لگے کیا بات ہی

حرفِ مطلب صاف کہہ سکتا نہین — ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہی

مجھ سے ہو اظہارِ اُلفت واہ وا — آپ کے فرمانے کی یہ بات ہی

رو رہے ہین ہم ملا دے لب سے لب — میکشی ہو ساقیا برسات ہی

زچ ہی تیری چال سے رفتارِ چرخ — مہرِ رُخ سے بازی مہ مات ہی

کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر — رات سے دن دن سے بدتر رات ہی

چھیڑتا ہے دل کو کیا ای دردِ ہجر — خود گرفتارِ ہزار آفات ہی

ای غنی دے سیم و زر وقتِ بلا — مال دُمنیا جان کی خیرات ہی

قطعہ

گر تجھے دل مین نہین پھر اس سے کیا — یہ دوشنبے کی یہ بدھ کی رات ہی

صاف کہدے تو یہان آیا نکر — یار یہ سو بات کی اک بات ہی

بخت دل ہین میرے کھانے کو آمیر

بس نہین ٹکڑون پہ اب اوقات ہی

کشورِ دل مین ہو پریون کے بھی شاہی تیری — قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیمجان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری — زندگی تا صدوسی سال الٰہی تیری

تو بہا ہی ابر سیہ بوتلین بھی مے کی سیاہ — مل گئی غب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ — چھوٹ جائیگی یہین مسندِ شاہی تیری

ناز نیرنگ پر اے ابلقِ ایام نہ کر — نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزمِ اشک — زلف اے ماہ بنے گی پرِ ماہی تیری

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے

وصلت کی رات اور مؤذن گجر فروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے

اے زر پرست فقر کا تجھکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چینیان ہین سفالون کے سامنے

کیا منہ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اُن ابروؤن کی یاد مین دل پر نہین ہے داغ
روشن ہے آفتاب ہلالون کے سامنے

گرتے ہین بحر جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر انھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید ہے تو اترے گالون کے سامنے

سودائی ہین جو لائے ہین چین و ختن سے مشک
پیچھا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چار ابروؤن کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تنہا کتان ہے چار ہلالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامتِ محبوب کی امیر
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چھپ گیا ترے گالون کے سامنے
میلی خط شعاع ہے بالون کے سامنے

دعوی زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے
اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند
شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے

عاشق نکلا کہ جمع کیا دفتر حواس
شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے

چشم سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

ترے نظارے سے بڑھتی ہی بصارت زُلف
سُرمہ بنجاتی ہی آنکھون مین سیاہی تیری

مشق فریاد دلا حشر مین کام آئیگی
کہ رُکے گی نہ زبان وقتِ گواہی تیری

دھیان دن کو نہین تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے دباتی ہی سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے مین امیر
سارے عالم کی تباہی ہے تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کہ ہے یہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مے زاہد نے مانگی منت سے
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہان غنچہ کہان اُسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعرون نے بات تھوڑی

اُٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا
بہت گذری رہی ہیہات تھوڑی

خیالِ ضبطِ گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہی برسات تھوڑی

پلاے لیکے نقدِ ہوش ساقی
تہیدستون کی ہے اوقات تھوڑی

یہی ہے آسمان پر گنجِ انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے دخترِ رز واصف ہے واعظ
پئے حرمت ہی اتنی بات تھوڑی

چلو منزل امیر آنکھین تو کھولو
نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گُل ہوئے ترے گالون کے سامنے
سُنبل پہ پیچ پڑ گئے بالون کے سامنے

پردہ اُنھین سے ہے جنھین تابِ نظر نہین
آتے ہین خود وہ دیکھنے والون کے سامنے

بیجا زمین کو فخر نہین آسمان پر
ذرّہ ہے مہر مہ جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خارِ رہِ جنون
رکھ رکھ کے آئنے مرے چھالون کے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشائے باغ کر
کیا سُرخ گُل ہین سبز نہالون کے سامنے

بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشمِ یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالون کے سامنے

اُس کو اندیشہ ہی برق وسیل سے — لپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینہ پر ہو داغ — جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابروے امیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین اُمید جو اُس بیوفا کے آنے کی — مین راہ دیکھ رہا ہون قضا

ستم سے تنگ ہون احسان نجیبہ کر واعظ — خبر سُنا اُسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو — نکال لو نکا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پر آئے ہو — یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس پری کا کہین کھا لے استخوان مرے خلد — اُڑا دے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین — کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہو کے کہا — ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا — سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ — لگی ہو رٹ مجھے اُس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال کے آئے کہو خدا کے لیے — یہ کون شکل ہی صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی — کشادہ ہو گئین راہین قضا کے آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ لے صیاد — ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائین گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے مین اُس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا دُرد ہے صاف نہین بیٹھ گئی — شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگین بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح ہو کے حزین بیٹھ گئی — باڑھ تو خنجر قاتل کی نہین بیٹھ گئی

جد مُردن بھی مرے ضعف کی قوت نہ گھٹی — خاک اُٹھی بھی تو چکرا کے وہین بیٹھ گئی

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم — تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے
ہم ہین وہ اے کلیم کہ عشق کا تو ذکر کیا — چھپکے نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے
یاد آئی جب سیاہی چشم سیاہ یار — آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے
حال کلیم طور سنا ہوگا آپ نے — کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے
مضمون کی کیا کمی ہو کہ عرش برین بھی ہی — نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے
پانی کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت — آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے
ہم کیا کہ سرکشون کی بھی پرخم ہین گردنین — ان کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے
طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم — چلتی نہین ہی کچھ تری چالون کے سامنے
لیلی کو پاس خفت مجنون بھی کچھ نہین — آنکھین دکھا رہی ہو غزالون کے سامنے
موسی سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز — اچھا نہین ہے برق جمالون کے سامنے
جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین — کتنی یہ بات ہی مرے چھالون کے سامنے
مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر — ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالون کے سامنے
اے دل پھرے تو بیٹھے ہی تھے سب ابل پڑے — کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دنیا امیر کیا ہی جو ماتمکدہ نہین
ہر دم یہان ہین تازہ ملالون کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے — سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے
ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے — عاشقون کی عید قربان اور ہے
روز و شب یان ایک سی ہی روشنی — دل کے داغون کا چراغان اور ہے
خار دکھلاتی ہے پھولون کی بہار — بلبلو اپنا گلستان اور ہے
قید مین آرام آزادی وبال — ہم گرفتارون کا زندان اور ہے
بحر الفت مین نہین کشتی کا کام — نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اُس نے
چوٹ دل پر صفتِ نقشِ نگین بیٹھ گئی

لیبھی لیلیٰ کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار کھا کر نہ درِ یار سے سرکا عاشق
کوئی ہڈی بھی جو سر کی تو وہین بیٹھ گئی

ہکن کو مزۂ اُلفتِ شیرین اُٹھا
ضربِ تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

بھر آدم جو فرشتون نے اُٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آوازِ زمین بیٹھ گئی

طبع کہان دل نہ لگا اسمین امیر
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شبِ فرقت نکلی
ل نے خوش ہو کے کہا ایک یہ حسرت نکلی

یہ ... ... اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا ملکر دیکھا
ور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منہ پہ نقاب اُسنے کیا مجکو حلال
م آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

بھرِ نظارہ جو قرآن مین بھی دیکھی فال
ن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب مرے چاہِ ذقن مین تیرے
ں بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش
خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیر
پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شبِ وصل کیا مختصر ہو گئی
کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی

شبِ وصل ادھر سے اُدھر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی

نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر
مری نبض اُس کی نظر ہو گئی

دیا موت نے پیاس مین جام آب
کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈال حوروں کی دم بازپسیں بیٹھ گئی

ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا
کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی

سقف گردوں کی بھی اے دیدۂ تر کچھ ہے بساط
چار موجیں بھی تری اٹھ نہ سکیں بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آ کر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی

سیتی پر جو تری زلف مسلسل آئی
دھاک تاتار سے تا کشور چیں بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اسے افشاں کا فروغ
گرد بھی اڑ کے جو بالائے جبیں بیٹھ گئی

واہ رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کیں بیٹھ گئی

شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی نے دکھائے کسے جوہر اب امیر
کہ تری باڑھ تو اے خنجر کیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمیں بیٹھ گئی
کشتی چرخ بھی چکرا کے وہیں بیٹھ گئی

لنگر اس سے بھی گناہوں کا مرے اٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤں کو گاؤ زمیں بیٹھ گئی

تھا وہ گریاں کہ ہوئی قبر کنواں مرگ کے بعد
نم ہو ہو کے یہ اشکوں سے زمیں بیٹھ گئی

ہم کھڑے رہ گئے جس دم وہ نکل کر بیٹھے
صف قیسوں کی یسار اور یمیں بیٹھ گئی

جس زمیں پر کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشیں و پسیں بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کنپٹی ماہ کی اے زہرہ جبیں بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میرے رکھا
یاں سے اٹھی تو سر عرش بریں بیٹھ گئی

کیوں نہ چشموں میں ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم میں مانند نگیں بیٹھ گئی

کیا مآل آنکھ سے اس شوخ کی ہم چشمی کا
پھوٹ کر تری آنکھ نہ اے آہوئے چیں بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو ابھرنے نہ دیا
ٹھوکریں ایسی لگائیں کہ وہیں بیٹھ گئی

پلکین دمِ جوشش خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اُس رُخ کو مین آئنہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

وہ مست ازل ہون ساقیا مین
مٹی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا اُمید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
سینے نہ سنبھل سکے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی اَرِنی کہان کے موسیٰ
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امیر دل سے
اشکون نے ہزار شست وشو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلہ ساقئ کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دمِ رقص وہ پازیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مری جھنکار جگا دیتی ہے

حیرت عشق رُخ اوج دکھا دیتی ہے
چھت سے آنکھین تری مریضونکی لگا دیتی ہے

چشم نمناک بھی ہے واقف اعجاز مسیح
ابر مُردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

بڑھے جب بوتی ہو موسم گل مین بلبل
جل کے پھولونمین صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہو جائے
یاد عارض اُسے قرآن کی ہوا دیتی ہے

غم یہ ہے ہجر مین مرنے کی ہوس ہو دل کو
مرگ اُلٹے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

کنج غزلت مین مجھے سوجھتی ہو موت ہی موت
بیکسی گور غریبان کا پتا دیتی ہے

ملنے لگنے پہ نہین لاتی ہے صبا نکہت گل
سنکے اِس کان سے اُس کان اُڑا دیتی ہے

پوچھتے ہین جو شب ہجر مین ہم شمع سے حال
منھ سے کہتی نہین کچھ اشک بہا دیتی ہے

بہت آمد آمد تھی اُس گُل کی گرم
پڑا اینٹھ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی

کسی کروٹ آیا شبِ غم نہ چین
تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین
رگِ جان مجھے نیشتر ہو گئی

الٰہی شبِ غم مین اتنا تو ہو
کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی

چُبھی دل مین اُس گل کی باریک بات
رگِ گل مجھے نیشتر ہو گئی

کرے کون اب اُڑکے سیرِ چمن
کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی

مین حیران ہون وہ زلف و رُخ دیکھکر
سرِ شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی
خنجر نے بلائین لین گلو کی

آنکھین دمِ نشتر جنگجو کی
تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی

کی دلشکنی نہ تند خو کی
سختی پہ بھی نرم گفتگو کی

موسیٰ سے کہو کہ چپ رہین اب
باری ہے ہماری گفتگو کی

روئے مری قبر پر وہ آکر
ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منھ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

کی جس پہ نگاہ تجھکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائے گا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگِ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین مٹی
سوندھی سوندھی مجھے سبو کی

تن ہے غمِ زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اُسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

آرزو یہ ہے کہ کشتے کی طرح
ڈھیر ہوں نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لینگے روزِ حشر
کشتے چشمِ سُرمگین یار کے

عشق ابرو میں کہاں صبر و قرار
چلدیے سب کھنچتے ہی تلوار کے

میکدے میں آئے تو پھنس جائے شیخ
پیچ اُلجھیں پاؤں میں دستار کے

مر کے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیبِ تن کپڑے کیے دربار کے

ذلّت و خواری و رسوائی امیر
سب ہیں دھبّے دامنِ پندار کے

آئی بالیں پر جو مجھ بیمار کے
خوب روئی موت ڈاڑھیں مار کے

موے مژگاں گرد چشمِ یار کے
ہیں مگس ران مردمِ بیمار کے

دیکھکر زخموں کو جسمِ زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیرے مُنھ سے ہاں نہیں دونوں ہیں خوب
صدقے ہیں انکار اُس اقرار کے

باغباں مجھپر ہوا تب مہرباں
پھول جب کانٹے ہوئے گلزار کے

ضبطِ گریہ کیا کروں ای ہمصفیر
پھول کھلا جائینگے گلزار کے

ہیں وہ لاغر باغ میں پھیلا کے پاؤں
سوتے ہیں سائے میں نوکِ خار کے

عشقِ ابرو میں سر اُترا دوش سے
چڑھ گئے ہم دم پر اُس تلوار کے

کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار
ہنس کو دکھلا کے موتی ہار کے

شیخ کعبے میں برہمن دیر میں
سب ہیں مُجرائی ترے دربار کے

داغہاے عشق کھلاتے نہیں
پھول ہیں کس بے خزاں گلزار کے

نالۂ عاشق یہ ترچھی کی نگاہ
وار برچھی پہ لیے تلوار کے

حادثوں سے بیخطر ہیں خاکسار
کب دبا سایہ تلے دیوار کے

شمعِ بالیں سے یہ کہدے ای صبا
سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے

کم نہین قند مکرر سے تمھاری تکرار
کیا کہون کیا مرے کانون کو مزا دیتی ہے

صدمۂ ہجر سے کیونکر نہو نالان مرا دل
ٹھیس لگتی ہو تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمہ شب ہجر ہے سونا کیسا
آنکھ لگتے ہی تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پاکے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان دھوکا ہے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر مین نہین
دستک آ آکے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہتے اگر دولت دنیا کو پری
ہوشیارون کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جاکے جو کرتا ہون کسی وقت سلام
پھیر لو منھ انھین پر جھک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہین گردن عشاق پہ دھری تیغین
ساتھ کیا انکی اداؤن کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس دور مین ہین ورنہ بہار
ٹوپیان غنچون کو پھولون کو قبا دیتی ہے

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر ہے امیر
کہ کریمون کو خدا سے یہ ملا دیتی ہے

...چ سے بد عہد وقت انکار کے
دونون لب ہین دو گواہ اقرار کے

...سے ہین حسن ملیح یار کے
ہین نمک پروردہ اس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
بھلو گھرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجنون نے
گر کے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اس یوسف نے جب رکھا قدم
پھر گئے دونون سرے بازار کے

لکھنہ باری مین مقر ہو عجز کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

تیوری اس گل نے اتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین یار کے
اشک چشم روزن دیوار کے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی | کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے
بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی | ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے
مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے | رگڑ کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے
نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو | یہ ہمنشین تجھے؟
گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا | کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ارادہ کون تھی جسپر ہوے فقیر امیر
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُن سے بیان کوئی | دہن مین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی
کرے کیا باغبان سے رازِ دل غنچہ بیان کوئی | دہن جب بند ہو کیونکر ہلا سکتا ہے زبان کوئی
نہین کرتا سوائے کذب اب سچا بیان کوئی | مگر خم نیل کا بگڑا ہے زیرِ آسمان کوئی
خطِ عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے | دیارِ حسن مین اُترا ہوا ہی کاروان کوئی
ہزارون خار لاکھون پھول اس گلشن مین ہین لیکن | نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی
دیا ہی خط مگر اب شک سے پچتا کے کہتا ہون | کہین بتلا نہ دے قاصد کو اُس بت کا نشان کوئی
سواے کعبہ بتخانون مین کیا اپنے قدم جاتے | ملا سجدے کے قابل در کسی دن آستان کوئی
نظر مین میرے پھر جاتی ہی صحبت ناوک دل کی | نظر آتا ہی جب گھر مین کسی کے میہمان کوئی
بپیری مین سچا ہی نوجوان مقصود کو پہونچین | نشانے تک نہین جاتا ہی ناوک بے کمان کوئی
حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین | ادھر آنکھین لڑی ادھر آنکھین نقاب اُٹھے کہان کوئی
نگاہِ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اُسکا | نہو پھر طفل طفلِ اشک کی صورت جوان کوئی
اُٹھانا کوہ کا آسان اُٹھانا بات کا مشکل | قوی تجھسا ہی عالم مین نہ مجھسا ناتوان کوئی
غضب ایسا سگِ جانان ہو آتا ہی خبر لینے | سرک جاتا ہے جب ترک مجھ سے اُستخوان کوئی
قفس کی تیلیان ہین جتنی شاخین ہین درختون کی | کہان باندھے الٰہی اس چمن مین آشیان کوئی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو آجکی تھی آج ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کہی یہ سوچ کر تعبیر ہمنے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اُس گل خوبی کی خوشبو درد سر ہو جائے
گر طینت مین مٹی ہو تو مین عطر صندل کی

جہان کی ۔ دھری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دو شالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنے کمل کی

صفائے سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بومست کر دیتی ہے صندل کی

جدا سمجھے جو مجکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک روز یہ گل سوکھکر ہو جائین گے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آجکل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اُسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو دُر شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دے کے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار کھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمہارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بد عہد
ہم آنکھین ہفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اُٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

کیا جانے کس پہ ہے نگہ دیر دیر ہے — طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرمیان ہین آتش رنگ حنائی واہ — ہاتھون مین اُس پری کے سمند کا سیر ہے

آتے ہین جو زدل کی زیارت کو رنج و غم — سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو پھاڑ ڈالے سگ یار تو کیون — اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا شیر

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے — ہم جاتے ہین یہان ابھی خصت مین دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوئے حرم — ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پر داغ کی طرف — پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو باندھ لا قوی — افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

اُلفت ہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا — پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان کبر — بالا بروت بام فلک کی منڈیر ہے

چھپنے سے کیون نہ سیر مرادل ہوا ہو آمیر
ہم ہین جہان اُدھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھانے لگے کیا ہم اُسے خود سر کو سمجھاتے — سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

اِدھر کم نزع مین مہلت اُدھر بیتابی وقت — نہ رو دو چپ رہو کیونکر پیارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنے والو تمکو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی — جو سمجھاتے ہین مجکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہے بنائین جسکو خود بندے — سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اُسی کوچہ کے سب گمراہ راہونکو — کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز — جو دُنیا مجکو سمجھاتی وہ دُنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا نہ دیتا ہمکو وہ تیلا نشانی کا — اگر آکر سلیمان اُس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھتے گر شمع روشن میری تربت — ابھی مر جائے گل کر دے وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ شاہ حسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا — نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

گلشن مین جو ابر ہے دھوان دھار — میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے
اُس تیغ کے مُنھ چڑھے نہ بجلی — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے
کیا شوخ ہے اُسکی یادِ مژگان — دل مین نشتر سے چبھو رہی ہے
ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب — تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے یہ امیرؔ چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہے — کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے
آج آتا ہے وہ گل بادِ سحر کہتی ہے — سچ ہو یارب جو یہ اڑتی سی خبر کہتی ہے
بلبل و گل مین ہی غماض نسیم سحری — کچھ ادِھر کہتی ہے کچھ جا کے اُدھر کہتی ہے
جوہری کیا ترے دانتون سے رلاتے ہین لے — پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے
غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن — رگِ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے
یاد بچپن کی دلاتے ہین مجھے موے سپید — گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے
ماہِ نو مین ہون یہ اُس تیغ کا ہی دوش پہ قول — بدر مین ہون یہ پسِ پشت سپر کہتی ہے
وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین — عضو تن وجد مین ہین جنبشِ سر کہتی ہے
شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ — چاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے
بحرِ عالم مین سفینہ کوئی سب بچنے کا نہین — ہمہ تن ہو کے زبان موج خطر کہتی ہے
متحمل ہے اگر غم کا تو دل ہے سپرا — تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہو محفل مین امیرؔ
حال قاتل سے مرا کہدے اگر کہتی ہے

باندھی جو روزِ حشر ہوا ہم نے آہ کی — اُڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی
شرکت نہ کی ملال مین کس دادخواہ کی — دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہم نے آہ کی

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
نہ لیجانا ہمین نخوت بڑھانیکو خسینومین
تڑپکر رہ گئے اُس محفل مین دونون نے کیا رسوا

کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے
زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنگر کو سمجھاتے
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہے سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بیٹھاتا بیڑیان بھاری یہ آہن گر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
وادیٔ وحشت مین جب رکھا قدم
دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
دور بھاگ زندان سے کیا دشت جنون
کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہجر مین جب منھ لگایا جام کو
طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا

ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے
آ کے میرے پانون پر چھالے پڑے
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے
ہر جگہ لاکھون مین متوالے پڑے
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

تجکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے پتھر پر سے کئی چھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے
دیدار کہان کہ دو سہے حشر
کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم
اللہ رے حسن دختر رز
کیا کشتی و ناخدا کا شکوہ
مقراض کتر کتر کے وہ خط
نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا

ساتھ اپنے بجھے ڈبو رہی ہے
قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے
جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے
زاہد کے حواس کھو رہی ہے
تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے
کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے
سونے دے غریب سو رہی ہے

نور و شمس و قمر میں بٹ گیا
بچ رہا تھا کچھ جو روے یار سے

دور مے آخر ہوا آئی خزاں
میکشو اُٹھو چلیں گلزار سے

تھے وہ موسیٰ غش پہ غش آیا جنھیں
یاں تو آنکھیں کھل گئیں دیدار سے

گر میاں کرنے گئی تھی رات کو
رو کے اُٹھی شمع بزم یار سے

بلبلوں کو دیکھکر شیداے گل
وہ بہت اُلجھے گلے کے ہار سے

پھول سب ہنستے ہیں شبنم کس لیے
تو چلی روتی ہوئی گلزار سے

لیجلی جھونکے ہوا کے بوے مشک
مشک تاجر جس طرح تاتار سے

رنج و غم درد و الم ہیں غمگسار
جی بہلتا ہے انھیں دو چار سے

کیوں برستی ہو اُداسی اے صبا
کون گل رخصت ہوا گلزار سے

چشم و دل دونوں غضب میں پڑ گئے
ذوق وصل و حسرت دیدار سے

بے طرح نرگس کی ہے ہم پر نگاہ
آپ اب باہر چلیں گلزار سے

ق

ابرو و مژگاں پہ ہوتا ہوں نثار
ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے

غسل دینا آب خنجر سے مجھے
قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت میں پھرتا ہے امیر
کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے جو رنگ اس تلوار سے

مرکے چھوٹا کوہکن آزار سے
پائی چھٹی روز کی بیگار سے

کر چکے قتل اب کہیں رسوا نہو
جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگاں پر گرا پڑتا ہے دل
عشق ہے اس آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا در
دھوپ اُڑتی ہی نہیں دیوار سے

ہے مثل لیاس احد از آستین
موت اچھی عشق کے آزار سے

اب دشمنی ہی اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی

گہنائینگے چڑھین گے جو اس تندخو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہی خورشید و ماہ کی

اس گل کو کیون نہ پوچھے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین فراک بچھی ہے مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہی لاؤنگا روز جزا مین رند
رکھوائے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتے ہین بالونکو راہ مین
آندھی نہین ہی گرد ہماری نگاہ کی

دل سے پتا ملے گا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھئے کنوان کے چاہ کی

ہے روندنے سے کام خبر روندوان کو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین رند خواب مرگ سے اٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اٹھادے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئنے مین تم
سونا ملا و مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اکدم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اس نے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑون اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الہ کی

یا رب قلم نے لکھے ترے گیسوؤن کے وصف
قلمدان پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجکو یاد ہین
کیون فرد کاتبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے
یار در گذرا مین ایسے پیار سے

ہین حسینون کو خلش مجھ زار سے
پھول کچھ کھٹکے ہوئے ہین خار سے

ذوق کا ہے عشق ابروئین یہ حکم
عمر بھر رگڑون گلا تلوار سے

لیچلی غربت جو صحرا کی طرف
مل کے ہم روئے در و دیوار سے

لوچہ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنیِ شمعِ یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا ہی سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات بھلی ہی طفلِ حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جانِ جہان
اُسی انداز سے کہدے کہ نہین تھوڑی سی

لوچہ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

استور محشر کا سُنا ذکر جو واعظ سے آسیم
ملگئی لذّتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

ی راحت جو تہِ خنجرِ کین تھوڑی سی
گیا تو مین دلدار جھجک کر کو سون
بد دماغی ہے اور ون سے یہان تاب کہان
سجدۂ بُت مین سر سمت ہوا
میرے اشکون سے یہ تر ہے نکل آئے پانی
دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
سلطنت پہلے ہی کرتا نہ قبول براہیم
تیری آنکھون کے لیے خلق ہوئی تھی شوخی
ہدیۂ دوست سمجھکر مین ہوا شکر گزار
شوق سجدے کا ہے اس مہر لقا کے در پر
تنگ آ گئے ہین بہت بیٹھ رہین وان جاکر
نذرِ تقصیر ہے تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
ک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
داغی کا نشان بھی ہے کچھ ای نقاش

گئی نیند دمِ بازپسین تھوڑی سی
اگر دیہو پنچی جو مری تا سرِ زین تھوڑی سی
آنکھین ہین مجھے چین پہ جبین تھوڑی سی
بھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی
کھودے روزن کو اگر مور زمین تھوڑی سی
دا کفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی
گر نہوتی ہو مرے تاج و نگین تھوڑی سی
لیگئے اُسمین سے یہ آہوے چین تھوڑی سی
رو کھی سُو کھی جو ملی نانِ جوین تھوڑی سی
دمبدم ہلنے کی بڑھتی ہی جبین تھوڑی سی
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی
رکھ گیا نوک کی صورت گرچہ
اُسکے نقشے مین بنا چین بہ جبین تھوڑی سی

بے سبب چھاگل نہین کرتی ہے شور
یہ بھی نالان ہے تری رفتار سے

طور پر موسیٰ سے کہدو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہِ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلہ جوّالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمیِ رفتار سے

غیر حالت سنکے میری اُف ری ضد
آنکھ اُس نے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
ٹپکی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوقِ شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ کے چلیے ہم آستانِ یار سے

مین اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا درِ خمار سے

صلحِ کل مین ہے ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
اور اے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدد اے شوق سجود المدد اے شوق سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کبابِ دلِ بریان مین مزہ
چاہیے الفتِ خالِ نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھ رہے ہین تارے
خالی افشان سے نہ رہجائے جبین تھوڑی سی

جان آجائے ابھی جامے سے باہر ہون مین
دے جگہ دل مین جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان دل کی طرح دیکے ابھی لیتا ہون
لذتِ درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندو مین ہے کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
بانگی چاہیے اے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہشِ لذت اے چرخ
وقتِ افطار ملے نانِ جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے مین
رہ گئی ہے نگہِ بازپسین تھوڑی سی

جلا رہے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
کہان سے اڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رند میکش ہون
نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی فکر احبا نے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہے عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو بھر غم فرقت مین ہے ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہین جاکے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگے میخانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بدقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل مین اسکی تیغ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

زمانہ ہو گیا موجود جسدم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب ترے منہ سے نہین نکلی

تعلی مین کمی کی کب ہماری طبع عالی نے
بنایا آسمان جب شعر کی کوئی زمین نکلی

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی

دکھایا لطف زلف مشکبو مین طرفہ افشان نے
شب دیجور مین کیا چاندنی اے مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا حسینون کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے پیرہن کو جسکے غیرت ہو
ہوا چین بر جبین دامن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر مین چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
سیہ خیمے سے باہر لیلی محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون جب پڑا اچھلا
شکست شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوال وصل اس بت سے کیا لیکن مین ڈرتا ہون
بنے گی لیک پتھر کی اگر منہ سے نہین نکلی

خم چڑھا جائین تو سمجھین کہ کوئی گھونٹ اترا
کیا پئین ہم سے خرابات نشین تھوڑی سی

بستیین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

جو بعد مرگ مرے دل مین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہے کہ آندھی تہ مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
انھی نے بھی یہ سنا ہم بہت پکار آئے

تڑپتے ہین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سلوک خاک کیا سر کا بوجھ اُتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت [illegible] دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایک بار بلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایک بار آئے

ہمین تو جان بھی سینے مین ای بتو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
در دولت سے چوبدار آئے

چھوٹے جو دون سے عداوت کو کو بلین پھوٹین
شکار فیل کو ترکان نیزہ دار آئے

فضیلت جان مین نہ قائل ہوا استادون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہی دلمین کیا گھر تمھاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہے چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہی نصیب زاہد مین
حصول کیا ہے جو مطبخ مین روزہ دار آئے

جو ترک غیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان سے آپ بڑے لینے دستار آئے

تمام گلعذارون کا جو رنگ کھیل ہے اُن
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہی چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امیدوار آئے

یقین ہی ذکر کرنے میری جوشش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

رہے سائے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اُٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرایش سے روشن دل مبرا ہین
کف آئینہ پر ممکن نہین

نکالے جاتے ہین ہر روز اُسکی بارِ خاطر
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

فنا ایسی بقا ایسی جب اُسکے آشنا ٹھہرے
کبھی اِس گھر مین آ نکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کا تو اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرے
کہانتک دل مرا تڑپے کہانتک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

ترے خنجر بھی منھ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

ازل سے قسمت حسینون کی برائی بھی بھلائی ہے
کریں چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دھڑکتا ہے دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینہ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہمسے جدا ٹھہرے نہ ہم تمسے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو تھوڑے تھوڑے جب مزے چکھے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
ادب ہمسے جدا ٹھہرے حیا تمسے جدا ٹھہرے

اُٹھو جاؤ سدھارو کیون مرے مردے پہ روتے ہو
ٹھہرنے کا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

نہ تڑپا چارہ گر کے سامنے اے درد یون مجکو
کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضائے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہین اُٹھی
کوئی دم اور آغوش اجابت مین دعا ٹھہرے

خیال یار آنکلا مرے دل مین تو یون بولا
یہ دیوانون کی بستی ہے یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین درد و غم دو آشنا ٹھہرے

سوز جگر سے شمع شبستان بغل مین ہے
داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی تو قوس قزح بنکر سر چرخ بریں نکلی

تصور بسکہ تھا دل مین امیرؔ اُس روے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منھ سے آہ آتشین نکلی

رند خراب تیرا وہ مے پیے ہوے ہے
مدت سے جان جس پر زاہد دیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ میکش آتا ہو میکدے مین
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے

آتا نہین نظر کچھ گو سامنے ہے اُس کا
کیا بیچ مین تحیر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منھ کو سیے ہوئے ہے

پیر مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوار و
جمشید بھی پیالہ اُس کا پیے ہوئے ہے

حرمت مین دخت رز کی اصرار ہے جو اتنا
یہ بات کیا ہے رندو واعظ پیے ہوئے ہے

رحم اب امیرؔ پر بھی لازم ہے یار تجکو
کب سے دھرنی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہے

دل عاشق مین کیونکر عکس روے دلربا ٹھہرے
جمال آفتاب آئینہ شبنم مین کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرے تو قسمت پیچ دے پرکار کی صورت
قدم ہو اک اگر اپنا رواں تو دوسرا ٹھہرے

جو چشم غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
تو سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم نہ کچھ اے خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ ڈاک پر اپنا
عزیز احباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جماعت ایک ٹھہری حسرتوں کی ہم جدا ٹھہرے

نہ بے حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت مڑ مڑ کے دیکھا دیر تک رک رک قضا ٹھہرے

قضا سیل طوفان روح اک کشتی ہی بے لنگر
رکے رونے سے وہ کیونکر یہ ٹھہرائے کیا ٹھہرے

زمین کوے جانان بھی عجب دلچسپ تھا تختہ
جہان ٹھہرے ہمارے پانون مثل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اُس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمال عجز ہمکو لے اُڑا اوج رسا بے پر
ہوے بے بال و پر تو ہم نگار دست ہما ٹھہرے

کیا خوف ہی جو دفترِ عصیان بغل مین ہے
آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین -

رم کھٹک جو ہوتی ہے سینے مین بار بار
شاید بچا ہے دل کوئی پیکان بغل مین .

کیا خوف خمِ الفتِ مژگان مین دل ہے شیر
یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہے

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا
روشن یہ ہے کہ مہر درخشان بغل مین ہے

آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی
ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہے

واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم
کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہے

واعظ کتاب وعظ یہ ہے تو کیا ہوا
بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہے

کس منھ سے جاؤن داور محشر کے سامنے
شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل مین ہے

کافی ہین روشنی کو مجھے داغہاے دل
طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہے

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر آسی
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہے

گردباد اٹھ کے سراپردہ در کر سکا ہے
اے جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کر سکا

جلوہ خورشید مین یہ پیش نظر کر سکا ہے
خاک دامان سحر رخنہ در کر سکا ہے

توڑتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا
کیا خبر تجھکو کہ یہ دل یہ جگر کر سکا ہے

اس طرف منھ نہین کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار ادھر کر سکا ہے

تو ہی یان رہنے کو آیا ہے نہ مین اے غافل
جو ہے دنیا مین مسافر ہے یہ گھر کر سکا ہے

برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزومند اجل ہون مجھے ڈر کر سکا ہے

طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کر سکا ہے

دل کے سو ٹکڑے ہون آجائے کلیجا منھ کو
ضبط سے آہ نہ نکلے یہ جگر کر سکا ہے

اسکے دامن پہ گرا اشک جو میرا تو کہا
واہ کیا شوخ ہے یہ نور نظر کر سکا ہے

ل بھی منزلِ حق ہے کبھی بت کا
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے یہ گھر کر سکا ہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشتِ خُمِ شراب کے ہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند بام سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہِ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مدام زیرِ قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دُخت رز کا جمال
قریب ساغر سے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہو تاب نہ لائے حرارتِ دل کی
جو دو گھڑی مری بالین پہ آفتاب رہے

قصورِ نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم موردِ عتاب رہے

ملا نہ محفل جانان مین ہمکو اذن نشست
بہ رنگِ شمع خجالت سے آب آب رہے

مبارک ابلقِ ایام ترک گردون کو
اُسی کے ران کے نیچے یہ بدرکاب رہے

خیالِ رُخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح روبآفتاب رہے

حریص دولتِ دُنیا کا دل ہو کیا خرسند
گذر ہو قید کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہے لبِ ساغر کا محتسب ہے امیر
پھرا جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یارِ دلستان سے
نیاز و ناز ایک دل لائین کہان سے

بگولے خاک سے لپٹتے ہین اب تک
نہ مر کر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرتِ دل
وفادار آپ لائینگے کہان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی شبِ وصل
اُٹھاؤ بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسۂ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ سدھارو تم یہان سے

خیالِ قامتِ محبوب آیا
مین جی اُٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قیدِ مکان سے

جہان مین ہم کوئی دم صورتِ حباب رہے	خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے
فراقِ نرگسِ میگون مین ہم خراب رہے	تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے
نہ مجکو آئے نہ اُنکو حساب بوسون کا	یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے
نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل	خیال موت کا لازم ہے وقتِ خواب رہے
پھنسے حساب مین روزِ حساب اہلِ حساب	حساب جنکو نہ آیا وہ بے حساب رہے
وصال مین بھی نہ دیکھا بُرا ہو غفلت کا	ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے
غرور سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے	یہ سب رہین نہ رہین عالمِ شباب رہے
وہ لو ہین جو حسینون کی بزم مین ہین طفیل	کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے
کرین نہ شکوۂ دیدار طالبِ دیدار	کلیم سے مین مُدت تلک خراب رہے
جلائے دل کو تو اچھی طرح سے آتشِ غم	مزا کچھ اُسمین نہین خام جو کباب رہے
خدا کا نور چھپانے سے چھپ نہین سکتا	جہان رہے وہ عیان مثلِ آفتاب رہے
بھر آئیگا دلِ میکش دیکھکر غالی	نظر سے دور ہی مینا بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت	ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے
عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعویٰ عشق	قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

امیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالمِ شباب رہے

جہان مین یون ہین جو دو روز انقلاب رہے	یقین ہے شپرہ کے گھر مین آفتاب رہے
فراقِ یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر	پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے
وزیر کو سخنِ شاہ کا ہے فرض اعزاز	نبی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے
کرم کرے وہ توانا جو ناتوان ہین	تو نخل موم کے سائے مین آفتاب رہے

صورتِ آئنہ کیا نیک بد دہر سے کام
خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اُترا
کس قدر چُست مرا جامۂ عُریانی ہے

لطفِ ساقی سے حکومت ہے زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگِ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دین مجھکو
تیری نظرون کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمعِ عام مین نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عُریانی ہے

دیکھکر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہے فلک
یہ چمکتی ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

باڑھ پر آئے تو بے موت مرین حضرتِ خضر
گھاٹ مین یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہین آئنہ خانے سے یہ بزمِ جہان
ئے اک عالمِ حیرانی ہے

جلوۂ شاہدِ رحمت ہے گناہون سے امیر
دُرّۃ التّاج کرم اشکِ پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے گر ناتوان رہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان رہے

پامال سرکشون کے رہے ہم جہان رہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان رہے

خنجر کو رکھ کے زخم مین اُس تُرک نے کہا
ایسے دہن مین چاہیے ایسی زبان رہے

ممکن نہین کہ دل مین چھپے عشقِ زلفِ یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
بندے خدا کے گھر مین بھی بُت میہمان رہے

تا حشر اُنکو ناز مبارک مجھے نیاز
مانندِ عشق حسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھٹین نہ زلف سے ہم عاشقون کے دل
آباد مومنون سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہر خُم کی خیر مُغ کی سلامت دکان رہے

دو روز بتکدے کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دل مین سوا خدا کے نہین جائے غیرِ خوف
خلوت کے واسطے بھی تو کوئی مکان رہے

خط قسمت مٹے جبتک نہ لے دل | جبین اُٹھے نہ اُسکے آستان

اُسکو نہ دردِ دل سُنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان

ایک دن یاد کرے گا غمِ دلدار مجھے | دیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے
عیش بے رنج کہان غمکدۂ عالم مین | نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے
تیرے جاتے ہی اجلنے کیا دفن ای صبح | تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے
سیل سان جوش مین اُٹھکر جو مین پہونچا در تک | خوف سے بیٹھ گئی دیکھ کے دیوار مجھے
گر پڑا دیکھ کے چاہِ ذقن اُس یوسف کا | مل گیا گوشۂ خلوت سرِ بازار مجھے
روزِ محشر درِ جنت پہ جو دیکھا رضوان | آگیا یاد سگِ کوچۂ دلدار مجھے
لال کر دونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے | منھ پہ چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے
آنکھ کہتی ہے یہی دل سے کریگی برباد | خواہش وصل تجھے حسرتِ دیدار مجھے
کیا قیامت سے ڈرون عاشق قامت ہون مین | ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے
سچ ہے مرجانے سے بڑھجاتی ہی انسانکی قدر | دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے
جوہر تیغ سے دام مین وہ طائر ہون | مشتری ذبح کرے گا سرِ بازار

نہ نکلا تو وہ تھا ساتھ جنازے کے اسیر
رک رہا جان کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روزِ ازل بے سروسامانی ہے | خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے
کون کہتا ہے اُسے برق چمکتی ہے جو برق | عکس معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے
زلف بڑھکر نہین آتی ہی قدم تک تیرے | قد آدم مری تصویر پریشانی ہے
محو نظارۂ قاتل ہون مین ایسا دمِ ذبح | کہ ہر اک داغ بدن دیدۂ قربانی ہے
ہاتھ مین نامۂ اعمال کی جا روزِ جزا | یعنی بخشش کی سند داغِ پشیمانی ہے

لے آہ کر مدد یہ کہاں تک مخالفت — یا ہم رہیں زمیں پہ یا آسماں رہے

ہوتا وصال ذرّۂ و خورشید کیا امیر
چار آسمان آٹھ پہر درمیاں رہے

گلشن میں سرو فوج میں شل نشان رہے — عالم میں سربلند رہے ہم جہاں رہے
یارب حیلے شہرۂ حسن بتان رہے — نیچی نظر سے حسن کی اونچی دکان رہے
لازم ہے اُنکے رخ پہ نمود خط سیاہ — ممکن نہیں کہ آگ کے نیچے دھواں ر،
حاتم کا داستانوں میں اب تک ہے تذکرہ — ہ کام کر کہ نا … ن رہے
نیرنگ اُنکی شان تجلّی کی دیکھئے — لِتنے ہوئے عیاں کہ نظر سے نہاں رہے
زیر زمیں بھی آہ کی عادت ضرور ہے — قابو میں تا کلید در آسماں رہے
شن میں مجھ سے ہو یہ تقاضائے اضطراب — کھٹکا ہو جس شجر میں وہیں آشیاں رہے
مجھسا نشانہ ڈھونڈھتی ہو پھر تیر یار — کیوں رات دن نہ پشت خمیدہ کماں رہے
یوں بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام — کشتی میں جیسے ساکن کشتی رواں رہے
آیا کبھی ہُما نہ سگ یار اس طرف — برسوں لحد میں ڈھیر مرے استخواں رہے
اب دیکھیں کیا دکھائے نشیب و فراز دہر — اب تک تو جس زمیں پہ رہے آسماں رہے
بیکاری زمانہ سے بیکار کب ہوے — ہم نبض دست شل کی طرح سے رواں رہے
بیڑہ ہو پار عشق شرہ میں کٹے جو عمر — خنجر کی دھار پر مری کشتی رواں رہے

صیاد اِدھر خلاف اُدھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیاں رہے

لطف تب ہو کہ اِدھر ہاتھ میں بوتل آئے — اُس طرف جھوم کے گلزار میں بادل آئے
طالب مرگ بھی ہیں منتظر یار بھی ہیں — دیکھئے کون شب ہجر میں اوّل آئے
سخت جانوں پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل — تیغ میں بال کمر میں نہ تری بل آئے

چشمِ کحیل یار نے دم بند کر دیا
سُرمے کی گرد مین سے نکلے نہان رہے

مانندِ مردمک تُسے آنکھون مین دین جگہ
نسیان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہے تپِ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہے ذکر دوست مناسب ہی ذکر دوست
جبتک بدن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نیستی مری
وہ ذکر خیر ہون کہ جو ورد زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حُسن بتان رہے
اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان رہے

سجھ مین ہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین رہ کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلانِ دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہے حُسن مین بھی معنی روشن کا خاصہ
دل مین عیان ہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ درِ دوست پر کیا
تھے آستان یار پر حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بُو ہو کے اس چمن کے گلون مین نہان رہے

غربت مین موت آئی ہی تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعدِ فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ صنم کہ رہین ہم تمھارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب گرا جب مین بیقرار
مشکل ہے اب زمین ترِ آسمان رہے

تکلیف سے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز دن پیر بھی سہی برسون جوان رہے

لیستے پا ادب سے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش دمِ امتحان رہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہی تجکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی ہین ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
غمکدہ تو یہ ہے غم کہان رہے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی	خوب ہی مجھ پہ برستے ہوئے بادل آئے
سر سے اوڑھو نہ دوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے	بنکے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے
پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے	باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط	اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط	مین نے کہا کہ دعوی اُلفت مگر غلط

کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ	آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ	تاثیر آہ وزاری شبہاے تار جھوٹ

آوازۂ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا	ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا
جب آزمائیے تو نہ یہ سچ نہ وہ بجا	سوز جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط

ہان داستان شکوۂ بخت زبون دروغ	ہان دل کے پیچ و تاب سے سوز جنون دروغ
ہان فرط غم سے جوشش سیلاب خون دروغ	ہان سینے سے نمایش داغ درون دروغ

ہان آنکھ سے طراوش خون جگر غلط

ہین سب بناوٹ یہ ہمین فقرے نہ دیجیے	ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ کیجیے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ دو دم پر پڑ جائے
ایک دو اُسکو نظر صورتِ احول آئے

ہجر جانان مین کہان صورتِ آرام نصیب
نیند اُٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوشِ وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پر ہون دلِ اہلِ تماشا پامال
ـ اد طاؤس کو تیری سی جو چھل بل آئے

وقتِ گریہ کسی گیسوئے مسلسل کی ہے یاد
ج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہے دوا سے مجھکو
دردِ سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان جنھین دو روز کے جینے پہ ہے ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دود آہِ دلِ پرسوز جو ہم نذر کرین
چشمِ جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شب
ہر قدم غول دکھانے مجھے مشعل آئے

ہے یقین خشک زبانین نہ رہین کانٹون کی
پاؤن چھالے سے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

ٹوٹ کر دل نے دکھائے اثرِ نالہ و آہ
ہے عجب شاخِ شکستہ مین نئے پھل آئے

عشقِ زلفِ سیہِ یار نے مارا ہے امیر
یہ کرے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

دردِ عارض ہو دوا کو تو بنے گل آئے
پاؤن گھس جائین جو سر تک مرے صندل آئے

دو قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

ہائے ضعف آج اگر منھ سے نکالون آواز
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے

واہ رے شوقِ شہادت جو قیامت آئی
لوگ محشر کو تنے ہاتھ ہوئے مقتل آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھو عارض پہ کہین بہ کے نہ کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

ہو وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دل کو ڈھونڈھون تو مرے ہاتھ مین بوتل آئے

سر پیٹیں آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا — ہم پوچھتے پھریں کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اُڑانی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو اتنا نہ تلملیے — فقروں میں ہم نہ آئیں گے گو خاک چھانیے

کیا مرض ہے کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیے — آیت نہیں حدیث نہیں جسکو مانیے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اُس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا — الزام اُٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزارہا

کہتا نہ تھا امیر کہ اظہار ہے بُرا — یہ کچھ سُنا جواب میں ناظم ستم کیا

کیوں یہ کہا کہ دعوے اُلفت مگر غلط

رُباعی

گھر کھدنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے — روتی ہے لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے

یا ہم جاتے تھے گھر سے رُخصت ہو کر — یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رُباعی

ہر گھر میں شرابی ہے الٰہی توبہ — ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ

مسجد سا مقام اور دور ساغر — کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رُباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا — اللہ رے فساد خون بدن پھوڑ دیا

فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب — توبہ کی دُرستی نے مجھے توڑ دیا

رُباعی

اوروں کو تو دُنیا میں قضا نے مارا — دی زیست خدا نے پھر خدا نے مارا

پر صورتِ مرگ و زیست اپنی ہے جدا — اُس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رُباعی

دوڑ لیجیئے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے	آجائیے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے
عشق مجاز و چشم حقیقت نگر غلط	
تسخیر یار کے لیے یہ سب فریب ہین	صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین
اظہار پاک بازی و ذوق نظر غلط	
بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرمیان	کرتے ہین مہر جب کبھی ہوتے ہین مہربان
ہم بر سر زمین ہین وہ بالاے آسمان	لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان
احمق نہین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط	
صاحب کہو دبات کہ ہو کچھ تو دل نشین	جسکا نہ سر نہ پانون ہو اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہی بندہ نواز انتہا کہین	سینے مین اپنے جلتے ہو تم کہ دل نہین
ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط	
شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے	تم دن کو دن کہو تو ہین سمجھون کہ رات ہے
اظہار ذوق قتل کی ساری یہ گھات ہے	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے
سینے کو اپنے اسکی سمجھنا سپر غلط	
تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی	کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہے دل لگی
نادان بنا رہے ہو ہمین آپ واہ جی	مٹھی مین کیا دھری تھی کہ جسکے لیے یونہی
جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط	
عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام	صاحب یہی ہے مکر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون بک رہا ہے اگر ہم ہوے تمام	پوچھو تو کوئی مر کے بھی کرتا ہے کچھ کلام
کہتے ہو جان دی ہے سر رہگذر غلط	
مطلب یہ ہے کہ لوگ کہین لو وہ مرگیا	بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین — تھمتے ہین نہ ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی — آنکھون سے ہرن آ کے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین — جلسے دہین رندان خوش اوقات کے ہین
منکر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے — زہاد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے — بگڑے ہوے کیا کام بناتے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس — تا خیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے — دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم — آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے اجی ہاتھ لگے — کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھ تو لو — گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نامِ خدا لکھا ہے — القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
ملجائے یقین ہے مرض غم سے نجات — نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

مٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے — اس رنج سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزش دل — گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

گھر سے مین تو شب وہ ماہ سیما آیا		اُسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اُٹھی ہوئی تھی آتی تھی ہوا		چھُڑ دا دیے پر دے تو پسینا آیا
	رُباعی	
زیبا ہے جو دم بھرتے ہین مردم اُسکا		قتّال زمانہ ہے تکلّم اُس کا
کیا تیغ دو دم ہے اُسکی تحریک دو لب		کیا نیمچہ ہے نیم تبسّم اُس کا
	رُباعی	
مُشکل سے تجھے او گُل رعنا پایا		کونین مین پھر کو ترا کوچہ پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی		صُغرا کُبرا سے یہ نتیجا پایا
	رُباعی	
آنکھون سے ہے رنگ مے پرستی پیدا		پلکون سے ہے شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہین کہ ہے آپ سے آپ		ان پتلیون سے ہے سیاہ مستی پیدا
	رُباعی	
سُنتا ہون ہوا جلوہ نما عید کا چاند		ہے اُسکی جُدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے		البتہ یہ سمجھون کہ ہوا عید کا چاند
	رُباعی	
عاشق کو کہان شکیب شیدا ہو کر		دل زندۂ جاوید ہے مُردا ہو کر
پیوند زمین کرے جو مجھکو گردون		گرد اُسکے پھرے خاک بگولا ہو کر
	رُباعی	
ایسا ہون مین باوفا جو ہون کشتۂ ناز		ہڈی سے بنے شانہ بس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہے ہمہ تن ہو کے زبان		دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز
	رُباعی	

ٹھنڈے یاروں سے گرمجوشی کیسی — گندم دکھلائے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھیں جو پھری ہے ہمسے نظر — صدقہ آنکھوں کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جانِ جہان یہ بیوفائی ہم سے — اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ — گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر میں جو آزردہ تمھیں پاتا ہوں — کچھ دل میں نہیں دل کو یہ سمجھاتا ہوں
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر — سچ کہدو کبھی میں تمھیں یاد آتا ہوں

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھائے ہم سے — تمنے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
پچتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہیں ہم — دنیا میں کہاں چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو — بالفرض کہ آبِ زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھیں تمکو — لیں نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر وپسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہم شرف الدولہ ذی حشم — جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ
تشبیہ نقش پائے مبارک سے دوں اگر — پھینکے فلک یہ مہر فلک فخر سے کلاہ
نقشِ قدم سے راہ میں گوہر بنے خذف — ذرّے ہوں آفتاب پڑے جس طرف نگاہ
رونق تھی پادشاہی اختر نگر کی اور — جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ
اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہی جہان میں — یہ آسمانِ جاہ تو اولاد مہر و ماہ

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
نکلے الفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہے منصف یہ کہین
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ بر آمد کبھی در تک نہوئے
تحفے کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر رلانے کے لیے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی مین ستم دیکھتے ہین
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب ہم جسے ادراک نہین
آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش
جز درد تہ جام یہان خاک نہین

رباعی

غائب بہت اے جان جہان رہتے ہو
مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہر چند کہ آنکھون مین ہو تم دل مین ہو تم
معلوم نہین یہ کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ایضاً

مولوی محمد علی والا گہر عالی نژاد — ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ — اور وصف انکے ہین باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہے انکی بوستان طبع کا — نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے
اب ہوئے ہین مخزن اخبار مین گوہر فشان — ہوگئے مفلس مالدار اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ بھرا ہے ایک پرچہ گنج ہشت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن — گفت در گوش دلم ہاتفے از غیب سخن
چار برگیر بتعداد حروف از مخزن — نصف یکبار بیفزا و دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم — کرم احمد چو مقبول خدا باد
سفر اندر صفر فرمود زین دہر — بچشم حور شاکش توتیا باد
جہان از رحلتش ویران شد و خلد — بیمن مقدم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ بنوشت
بزیر دامن خیر النساء باد

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفٰے آباد عرف رام پور

مبارک ہو اے شاعران سخندان — چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت — معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان

ہین رنگ و بوے باغ شرف دختر و پسر — دونون دُرِ یگانۂ دریاے عزّ و جاہ
دونون کی شادیان ہوئین ایوان نے پائی زیب — گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ
عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب — محروم ایک فیض حضوری سے خیرخواہ
لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر — مشہور ہے جہان مین کہ دل سے ہے دل کو راہ
دل سے تمام شب رہین باتین سرور کی — اشعار کچھ زبان پہ آئے دمِ پگاہ
وان دھوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم — دی عیش نے صدا کہ مبارک کرے الٰہ
پایا ہے اس چراغ سے اس شمع نے فروغ — اُس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ
گل کو قریب نرگسِ شہلا کے لے گئی — نرگس کو لائی گل کے قرین بادِ صبح گاہ
تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیر — یہ مہ قرینِ زہرہ و زہرہ قرینِ ماہ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت — جن کے رخ سے مقتبس ہر بار چاند
اُنکے دختر و طفل دونون ارجمند — ایک سورج ایک بے تکرار چاند
عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا — آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالامالِ حسن — لوٹنے کو دُرِ غلطان کو میانہ مل گیا
لوحِ پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان — مشتری کو بہرِ سجدہ آستانہ مل گیا
دانت شرما کر نکل آئے صدف کے بحر مین — موج کو زلفِ پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے — ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محوِ حیرت آکے جا بیٹھا نہالِ فکر پر — مرغِ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
بندش صاف آئنہ ہے خود نمائی کے لیے — شاہدِ مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا
حال سے ہے اوجِ نجمِ مشتری روشن امیر — جسکو پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

یہ بدیہہ ہو گئی تاریخ امیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تمہید جشن صحت بندگان والا مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر باداے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبانِ شاہدِ عیش
کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
عید کا چاند چرخ پر نکلا
مل گئی قفل آرزو کی کلید
دورِ دورِ قرانِ سعد آیا
ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسفِ عہد کو ہوئی جو شفا
مرتبے مین ہوئی دو بالا عید
دونون ہمرنگ کی اسے کیسے
جشن صحت ادھر اُدھر ہے عید
عید سے عید ہی خوشی سے خوشی
ہے عجب ساعتِ سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہے
عید ماہِ صیام ہے تمہید
دُھوم ہی ہر طرف مبارک ہو
وصل ہی وصل اور دید مین دید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم
کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
دیکھکر بخشش و نوال حضور
چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زہرہ و شتو نے وہ پائے
اطلسِ چرخ جنکے آگے مرید
فکرِ تاریخ کی جو مین نے امیر
کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم
جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعۂ تاریخ جشن صحت

شرف واں مہر کو ہی یان عروجِ ماہِ دولت ہی
عجب صحت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے

آمیر اُسکی تاریخ کہنے کے خاطر ۔۔۔ ہوا فسکر مین جب کہ سر در گریبان
ندا غیب سے اُسکے کانون مین آئی
کہ انکار نواب یوسف علیخان

قطعہ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمائش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی ۔۔۔ ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے
تاریخ مین آمیر تکلف ہے کیا ضرور ۔۔۔ راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

تواریخ کی شب جب کی سر طور ین ہے ۔۔۔ کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو آمیر ۔۔۔ رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پُر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہٗ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی ۔۔۔ پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اُسکی سواری کا تزک ۔۔۔ چشم نرگس بن کے شرمائی بہار
مد آمد جب سواری کی ہوئی ۔۔۔ دھوم اُڑی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما ۔۔۔ ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
ِتی ہے باد بہاری کے حضور ۔۔۔ ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
شرفی کے پھول اپنی جیب مین ۔۔۔ بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

نور سے طور ہو گئی کوٹھی	پر توِ حسن نے یہ چمکایا
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب	عہد خلقِ محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے	خاتمِ دل پہ نقش بٹھلایا
جی اٹھا جس سے چار باتین کہین	رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھک گئے مے کشانِ بزم سوال	جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال	نخل دولت مراد بر لایا
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا	اس پر اللہ کا رہے سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور فلاح خلق آیا
۱۳۱۸ھ

ایضاً

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین	نور فیضِ کبریائی سے جو مالا مال ہین
ڈھل گئی ہے نور کے سانچے مین تاریخ امیر	آفتابِ آسمانِ دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رام پور

آن گرامی گوہر قدسی نفس	رحلت از دنیاے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل	صاحبِ ایمان سراپا خیر بود

ایضاً

اللہ نے جو وصف عطا انکو کیے تھے	وہ آ نہین سکتے ہین قیاسِ بشری مین
رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ	باللہ ملک تھے وہ لباسِ بشری مین

ترجیع بند

قاصدِ خوش خبر از رحمتِ غفار آمد	بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد

کسے سالِ ہمایون ہاتھ آتا ہے امیر ایسا	مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہو

قطعۂ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراقِ ناظمِ سحر بیان یوسف لقا	جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریانِ من
آنکہ از دل رفت و دل از دست شد از رفتنش	نفس او جملہ برہم زد سر و سامانِ من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان	چاک شد مانند دامانِ سحر دامانِ من
شکر منتہاے او احسان خود دانستہ ام	ذکر او تا بودہ ام بودست حرز جانِ من
بسکہ از شور و فغانم محشری برپا شدہ است	میشود شور قیامت ہر نفس قربانِ من
گریہ ام در ماتمش رنگ فراوانی گرفت	می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامانِ من

بہر سالِ آن عزیز مصر دلہا گفت امیر
مسند آراے جنان شد یوسف دوران من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفیٰ آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے	تخت پر جب جلوس فرمایا
فرط بالیدگی سے وقت جلوس	پایۂ عرش تخت نے پایا
قدسیون نے کہا مبارک ہو	فرشیون کے سرون پہ یہ سایا
سایہ اُس سایۂ الٰہی کا	ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہ دولت نے	مہر ہو کر جلوس فرمایا
مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا	ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان دُرِ انجم	طبق ماہتاب مین لایا

ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی
ہان مین ہان کوندے کے بجلی نے ملائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
تھی تمنا جو تمہین آج بر آئی کیسی
ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
شور ایسا کہ نہین صور سے کمتر سر مو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دبا ہے پہلو
تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
خانقہ مین ہر جو زاہد سوے میخانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
زور جتنا کہ چلے بادۂ مستانہ چلے
تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ اس ابر کی ہے زیر فلک جلوہ گری
ہم سمجھتے ہین کہ پر کھول کے آئی ہے پری
زاہد خشک بھی دیکھین گے تماشائے تری
کشت امید ہوئی بادہ پرستون کی ہری
تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر
فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در
کہدو ہر کاروان سے میخوارونکو کردین یہ خبر
تند و پر شور و سیہ ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

قطرہ زن آمد و بادست گہر بار آمد | ہیچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اوسہی سامان نظر آتے ہین | جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین

جھومتے ہین جو شجر سرد ہوا کھاتے ہین | رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین

رو سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب جو مجلس کی ہوئی | پھر ہوا سرد چلی وجہ یہی اصلی ہوئی

تازہ اُمید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی | نہین معلوم یہ مقبول دعا کس کی ہوئی

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو | دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو

سیر کا وقت ہے گردان کے دامن کو چلو | بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے | ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہے

لطف برسات کا ہی زور گھٹا چھائی ہے | صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتین مے کی دُکانون کی خدا داد ہوئین | اُٹھ چلین بطین ایسی کہ پریزاد ہوئین

خاطرین قید غم دہر سے آزاد ہوئین | بھٹیان بادہ فروشون کی پھر آباد ہوئین

مسجودِ اہلِ شرع ہو جبتک خدا کا گھر
جبتک نمازیوں کے جھکیں مسجدوں میں سر
جبتک کہ معتکف رہیں محراب میں بشر
جبتک وظیفہ خوان رہیں زاہد ہر سحر
یارب صدف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر میں پھولیں پھلیں شجر
جبتک دماغ و چشم کو دیں نکہت و ثمر
سیراب ہو نسیم سے جبتک کہ ہر سحر
شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتک گہر
خندان گلِ مراد ہو فضلِ خدا رہے
نخلِ مراد میں ثمرِ مدعا رہے

جبتک کہ ابر تر سے چمن فیضیاب ہو
جبتک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک صدف میں گوہرِ باآب و تاب ہو
جبتک کہ سنگ معدنِ لعلِ خوش آب ہو
ہر وقت دُر فشان کفِ جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمانِ علم
جبتک کہ بحث علم کریں طالبانِ علم
جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرزِ کلام عیسیِ معجز نما رہے

جبتک کہ فوجِ نجم پہ ہی تیغ مہر تیز
جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
اضداد اربعہ میں رہے جب تلک ستیز
جبتک دلوں کو آب کرے خونِ رستخیز
فرقِ حسود زیرِ سمِ بادپا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشورکشا رہے

جبتک جہان میں گردشِ لیل و نہار ہے
شب جب تلک کبھی کبھی دن آشکار ہے

رُخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے
لالہ رو صاحبِ آزار نظر آئین گے
جتنے زُہاد ہین میخوار نظر آئین گے
زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تند و پُر شور و سیہ مست زکہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو یہ کہ احوال یہان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے
کرسکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین اگر کوئی سنادے یہ پیام
کہ انھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام
دین دعا کلب علی خانِ بہادر کو تمام
فیض سے انکے سُناتا ہے یہ تمکو لب جام

تند و پُر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلقِ خدا رہے
جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہلِ صفا رہے
مسجود جب تلک حرمِ کبریا رہے

قربان ہو تجپہ عید سعادت فدا رہے
بالائے فرق سایۂ بالِ ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے
جب تک جہان مین چار عناصر کی جا رہے
جب تک فروغ زہرۂ نورِ سہا رہے
جب تک کہ خاک و آتش و آب و ہوا رہے

مثل زمین سپہر ترے زیر پا رہے
سر پر مدام سایۂ دستِ خدا رہے

خورشید تو وہ ہے ترے آگے سُہا رہے
نام اَوروں کے نام رہے بھی تو کیا رہے

یا رب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو
ہر روز زورِ بازوے قدرت زیادہ ہو

فرحت رہے مُدام مسرت زیادہ ہو
عالم ہو زیرِ حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظلِ رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانوں کو قوت نصیب ہے
کانوں کو جب تلک کہ سماعت نصیب ہے

جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے
آنکھوں کو جب تلک کہ بصارت نصیب ہے

جان و دلِ امیر تجھی پر فدا رہے
اُسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم تعلقہ دار سندیلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مصحفی و غالب کہان ہین ذوق و نصیر
چھپا ہے مطبع مین دیوان امیر احمد کا
کرین مطالعہ اُسکا بدیدۂ انصاف
جو واسطی کو ہوئی فکر از پئے تاریخ

کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنة کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف انیف افصح الفصحا امیر الشعرا اُستاذ الاساتذہ مقتدانا مولٰنا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمة اللہ القدیر
مطبع منشی نول کشور واقع لکھنو مین حسب الارشاد معلے القاب عالیجناب منشی بشن نرائن صاحب جناب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء بارِ ہشتم طبع ہوا

جبتک کہ گرم معرکہ گیر و دار ہے — کچھ جبر جب تلک کہ ہی کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
اقبال حاضر در دولت سرا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہی بلبل کے دل مین داغ — جبتک ہی فاختہ کو تماشائے سرو باغ
پروانہ جب تلک کہ رہے عاشق چراغ — آشفتہ عشق مہ سے ہی تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو میم عدم نکتہ دان کہین — جبتک کہ چاند چہرے کو روشن بیان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین — ابرو کو اور مژہ کو خدنگ و کمان کہین

مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اُس کا جگر نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے — تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے — جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہی گل مین رنگ و بو — جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہی آب جو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہی چار سو — جبتک کہ گل ہے جام ہر اک غنچہ ہے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے
اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

اُ جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا — نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اس در بر گنج گوہر و سیم و طلا دیا — نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

قطعۂ تاریخ طبع سابق از مورخ کامل منشی بھگوانداس صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

یہ حضرتِ امیر کا دیوانِ جانفزا	شایع ہوا ہو نامِ خدا کیا بہ زیب و زین
عاقل ہو سال ہجری کی بیکار جستجو	لکھو بافضل دل یہ کہ ہو نظمِ دلفریب ۱۳۱۳ھ

دیگر ولہ

سرور روان روح پرور یہ ہے	کلامِ امیرِ سخنور یہ ہے
گر فکر عاقل ہے تاریخ کی	تو لکھو عجب نظمِ دلبر یہ ہے ۱۳۱۳ھ

ایضاً عیسوی

چھپا مفتی امیر احمد کا یہ دیوان کیا اعلیٰ	کہ ہر اک شعر اسکا بس فصاحت میں ہو بے ہمتا
عبث کرتے ہو عاقل فکر تاریخ مسیحی کی	لکھو تم شوق سے زیبا عجب نظمِ معیشت زا